کلیاتِ باقی باللہؒ

یعنی

مجموعۂ کلام و رسائل و ملفوظات و مکتوبات

مرتّبہ

مولانا ابو الحسن زید فاروقی صاحب نقشبندی مجددی

و

ڈاکٹر برہان احمد فاروقی ایم۔اے۔پی ایچ ڈی (علیگ)

باعانت محکمۂ اوقاف مغربی پاکستان

ناشران

ملک دین محمد اینڈ سنز اشاعت منزل بل روڈ لاہور

۱۰/-

نعت سماع صفحہ ۱۳۷ حدیث فان ذکرنی فی نفسہ الخ کا [illegible] مطلب صفحہ ۸۲

صلے اللہ علیہ وسلم

۸۸ - اولیائی تحت قبائی لا یعرفھم غیری - اللہ است

۱۵۰ - سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ فرستادہ اکرم جامع

۱۵۰ - در کسوت بشریت در آمد

۱۶۰ - کلام حضرت شیخ مقتبس از مشکوٰۃ نبوی است صلی اللہ علیہ وسلم

۱۶۲ - تخلقے از اخلاق الٰہیہ متحقق گشت

۱۷۳ - محمد احمد بلا میم ست او را با خاکیان چہ نسبت او در یتیم ست -

۲۰۸ - نعت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم

۲۱۲ - زمین بوس سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

لیس کمثلہ شیٔ وھو السمیع البصیر

محمد عبد الغفور قادری قمر رضوی غفرلہ

کلیاتِ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ

یعنی

مجموعہ کلام و رسائل و ملفوظات و مکتوبات

مرتبہ

مولانا ابو الحسن زید فاروقی صاحب نقشبندی مجددی

و

ڈاکٹر برہان احمد فاروقی ایم اے۔ پی ایچ ڈی (علیگ)

باعانت محکمہ اوقاف مغربی پاکستان

ناشران

ملک دین محمد اینڈ سنز اشاعت منزل بل روڈ لاہور

طابع ـــــــــ ملک محمّد عارف

ناشران ـــــــــ ملک دین محمّد اینڈ سنز
به اعانت
محکمہ اوقاف مغربی پاکستان

مقامِ اشاعت ـــــ اشاعت منزل، بُل روڈ، لاہور

مطبوعہ ـــــــ دین محمّدی پریس، لاہور

قیمت ـــــــ دس روپے ستّر پیسے بلا جلد

قیمت مجلد دس روپے ١٥٠٠٠

فہرس

Marfat.com

مقدّمہ

(محمد عبد المجید یزدانی ریسرچ سکالر شعبۂ تعلیم و مطبوعات محکمۂ اوقاف حکومتِ مغربی پاکستان لاہور)

یوں تو کسی بھی مصنف کی نثری یا شعری تخلیقات کا جائزہ لینا کچھ آسان نہیں ہوتا لیکن مشکل اور بھی بڑھ جاتی ہے جب صاحبِ تخلیق ایک آگاہِ راز سالک، ایک باعمل صوفی اور ایک صاحبِ مقام ولی و بزرگِ دین بھی ہو ــــ اور پھر یہ وادی سراپا خارزار بن جاتی ہے جب تبصرہ نگار بیچارا ان ہونے کے علاوہ تردامنِ رُوسیاہ بھی ہو اور تر دامنی بھی وُہ نہیں کہ ع دامن نچوڑ دیں تو فرشتے وضو کریں ــ بلکہ وُہ کہ ذوقِ عصیاں ہی سرمایۂ زیست اور متاعِ حیات ہو ؎

دریائے معاصی تنک آبی سے ہوا خشک

میرا سرِ دامن بھی ابھی تر نہ ہوا تھا

پس خواجہ باقی باللہ علیہ رحمت کی تخلیقات کے بارے میں ہماری خامہ فرسائی گویا جگ ہنسائی کا اہتمام ہے ــ "اہلِ جرح" کی ناوک اندازیاں ہونگی اور ہمارا دلِ داغدار کہ زخم کھانا اور لذت اٹھانا ہی جس کا منتہائے مقصود ہے ؎

کیوں نہ ہوں ہدفِ ناوکِ بیداد کہ ہم

آپ اٹھالاتے ہیں گر تیر خطا ہوتا ہے

حق تو یہ ہے کہ حضرت خواجہ کی تمام شعری و نثری تحریروں کا نچوڑ ایک جملے میں بھی پیش کیا جا سکتا ہے کہ "بیانِ توحیدِ باری تعالیٰ ہی ان کے کلام میں جاری و ساری ہے ــ" اسی ایک گلِ خوش رنگ کا مضمون ہے جسے انہوں نے سو نہیں ہزار ڈھنگ سے باندھا ہے ع

ہر لحظہ ہے مومن کی نئی آن نئی شان

لیکن میں نے ذوقِ حضوری کی خاطر اس حکایتِ لذیذ کو ایک حد تک طول دے دیا ہے ــ حضرتِ خواجہ رح کے نگارشات کا جائزہ تنقید و تبصرہ کے عام اصولوں کے تحت لینے کی کوشش سوءِ ادب ہے ــ جہاں مصنف کا مقصدِ تحریر یہ نہ ہو کہ فصاحت و بلاغت کے دریا بہائے جائیں، انشاپردازی کے جوہر

دکھائے جائیں، نازک خیالیوں اور رنگین بیانیوں سے ذہنوں کو محظوظ و برانگیختہ کیا جائے — بلکہ اس کے برعکس جہاں نثر کے ساتھ شعر کو بھی قصداً ذریعہ ابلاغ ٹھہرایا جائے۔ اور جہاں تحریر ایک خاص اور واضح مقصد کی حامل ہو اور مقصد بھی خالص دینی و مذہبی ہو وہاں نظم و نثر کو جانچنے کے فنی اصول اور تنقیدی پیمانے کہاں ساتھ دے سکتے ہیں — جہاں صریر خامہ نوائے سروش اور ندائے غیب کا درجہ رکھتی ہو وہاں تبصرہ و جرح کا کیا کام؟ جہاں ہر لفظ پر ایک بھرپور شخصیت کی جھلک آنکھوں کو خیرہ کر رہی ہو وہاں حسن تحریر اور حسنِ بیان کی حیثیت تو ثانوی بھی نہیں رہ جاتی۔ وہاں تو نگاہیں اسی عکسِ روح پرور کے خدوخال متعین کرتی رہ جاتی ہیں اور نظارۂ جمال کی فرصت بھی میسر نہیں آنے پاتی ؎

نظارۂ جمال کی فرصت کہاں ملی   محفل کا اُن کی جاہ و حشم دیکھتے رہے

پس حضرت خواجہ کی نظم و نثر کا ذکر آپ کی حیاتِ بابرکات سے علیحدہ طور پر نہیں کیا جا سکتا کہ یہ کثرت اسی وحدت میں جلوہ فگن ہے (اور شاید یہی جدید تنقید کا بنیادی تقاضا بھی ہے) بہرحال "کیسے کہا" کے بجائے "کیا کہا" ہمارا اصل موضوع ہے۔

حضرت خواجہ کے حالات و سوانح پر مشتمل کوئی مکمل یا باقاعدہ کتاب ہماری نظر سے نہیں گزری یُوں بہت سی کتابوں میں آپ کا ذکر ملتا ہے لیکن ایک آدھ صفحہ یا زیادہ سے زیادہ ایک باب کی صورت میں مثلاً خواجگانِ نقشبند پر کوئی تذکرہ ہے تو اس میں خواجہ کا ذکر جزواً آجاتا ہے، اولیائے کرام پر کوئی تصنیف ہے تو وہاں آپ کا نام مل جائے گا۔ زیادہ تر آپ کا ذکر ان مقالوں، رسالوں یا کتابوں میں ہے جو حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی کے بارے میں لکھی گئی ہیں۔ مرتب کلیات نے زید ابوالخیر کی سوانح باقی باللہ کا حوالہ دیا ہے لیکن لاہور کی کسی لائبریری میں کم سے کم وُہ مجھے دستیاب نہ ہو سکی۔ ممکن ہے اس میں سوانح نگاری کا حق ادا کر دیا گیا ہو لیکن اس میں سے جس قدر حوالے مرتب نے دیئے ہیں ان سے یہی اندازہ ہوتا ہے کہ اِس قدر مواد تو شاید شیخ اکرام کی تصنیف "رُودِ کوثر" میں بھی موجود ہے حالانکہ وہاں بھی خواجہ کا ذکر صرف ایک باب میں ہی کیا گیا ہے۔ بہرحال دو ہفتے کے اندر اندر جس قدر معلومات حاصل ہو سکی ہیں انہی کی روشنی میں یہ مقدمہ ترتیب دیا گیا ہے اگرچہ میری جہالت و نادانی کی تاریکی میں یہ روشنی مدھم ضرور پڑ گئی ہوگی۔

نام و ولدیت آپ کا اسم گرامی محمد الباقی تھا۔ والدِ ماجد کا نام قاضی عبد السلام سمرقندی بتایا

گیا ہے اور بعض جگہ "قریشی" کا لفظ بھی آخر میں لکھا ہوا ہے۔ اکثر وقت آہ و بکا میں گزرتا تھا جس سے خود ان کا صاحبِ حال ہونا بالکل عیاں ہے۔

نسب یہ عنوان قائم کرتے ہوئے مجھے ندامت سی محسوس ہو رہی ہے۔ نہیں معلوم کہ کسی صاحبِ کمال کا تذکرہ اس کے نسب و نسل کے بغیر نامکمل کیوں تصوّر کیا جاتا ہے۔ حالانکہ اس کی عظمت و فضیلت، کسبِ کمال کی مرہونِ منّت ہوتی ہے نہ کہ نسب کی؟ یہ عنوان مجبوراً اس لئے قائم کیا گیا ہے کہ مرتّبِ کلیات نے اس پر خاص طور پر بحث کی ہے اور لطف یہ ہے کہ آخر میں خود ہی جامی کا یہ شعر بھی نقل کر دیا ہے ؎

بندۂ عشق شدی ترکِ نسب کُن جامی
کہ دریں راہ فلاں ابنِ فلاں چیزے نیست

بہر حال ثابت یہ کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ خواجہ صاحب سیّد نہیں تھے بلکہ تُرک تھے کیونکہ آپ کے والد قوم خلج سے تھے جو ایک تحقیق کے مطابق ترک قوم کی ایک شاخ ہے اور دوسرے دعوے کی رُو سے افغان قوم کی ایک شاخ ہے اور خلجی اسی سے مشتق ہے۔ یوں لفظ خلج خود ہی خلجان میں پڑ گیا تو پھر ترک و افغان کا فیصلہ کیونکر کیا جائے؟ اس ضمن میں خواجہؒ کے وہ اشعار بطور سند پیش کئے گئے ہیں، جو آپ نے اپنے فرزند کی ولادت پر کہے ہیں ؎

گل شکرے بو العجبے دست داد	شکمہ ہندی و گل ترک زاد
بلکہ زکشمیر گل زعفران	شد شکر آلودۂ ہندوستاں

دراصل یہ جو استعارہ و تشبیہ کی زبان میں باتیں ہو رہی ہیں، ولادتِ فرزند پر اظہارِ مسرّت کے طور پر ہیں، ورنہ خواجہ کا مقصد اپنے حسب نسب کی نشاندہی کرنا نہیں ہے۔ کہ یوں تو پھر مادیّت سے گزر کر حقیقت تک رسائی اور نفس سے خالی ہو کر حق میں زندہ و باقی رہنے کے تمام دعوے باطل ہو کر رہ جاتے ہیں۔ یہ تو عجیب تضاد ہوگا کہ ایک طرف تو اس فرمان کو مشعلِ راہ بنانے کی تلقین کی جائے کہ "تم میں وہی برگزیدہ ہے جس کے اعمال اچھے ہیں"۔ اور دُوسری طرف "خلجی" و "ترک زاد" ہونے پر اظہارِ فخر کیا جائے۔ اگر کہیں ان کا سبطِ سادات ہونا ثابت ہوتا بھی ہے تو وہاں یہ بحث چھیڑ دی گئی ہے کہ سبط عربی میں نواسے کو کہتے ہیں پوتے کو نہیں کہتے۔ یہ نہ تصوّر کیا جائے کہ راقم کو خواجہ کے سیّد ہونے پر اصرار ہے بلکہ مقصود یہ جتلانا ہے کہ ہمارے نزدیک یہ بحث ہی سرے سے بیکار اور غیر مفید ہے اور خود ان صوفیاء کی تعلیمات کے منافی ہے

جن کی زندگیاں انہی بُتانِ رنگ و خُون کو توڑنے میں صرف ہوگئیں۔

لقب باقی باللہ حضرت خواجہ کا لقب ہی کہنا چاہیئے۔ اور یہ اس لئے ہوا کہ آپ کو اتباعِ کامل کی بدولت بجز حق سبحانہٗ تعالیٰ اور کوئی مطلب ہی نہ تھا پس باقی باللہ کہلائے۔ اس کے علاوہ آپ کو "بیرنگ" بھی کہا جاتا ہے معلوم نہیں کیوں ممکن ہے اس کی وجہ وُہ عاجزی اور انکساری ہو جو آپ کی ذات میں بدرجۂ اتم پائی جاتی تھی۔

ولادت و وفات حضرت خواجہ کا سالِ ولادت ۹۷۱ھ مطابق ۱۵۶۳ء ہے۔ اور یہی سالِ ولادت آپ کے عظیم المرتبت مرید و خلیفہ امامِ ربانی حضرت احمد سرہندی مجددِ الفِ ثانی کا بھی ہے۔ اللہ اللہ کیا اتصالِ رُوحانی ہے ؎

تیرے جلووں کو دیکھیں اور مرے دِل کی طرف دیکھیں
کہاں ہیں اتصالِ موج و ساحل دیکھنے والے

سالِ وفات ۱۰۱۲ ہجری یعنی ۱۶۰۳ء ہے۔ گویا کل مدتِ حیات کم و بیش چالیس برس اور بس۔ ایک رباعی میں بڑے لطیف پیرائے میں اس کی طرف اشارہ بھی کیا ہے ؎

صحرانشیں ز سیل حذر کن کہ آستیں ترمی کنم بہ گریہ و افسردہ می روم
آں گلبنم بہ باغِ تو کز یک نسیمِ لطف نشگفتہ ام ہنوز کہ پژمردہ می روم

تعلیم و تربیت خواجہ کو ابتدا ہی سے حصُولِ علم کا شوق بحدِ جنون تھا چنانچہ حصولِ علم کی منزلیں بڑی تیزی سے طے کرنے لگے۔ لیکن ایک مجذوب نے ایک دن بڑے معنی خیز انداز میں یہ کہہ کر کہ ؎

در کتبِ و ہدایہ نتوان دید خدا را
آئینہ دل بیں کہ کتابے بہ ازیں نیست[1]

آپ کی دُنیا ہی بدل ڈالی۔ اب آئینۂ دل کو دیکھنے کی دُھن سوار ہوگئی، اور نجانے کہاں کہاں لئے پھرتی رہی، ایک بیقراری تھی کہ چین نہ لینے دیتی تھی ؎

بار بار اس کے در پہ جاتا ہُوں حالت اب اضطراب کی سی ہے

کتنے ہی بزرگوں کے آستانوں پہ حاضری دی۔ اور کتنی ہی بشارتوں سے سرفراز ہوئے۔ اور آئینہ

---

[1] رودِ کوثر

دل کو اتنی جلا دی کہ حقیقت کا صحیح عکس اس میں نظر آنے لگا۔ خود لکھتے ہیں۔ "ہرگاہ ملامتے می رسد در خود می نگریم و یک بد صفتے در خود می یابیم و ایں اشارت را موعظۂ غیبی میدانیم"۔ اللہ اللہ کیا مقام ہے اور کیا آگاہی! اسی خیال کو ظفر نے یوں شعر کا جامہ پہنا دیا ہے ؎

نہ تھی حال کی جب ہمیں اپنے خبر رہے دیکھتے اوروں کے عیب و ہنر
پڑی اپنی برائیوں پر جو نظر تو نگاہ میں کوئی برا نہ رہا

تربیت کے سلسلے میں متعدد بزرگوں سے فیض حاصل کیا۔ مکتوبات میں فرداً فرداً سب کے نام گنوائے ہیں لیکن اس ضمن میں ان کی یہ تحریر ملاحظہ ہو:

"........ پیر سہ است، پیرِ خرقہ، پیرِ تعلیم، پیرِ صحبت .... اگر کسے از پیرِ صحبت بہ راہِ صحبت بکمال رسیدہ باشد اورا بہ پیرِ تعلیم کہ تلقینِ ذکر ازو بگیرد حاجت نبود، مثلاً شخصے کہ بمنزل رسید بعد ازاں اورا باسپ خریدن حاجت نباشد۔"

اسی لگن میں سفر و سیاحت کے دوران کہا جاتا ہے کہ خواجہ بہاء الدین نقشبند عالمِ از خود رفتگی میں سامنے آئے اور خواجہ صاحب نے ان سے فیضِ روحانی حاصل کیا۔ یوں بظاہر اگرچہ تعلیم ادھوری رہی لیکن یہ ادھوری ہے تو پھر پوری کسے کہتے ہیں!

خلافت

ماوراءالنہر کے صوفی درویش خواجہ امکنگی نے عالمِ خواب میں کہا:

"ہماری آنکھ تمھاری راہ پر لگی ہے۔"

اور انھوں نے خلیفہ بنا کر آپ کو ہندوستان بھیجا۔ اسی خرقۂ خلافت کو حاصل کرنے کے لیے بعض مریدوں کی عمریں گزر جاتی ہیں اور ایک وہ ہوتے ہیں کہ خود پیر و مرشد ان کا انتظار کیا کرتے ہیں۔ بعینہٖ یہ صورت خود خواجہ باقی باللہ اور حضرت مجدد کی پیری و مریدی اور عطائے خرقۂ خلافت کی تھی۔ کہ خلافِ عادت خواجہ نے حضرت مجدد کو اپنے ہاں قیام کی دعوت دی، اور پھر اور بھی زیادہ خلافِ معمول استخارہ کیے بغیر ان کو مرید کیا۔ اور سلوک کی منزلیں دو اڑھائی ماہ میں طے کرا دیں۔ اور اس کا اعتراف بکمال عقیدت حضرت مجدد نے خود بھی کیا ہے۔

ورودِ ہند

حضرت خواجہ کی چہل سالہ حیاتِ بابرکت کا نہتم بالشان واقعہ ان کا سرزمینِ ہند میں تشریف لانا ہے۔ اور سچ تو یہ ہے کہ انہیں یہاں خاص طور پر بھیجا گیا تھا۔ ہماری مراد اس بشارت و اشارت سے ہے جو حضرت خواجہ کو ہندوستان آنے کے سلسلہ میں ہوئی تھی۔ ہمارے جدید نقاد و محقق اپنی تحریروں کو زیادہ سے زیادہ سائنٹیفک بنانے کی دُھن میں اس پہلو سے ذرا گریز کرتے ہیں۔ لیکن یہ بھول جاتے ہیں کہ یُوں تو ایمان بالغیب کی ساری عمارت ہی دھڑام سے نیچے آ رہے گی۔ جب ہم ان دیکھے خدا، نادیدہ فرشتوں، اور وحی و الہام پر عقیدہ رکھتے ہیں تو کشف و کرامت اور اشارت و بشارت کے ذکر سے کیوں شرمائیں؟ حقیقی نائبانِ رسول سے دُنیا کب خالی رہی ہے، مصلحین کے زندہ نمونے ہی تو سُنتِ الٰہی کو ہمیشہ زندہ رکھتے ہیں۔۔۔۔ پس اس نظامِ ظاہری کے علاوہ کوئی تو نظام اور بھی ضرور ہے کہ انسانیت قعرِ مذلت میں گر کر پھر سے کھوئے ہوئے راستوں کو پا لیا کرتی ہے۔ اور سیاہ خانے پھر سے منوّر ہو جاتے ہیں۔ نبوت و دلیل اور برہان و استدلال کے علاوہ ایک اور شے بھی ہے جسے وجدان کہتے ہیں، اور یہی وہ طاقت ہے کہ عقل جس کے آگے سپر ڈال دیتی ہے ہم اس موضوع پر خواجہ کی شاعری کے باب میں اظہار کریں گے تاہم یہاں خُود خواجہ کی تحریروں میں سے، دو ایک اقتباسات ایسے پیش کرتے ہیں جن سے صاف ظاہر ہے کہ ان کی زندگی میں بشارت و اشارت کو کتنا دخل تھا۔ شیخ تاج کو ایک مکتوب میں لکھتے ہیں:

"دیگر سید نجای کہ او در ترقی دارد، چوں در خدمتِ شما است چہ حاجت کہ ایں جا بیاید۔ اگر از غیب اشارتے برسد و ناچار باید آمد آں چیزے دگر است

ع من کیم لیلیٰ و لیلیٰ کیست من"

ایک شخص کو تحریر فرماتے ہیں:

"پیش ازیں بیک روز یک نوعے اشارت شد بانکہ اہمال در توجہ بجانب شما نکنیم و از ہمیں جا غائبانہ نیز ہمت بر ترقی شما بر بندیم، بتوفیق اللہ تعالیٰ، تقصیر نخواہیم کرد۔۔۔"

آگے چل کر لکھتے ہیں:

—" اشارت خواجہ بزرگ برایں است کہ شما دریں وقت تنہا نگزاریم، ہر چند کہ ازیں جانب غافل نیستیم، چہ تواں کرد کہ مارا خادم شما ساختہ اند۔"

ان مثالوں سے جہاں ہمارے نقطۂ نظر کی وضاحت ہو جاتی ہے وہاں حضرت خواجہ کی (مقامات بلند پہ فائز ہونے کے باوصف) مسکینیٔ طبع کتنی رُوح پرور مگر رقت انگیز ہے۔ سبحان اللہ کرتے ہیں اس کی رُوحانی تربیت لیکن کہتے ہیں خود کو اس کا خادم —!

مزید وضاحت کے لیے یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ حضرت کا ہر معاملے میں استخارہ کرنا تو ہر تذکرہ و تاریخ کی رُو سے ثابت ہے۔ وہ بھی تو اسی سلسلے کی کڑی ہے۔ پھر غایت انکساری کے علاوہ اُن کی ایک خاص بات "ستر احوال" ہے یعنی چھپاتے تھے ان باتوں کو — آخر کچھ تو تھا جسے چھپاتے تھے! اور راز کو راز رکھنے کے لیے مکشوفات کو ہمیشہ خواب سے تعبیر کیا کرتے تھے۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ دین و ایمان کی بُنیاد ہی معجزات و خوارق پر ہے بتانا صرف یہ مقصود ہے کہ یہ باتیں معدوم یا کالعدم نہیں ہیں — اگرچہ صرف انہی پہ دار و مدار کرنا بھی ضروری و مناسب نہیں لیکن یہ کہ ان کی حقیقت سے انکار نہیں کیا جاسکتا — ورنہ خود خواجہ نے مولانا رُوم کا یہ شعر اس ضمن میں نقل کیا ہے ؂

موجب ایمان نباشد معجزات
بوئے جنسیت کند جذب صفات

بہرحال خواجہ کو حضرت امکنگی نے خلافت کا خلعت خاص اسی لیے بخشا تھا کہ وہ ہندوستان جا کر اصلاح حال پہ توجہ دیں۔ اور وہ خاص مشن حضرت احمد سرہندی کی تربیت کرنا تھا جن کے فیض سے آگے چل کر کتنے فتنوں کا سدّباب ہونا تھا —! چنانچہ حضرت خواجہ وفات سے چند سال قبل ہندوستان میں آئے، کچھ عرصہ کشمیر اور ایک سال کے قریب لاہور میں رہے اور بالآخر دہلی پہنچ کر قلعۂ فیروز شاہ میں تادمِ آخر مقیم رہے۔ اس قلعہ کی فیروز بختی کا اس سے بڑھ کر کیا ثبوت ہوگا کہ یہی وہ مرکز تجلیات تھا جو حضرت امام ربانی کے لیے تجلی گاہ ایمان و ہدایت بنا۔

ﮯ تذکرۂ اولیائے نقشبند

مکمل و مفصل سوانح کی کمیابی

حضرت خواجہ کے مکمل سوانح حیات اور مفصل حالاتِ زندگی اس لیے میسّر نہیں کہ ہندوستان میں ان کی آمد زندگی کے آخری حصے میں ہوئی[1] ورود بھی اس وقت جب عہدِ اکبری کے مشہور مؤرخ وفات پا چکے تھے۔ خود انھوں نے اپنے حالات تحریر کرنے کے بجائے تبلیغ و اشاعت دین پہ زیادہ زور دیا ہے۔ پھر یہ کہ ان کی مدتِ حیات بھی بہت مختصر رہی ورنہ شاید یہ پہلو اس قدر تشنہ نہ رہتا اور سب سے بڑھ کر یہ کہ ان کے مرید و خلیفہ کی شہرت اس درجہ ہوئی کہ لکھنے والوں کی زیادہ توجہ ادھر ہی رہی اور خواجہ کا ذکر ان کے ساتھ ہی محض جزواً یا ضمناً کیا جانے لگا۔ اور پھر ایک ایسے صوفیٔ باعمل کے حالاتِ زندگی کا سراغ لگانا آسان بھی تو نہیں کہ جس نے ظاہری سے زیادہ باطنی منزلیں طے کی ہوں جن کا علم سوائے اس کی ذات کے کسی کو مشکل ہی سے ہو سکتا ہے۔ درویشانہ زندگی تھی — دربار سے منسلک ہونا درکنار، اس سے ہمیشہ کنارہ کش رہے اور شانِ استغنا کا یہ عالم کہ خان خاناں نے ایک لاکھ کی رقم حج کے لیے بھیجی تو خفا ہوئے اور فرمایا کہ یہ فقیر کی شان کے خلاف ہے[2] — نواب مرتضٰی خاں جو عموماً شیخ فرید کے نام سے مشہور ہیں اُمرائے وقت میں خاص درجہ کے مالک تھے لیکن خواجہ کے غلام بے دام تھے اور تحفظ دین کے لیے جو کچھ اُنھوں نے کیا خواجہ ہی کے فیض و برکت کے طفیل تھا۔ جس طرح ان امرا سے بے نیاز تھے ویسے ہی بادشاہ کی انھیں کوئی پروانہ تھی۔ ایک مکتوب میں لکھتے ہیں:

"ایں جماعت کہ مصاحبِ مائند، ایشاں را نیز در صحبتِ دیگراں فرستیم و خود مجرد باشیم، مرضی ہست یا نہ اندیشۂ بادشاہ را در خاطر نیارند۔"[3]

یہ الفاظ درحقیقت بڑے معنی خیز ہیں اور ممکن ہے ایک تازہ ترین بحث کے سلسلے میں کچھ کام آ سکیں۔ ہم اس کا مختصر ذکر یہاں کرنا مناسب سمجھتے ہیں۔

اکبری فتنۂ کفر و الحاد

حضرت خواجہ جب دہلی پہنچے تو اکبری کفر و الحاد کا فتنہ زوروں پر تھا اور دینِ الٰہی کا دربارِ اکبری میں طوطی بول رہا

---

[1] رودِ کوثر [2] تذکرہ اولیائے نقشبند [3] تو پھر مجدد الفِ ثانی کی گردن جہانگیر کے سامنے کیونکر جھک سکتی تھی؟ [4] حیاتِ مجدد

تھا۔ یہاں ذہن میں یہ سوال اُبھر آتا ہے کہ حضرت خواجہ نے اس فتنہ کے قلع قمع کے لیے کیا کیا؟ مجدد الف ثانی نے جو کچھ کیا تاریخی طور پر اس کا تعلق عہدِ جہانگیری سے ہے۔ تو کیا خود اکبر کے عہد میں یہ بزرگ خاموش تماشائی ہی تھے ———؟ اِس سلسلے میں ابوالکلام آزاد نے اپنے تذکرہ میں لکھا ہے کہ اکبری کفر و الحاد کا قلع قمع انہی بزرگوں نے کیا۔ لیکن شیخ اکرام نے رودِ کوثر میں اس نظریہ کی صحت سے انکار کیا ہے اور لکھا ہے کہ اکبری فتنہ کا خاتمہ خود اکبری عہد کے امرا ہی نے کر دیا تھا۔ کیونکہ عوام میں یہ دین مقبول تھا ہی نہیں، صرف خواص تک محدود تھا اور ان سے حضرت خواجہ کے اور ان کے بعد حضرت مجدّد کے خاصے تعلقات تھے اور وہ لوگ ان کی تعلیم و ہدایت سے بہت متاثر تھے اور جو کچھ کیا انہی کی ہدایت پر کیا۔ اور یہی وجہ تھی کہ اکبر کے مرنے کے ساتھ ہی دین الٰہی کی بھی موت واقع ہو گئی، حال ہی میں پروفیسر فرمان صاحب نے حیاتِ مجدّد میں اکرام صاحب کے بیان کی پُر زور تردید کی ہے اور ایک طویل بحث اس سلسلے میں کی ہے جس میں تلخی و برہمی اعتدال سے کچھ زیادہ ہی ہے۔ خصوصاً جہانگیر کا ذکر بہت جذباتی انداز میں کیا گیا ہے۔ بہرحال فرمان صاحب کا یہ کہنا بجا ہے کہ:

"اکبر کے مرنے کے ساتھ دین الٰہی کا خاتمہ ہو گیا تھا لیکن اکبر کی حکمت عملی سے مُلک کے اندر جو بے دینی اور بدعت کی ہوا چلی تھی وہ آندھی سے طوفان اور طوفان سے سیلِ بے ہنگام بن چکی تھی اور اکبر کے مرتے ہی اس نے اپنی تندی کو ترک کر کے سکون نہیں اختیار کر دیا تھا۔"[1]

یہ بیان جہاں بالکل درست ہے وہاں غیر شعوری طور پر مصنف رودِ کوثر کے خیال کی تائید و تصدیق بھی کرتا نظر آ رہا ہے۔ کہ یہی بات تو وہاں کہی گئی ہے کہ حضرت مجدّدؒ نے "آگے چل کر اکبر کی پھیلائی ہوئی بدعتوں کا قلع قمع کیا اور عہدِ جہانگیری کے رافضی رجحانات کا سدِّ باب کیا۔ اکبر کی زندگی میں اگر کوئی بات ہوئی ہوتی تو تاریخیں بالکل خاموش نہ رہتیں، شیخ عبدالحق محدّث اور شاہ ولی اللہ جیسے عظیم بزرگ سکوت اختیار نہ کرتے" اور خود جہانگیر حضرت کی ذات سے یوں بے خبر نہ ہوتا جیسا کہ تزک کے اندراجات سے ظاہر ہوتا ہے[2]۔ اس ضمن میں کچھ عقیدتمندوں

---

[1] حیاتِ مجدد [2] رودِ کوثر

نے یہ واقعہ ضرور بیان کیا ہے کہ اکبر نے دربار سجایا، اس میں دینِ الٰہی کی برتری ظاہر کرنے کے لیے مقابل میں دربار محمدیؐ بنایا، جو بالکل ویران سا دکھایا گیا تھا لیکن حضرت مجددؒ وہاں گئے اور پھر ایسی آندھی چلی کہ دینِ الٰہی والا دربار تہ و بالا ہو گیا اور ہر چیز جڑ سے اکھڑ گئی، خود اکبر زخمی ہوا اور انہی زخموں سے اس کی موت واقع ہوئی — اور دربار محمدیؐ بالکل صحیح سلامت رہا[1]۔ اگر یوں ہوا ہوتا تو جہانگیر حضرت مجددؒ کی شان میں یوں گستاخی کا مرتکب نہ ہو سکتا تھا۔ اکبر جیسے طاقتور مطلق العنان بادشاہ سے بزورِ شمشیر نپٹنا بہر حال صوفیائے کرام کا کام نہ تھا جس کا اظہار بلا تکلف حضرت مجددؒ نے اپنے مکتوبات میں کیا ہے — لیکن جو لوگ اس کے اہل ہو سکتے تھے وہ امرائے دربار ہی تو تھے اور ان لوگوں پر یقیناً حضرت مجددؒ کا ہی نہیں بلکہ خواجہؒ کا بھی اثر تھا۔ اور آپ ہی بزرگوں کی صحبت کا فیض تھا کہ وہ لوگ کفر و الحاد کے سیلِ بے پناہ کو روکنے میں کامیاب رہے۔ اور پھر خواص و امراء کے علاوہ حضرت مجددؒ نے عوام سے رابطہ قائم کر کے وسیع پیمانے پر ردِ بدعت کا اہتمام کیا اور اسی تجدید و احیائے مذہب کے باعث وہ مجددِ الفِ ثانی کے جلیل القدر مرتبہ پر فائز ہیں۔

ہم اصل موضوع سے تھوڑا سا دور ہو چلے ہیں — (اس موضوع پر ہم کسی علیحدہ مستقل تصنیف میں بحث کریں گے) ہم یہ بتا رہے تھے کہ حضرت خواجہ باقی باللہ کا ورودِ ہند ہی ان کی حیاتِ مقدس کا اہم بالشان واقعہ ہے۔ اس کے تین پہلو ہیں — سب سے پہلا تو یہی جس پر ہم مختصراً تحریر کر چکے ہیں کہ قضا و قدر نے انہیں جس کام پر مامور کیا تھا وہ تھا حضرت احمد سرہندیؒ کی تربیت کرنا۔ دوسرا یہ کہ حضرت سرہندیؒ کے مشن کی بنیادی خشت خود رکھنا یعنی امراء و خواص سے تعلقات قائم کر کے اکبری الحاد و کفر کی بیخ کنی کرنا، اور تیسرا یہ کہ سلسلۂ نقشبندیہ کا سرزمینِ ہند میں رائج کرنا کہ آپ کی تشریف آوری سے قبل یہاں صرف اس کا نام ہی سنا جاتا تھا۔ باقاعدہ اس کی ترویج و ترقی حضرت ہی کا کارنامہ ہے۔

کارنامۂ عظیم مندرجہ بالا تینوں کارناموں میں سے عظیم ترین کارنامہ حضرت مجدد الفِ ثانی کی تربیت ہی ہے — حضرت خواجہ کو اس کارِ خیر کی انجام دہی سے

---

[1] تذکرہ اولیائے کرام

قبل ہی معلوم تھا کہ احمد سرہندیؒ آگے چل کر کیا ہونے والے ہیں ایک مکتوب کے وہ مشہور الفاظ جو مجدد سے متعلق ہر مقالہ و تصنیف میں درج ہیں ملاحظہ ہوں :

"......بہ آں می ماند کہ چراغے شود کہ عالم ہا از و روشن گردند" ــــــ

اور یہ پیش گوئی کہ اب اسے پیشین گوئی کہنا چاہیے حرفاً حرفاً درست ثابت ہوئی کہ اس دورِ الحاد و ضلالت میں حضرت مجدد اور ان کے خلفاء و رفقاء ہی کے باعث شمع ایمان وہدایت پھر سے روشن ہوئی۔ اور پھر اس ایک شمع سے کتنی ہی شمعیں روشن ہوتی چلی گئیں ؎

یک چراغ است دریں خانہ کہ از پرتو آں

ہر کجا می نگری انجمنے ساختہ اند

اور خود اس شمع نے کسب نور خود حضرت خواجہ ہی سے کیا۔ رسمی طریقہ سے یعنی محض کتابی و درسی سلسلہ تعلیم و تعلّم کی صورت میں تو برسوں کی مدت درکار ہوتی ہے لیکن یہاں کل مدت دو ڈھائی ماہ سے زیادہ نہیں تھی کہ تمام منزلیں مرشد کامل نے طے کرا دیں ؎

یہ فیضانِ نظر تھا یا کہ مکتب کی کرامت تھی

سکھائے کس نے اسماعیل کو آدابِ فرزندی

کیا کیا رموز تھے جو اشاروں اور کنایوں ہی میں سمجھا دیے کہ راہِ سلوک و معرفت کا کوئی گوشہ مریدِ باصفا کی نظروں سے نہاں نہ رہا۔ اور رشتہ کی استواری کا کیا کہنا کہ خواجہ نے خود اپنے فرزندانِ ارجمند کی تربیت کا کام حضرت مجدد کے سپرد کیا اور حضرت خواجہ نے مرشد کی طرح اس حقیقت کے اعتراف سے کبھی گریز نہ فرمایا کہ انھوں نے جو کچھ حاصل کیا مرشد زادوں کے والد بزرگوار سے ہی کیا۔ ایک مکتوب میں کہ دونوں شاگردوں کے نام ہے تحریر فرماتے ہیں : (ترجمہ)

"۔ یہ فقیر سر سے پاؤں تک آپ کے والد بزرگوار کے احسانوں میں غرق ہے۔ فقیر نے اس طریقے میں الف بے کا سبق انہی سے لیا ہے...... اور ان کی توجہ شریف نے اس ناقابل کو دو اڑھائی ماہ میں نسبت نقشبندیہ تک پہنچایا ہے۔"[۱]

فروتنی اور انکساری کا یہ وہی انداز ہے جو اس سلسلۂ طریقت کا طرۂ امتیاز ہے، حضرت خواجہؒ کے

---

[۱] حیاتِ مجدد۔ پروفیسر فرمانی۔

انکسار کی چند مثالیں ہم اُوپر دے چکے ہیں۔ اسی طرح سلسلۂ نقشبندیہ کے عظیم بزرگ حضرت خواجہ عبید اللہ احرار بھی مولانا جامی کا اتنا احترام کرتے تھے کہ ان کے نام اپنے خطوط کو "عرضداشت" سے موسوم کرتے تھے بلکہ بارہا فرمایا کرتے تھے کہ "خراسان میں تو آفتاب موجود ہے (یعنی جامی) لوگ اسے چھوڑ کر ماوراالنہر کے چراغ کے (یعنی میرے) پاس کیوں آتے ہیں۔"

لیکن سچے مرشد و رہبر کی طرح جہاں ضرورت ہوتی وہاں مرید کو سختی سے بھی منع فرمانے کی مثالیں موجود ہیں۔ چنانچہ حضرت مجدد نے جب منزلِ راہِ سلوک میں ایک مرتبہ ایک رُباعی حضرت خواجہؒ کو لکھ کر بھیجی تو خواجہؒ نے ان الفاظ میں اظہار ناخوشی کیا:

"...... دیگر آں رُباعی ملحدانہ کہ نوشتہ بودند در غایت سفاہت است۔ حاشا کہ قائل آں مقبولے باشد، زنہار، ادب نگہدارید کہ کارخانۂ الٰہی محلِ استغنا و غیرت است۔"

وُہ رباعی یہ تھی ؂

اے دریغا کیں شریعت ملتِ اعمائی ماست ملتِ ما کافری و ملتِ ترسائی است
کفر و ایماں ہر دو زلفِ روئے آں بیبائی است کفر و ایماں ہر دو اندر راہِ ما یکتائی است

ظاہر ہے کہ اس میں وحدت الوجود کا رنگ بے راہروی کی حد تک غالب ہے اور یہ خواجہ کے خلافِ مسلک تھا۔ (جس پر ہم ابھی بحث کریں گے)

نظریۂ وحدت الشہود

یہاں یہ بات بھی واضح ہو جاتی ہے کہ آگے چل کر مجدد نے وحدت الوجود کی بجائے وحدت الشہود کا جو نظریہ پیش و رائج کیا وہ درحقیقت خواجہؒ ہی کی رہنمائی و تعلیم کا نتیجہ تھا۔ تصوف کی تاریخ پہ بحث ہمارے موضوع سے خارج ہے لیکن موضوع چونکہ بہرحال متعلق اسی بیان سے ہے لہٰذا یہ عرض کرنا ضروری ہے کہ لفظ صُوفی بعض کے نزدیک "صفا" سے مشتق ہے کہ در آں صورت اس کے معنی صفائی قلب کے ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ لفظ صفوی ہی کثرتِ استعمال سے صُوفی بن گیا، کوئی کہتا ہے کہ اصحابِ صفہ سے محبت کرنے والے یا صفِ اوّل میں رہنے والے صُوفی کہلائے، کسی کا خیال ہے کہ صوف (پشمینہ) پہننے والے صُوفی کے نام سے مشہور ہو گئے۔ وجہ تسمیہ کچھ ہی ہُوا کرے یہ بہرحال مسلّم ہے کہ تصوف

اسلامی کا وجود ابتدائے اسلام ہی سے تھا۔ اور اس پر عربی میں قدیم ترین کتاب اللمع ہے جو ابوالنصر سراج کی تصنیف ہے، فارسی میں دستیاب ہونے والی سب سے پرانی کتاب حضرت علی ہجویری کی کشف المحجوب ہے۔ مولانا عبدالماجد دریابادی نے ایک باقاعدہ تصنیف کی صورت میں مختلف کتبِ تصوّف کا حال قلمبند کیا ہے۔ اور جامی کی مشہور تصنیف لوائح کا ذکر اسی سلسلے کی ایک کڑی کے طور پر کیا ہے۔

پس تصوّف کا وجود تو شروع سے ہے لیکن ہوا یہ کہ آہستہ آہستہ اس پر عجمی خیالات و ہدایات تصورات، اور یونانی افکار یوں اثر انداز ہوتے گئے کہ بات کہیں سے کہیں جا پہنچی اور وحدت الوجود کی وہ تفسیریں اور تاویلیں کی گئیں کہ "شریعت" کی پابندی غیر ضروری قرار دی جانے لگی اور جب یہ چیز شاعروں کے ہتھے چڑھی تو شریعت کا مذاق اُڑایا جانے لگا، حالانکہ:

"قدما صوفیہ طریقت اور شریعت کو الگ الگ خیال نہ کرتے تھے بلکہ شریعت کی تکمیل ہی کا دُوسرا نام طریقت تھا۔"[ا]

حضرت جنید بغدادیؒ کا قول ہے کہ "ہمارا یہ علم (یعنی تصوّف) احادیثِ نبوی کا نچوڑ ہے" لیکن مدعیانِ وحدت الوجود نے معاملہ کچھ کا کچھ کر دیا ـــــ شریعت سے بے نیازی یہاں تک بڑھی کہ کلمۂ طیبہ بھی پورا پڑھنے کی توفیق یا ضرورت نہ رہی۔ کوئی جزوِ اوّل پہ اکتفا کر رہا ہے تو کوئی جزوِ اوّل کے بھی نصفِ اوّل یعنی لا الٰہ ہی کو کافی سمجھتا ہے، اور کوئی لا ہی کہنے پر مصر ہے ـــــ اور دلیل ہر صورت میں یہی کہ وجود واحد ہے لہٰذا باقی سب کچھ ڈھونگ ہے۔ لیکن یہ بات یکسر پسِ پشت ڈال دی گئی کہ آخر وجودِ واحد نے یہ کائنات جو تخلیق کی تو اس کا بھی تو کوئی سبب ہوگا ـــــ کوئی مقصد ہوگا، اگر کچھ بھی نہیں تو پھر جزا و سزا، جنت و دوزخ، نیکی و بدی، فرقِ جن و انس و ملک، اور خود صوفیا کے مراتبِ قطب و ابدال و ولی، سب باطل ہو کر رہ جاتے ہیں، یہ تو خالقِ حقیقی (وجودِ واحد) کی صناعی و تخلیق پہ چوٹ ہوئی نہ کہ یقین و ایمان!

دراصل راہِ سلوک و طلب میں ایک مقام ایسا آتا ہے کہ اسے مقامِ حیرت سے موسوم کیا گیا ہے۔ اس میں سالک پہ کچھ ایسی بے خودی و حیرانی طاری ہو جاتی ہے کہ دامنِ صبر و ضبط ہاتھ سے چھوٹ

[ا] عبدالماجد دریابادی

چھوٹ جاتا ہے لیکن یہی وہ بھٹّی ہے کہ اس میں خاشاکِ غیر اللہ کو پھونک کر خود آگاہی کا کندن تیار ہوا کرتا ہے۔

لیکن اگر جبرت و تحیّر بدستور غالب رہے تو مجذوبیت ہی حدِ فاصل بن جاتی ہے۔ تاہم یہاں بھی وہ لوگ صاحبِ مقام ہوتے ہیں جنھوں نے اس کے لیے کم سے کم ریاضت تو کی اگرچہ منزل پہ نہ پہنچ سکے ۔ مگر اصل بد نصیبی وہ ہے کہ جب یہ چیز تجربہ کی بجائے فلسفہ بن کر جاہل و بے عمل صوفیوں تک پہنچی تو اُنھوں نے دینِ برحق کو بالکل مضحکہ خیز بنا دیا اور نتیجہ سوائے گمراہی و ضلالت کے کیا ہو سکتا تھا ؟ اور یہ بات بھی ابتدا ہی سے شروع ہو گئی تھی۔ چنانچہ ابوالنصر سرّاج نے صوفیوں کی مختلف اقسام شمار کرائی ہیں :

۱۔ صوفی : جو مادیّت سے گزر کر حقیقت تک رسائی حاصل کر چکا ہو اور اپنے نفس سے خالی ہو کر حق میں زندہ و باقی ہو۔

۲۔ متصوف : جو مجاہدہ کر کے یہ منزلیں طے کر رہا ہو اور کوشش کر رہا ہو۔

۳۔ مستصوف : جو محض جاہ و جلال اور مال و دولت حاصل کرنے کے لیے یہ ڈھونگ رچائے ہوئے ہو۔

اور پھر کہتے ہیں (ترجمہ) "صوفی صاحبِ وصول بود و متصوّف صاحبِ اصول و مستصوف صاحبِ فضول۔"

اور پھر کیا خوب فرمایا کہ :

"صوفی وہ ہے جو نہ خود کسی چیز کا مالک ہو اور نہ کوئی اس کا مالک ہو۔"[1]

یہ وہی مضمون ہے جسے اقبال نے یوں بیان کیا ہے ؎ "نے غلام او را نہ او کس را غلام"

بات پھر کچھ دور نکل گئی ۔ مقصودِ بیان یہ ہے کہ بنیادی طور پر ہر چند کہ دونوں نظریات اثباتِ توحید سے متعلق ہیں لیکن خالق و مخلوق خصوصاً اللہ اور بندے کے رشتہ و تعلق کے بارے میں دونوں میں بعد المشرقین ہے۔ پہلی صورت (وحدت الوجود) میں ؏ عشرتِ قطرہ ہے دریا میں فنا ہو جانا یا بہت ترقی کی تو قطرہ "انا البحر" پکارنے لگتا ہے اور خالق و مخلوق کا امتیاز ہی سرے سے مٹ

---

[1] تصوّف عبدالماجد دریابادی۔

جاتا ہے اور عملی نتیجہ رہبانیت یا فرار کے سوا کچھ برآمد نہیں ہوتا۔ اور تخلیق کائنات کا نہ کوئی مقصد باقی رہ جاتا ہے نہ معانی؛ بس یہی کہ "رام تیری لیلا ہے" ــــ! لیکن بصورتِ دیگر (وحدت الشہود میں) اللہ اور بندے کا خاص رشتہ ہے اور پابندیٔ شریعت اس رشتہ کی استواری کا ذریعہ ہے۔ یہاں "ہمہ اوست" کہہ کر سکون، بے عملی اور "کسے را با کسے کارے نباشد" کی فضا پیدا کرنے کی خواہش نہیں ہوتی بلکہ "ہمہ از اوست" کا نعرہ لگا کر جوش، حرکت و عمل اور "رونقِ ہنگامۂ احرار" بننے کی دعوت دی جاتی ہے۔ یہاں توکّل سے مراد سعی و کاوش سے گریز نہیں بلکہ "گر کشت کن پس تکیہ برجبار کن" کی تلقین کا نام ہے۔ یہاں "عالم حلقۂ دامِ خیال" نہیں ہے بلکہ سعیٔ پیہم کے ذریعے حیاتِ جاوداں کی تلاش کا نام ہے ــــ یہ ہمہ گیری مسلکِ نقشبندیہ ہی میں دکھائی دیتی ہے اور ہندوستان میں اس کی وسیع پیمانے پر تزویج اگرچہ حضرت مجدد الفِ ثانی کا کارنامہ ہے لیکن اس کی تخم ریزی کا فرض خواجہ باقی باللہ ہی نے انجام دیا ــــ اور اگرچہ آپ خود تادیر "وحدت الوجود" کے حیرت خانے میں بھی رہے لیکن اس وقت بھی آپ "وحدت الشہود" کی طرف مائل ضرور تھے۔ اور "انا الحق" کا نعرہ آپ کے نزدیک تب بھی "نابینائی" کی دلیل تھا۔ چنانچہ شیخ تاج کو ایک مکتوب میں لکھتے ہیں:

"اما از اختلاط بصوفیانِ جاہل احتراز نمائی۔ . . . . ہر گاہ کلمہ لا الٰہ الا اللہ را بگوئی در دل ببندیشی کہ نیست معبود غیر او، بدانکہ ہر چہ محبوب و مقصود تست ہماں معبودِ تست و ہر چہ ہوائے تست خدائے تست . . . .

پس بر تو باد کہ سعی کنی کہ اولاً حضرتِ خود را در توبۂ تو ظاہر سازد تا چوں در آں مقام استقامت بیابی، ہم تفصیل او در ہمہ بے ہمہ ہمہ اُو را یابی و حق را از باطل امتیاز دہی نہ آنکہ چوں نابینایاں ہمہ را خدا دانی و خدا گوئی۔"

ایک اور مکتوب میں فرماتے ہیں:

"وصیتِ دیگر آنکہ با ہر کہ در باطن او طلبِ معرفتِ الٰہی نیست صحبت نداری و از علماءِ دنیا کہ علم را وسیلہ جاہ و نفع اخر و زبان آوری ساختہ اند چناں اجتناب نمائی کہ آدمی از شیر۔"

طریقۂ نقشبندیہ

نقش بندی سلسلے کی تاریخ مرتب کرنا ہمارا موضوع نہیں۔ یہاں صرف اشارۃً یہ بتلانا مقصود ہے کہ صوفیائے اس سلسلے اور دوسرے سلسلوں میں فرق کیا ہے؟ چنانچہ اس کا انتہائی مختصر ذکر ہم یوں کریں گے:

ا۔ سلسلۂ نقشبندیہ میں کون سی باتیں نہیں ہیں؟

ب۔ کون سی باتیں اس میں ہیں؟

ج۔ جو باتیں ہیں انھیں خواجہ باقی باللہ نے کس طرح بیان کیا ہے؟

(ا) (۱) چلہ کشی نہیں (۲) سماع نہیں (۳) قبور پر روشنی، غلاف یا چادر اندازی کا سلسلہ نہیں (۴) سجدۂ تعظیمی جس میں قدم بوسی وغیرہ شامل ہے، یہاں ممنوع ہے (۵) مرید خواتین کو بے پردگی کی اجازت نہیں (۶) "انا الحق" کی گنجائش نہیں (۷) رہبانیت اور جوگ یا سنیاس کی حاجت نہیں (۸) نمود و نمائش کی ضرورت نہیں۔

(ب) (۱) پابندیٔ شریعت کو اولین درجہ حاصل ہے (۲) "انا عبدہ" کے مقام تک پہنچنے کی تلقین ہے (۳) آداب زیادہ اور ریاضت کم ہے (۴) کمالاتِ نبوّت کو مشعلِ راہ بنا کر زندگی گزارنے کی تعلیم ہے (۵) وحدت الشہود کے مقام تک براہِ شریعت پہنچنے کی تلقین ہے (۶) جذب و مستی کی بجائے حرکت و عمل پہ زور دیا گیا ہے۔

(ج) خواجہ باقی باللہ نے مندرجہ بالا تعلیمات پہ عمل پیرا ہونے کی کس طرح تلقین کی ہے۔ یہی ہمارا اصل موضوع ہے۔ اس ضمن میں کچھ عبارتیں آپ کے مکتوبات سے اقتباسات کی صورت میں اوپر دی جا چکی ہیں۔ یہاں کچھ اور اقتباسات مختصر عنوانات کے تحت درج کیے جاتے ہیں جن سے خواجہ صاحب کی تعلیمات کے ساتھ ساتھ ان کے اندازِ نگارش کا بھی اندازہ ہو جائے گا (اگرچہ اسے انشا پردازی یا نثر نگاری کے نام نہاد اصولوں کے تحت جانچنا سوءِ ادب اور صریح گستاخی ہے ہمارا اشارہ صرف ان کے لب و لہجہ کی گھلاوٹ و شیرینیٔ گفتار کی طرف ہے)۔

تصوّف

اس ضمن میں مختصراً اوپر عرض کیا جا چکا ہے اور خود خواجہؒ کی تحریروں سے کچھ عبارتیں مثال میں نقل بھی کی جا چکی ہیں۔ بہر حال مزید وضاحت کے

لیے حضرت خواجہؒ کے کچھ اور ارشادات درج ذیل ہیں:

اخفائے حال

راہ سلوک میں "سترِ احوال" یا "اخفائے راز" ایک ضروری شرط ہے لیکن خواجہ صاحب اس کے قائل ہونے کے باوصف یہ چاہتے ہیں جس قدر حالات دوسروں تک بغیر خطرہ پہنچائے جا سکیں ان سے گریز نہ کرنا چاہیے کہ اصل مقصد تو زیادہ سے زیادہ لوگوں کو مستفید کرنا ہے۔

شیخ تاج کو لکھتے ہیں:

"خبر بسیار است کہ نوشتن آں خالی از خللے نیست[1] التماس آں است کہ بہر تقدیر بقدرے کہ تواں نوشت بنویسند۔"

لاالٰہ الااللہ

اس سلسلے میں تین مختلف تفسیرات و توضیحات کا نچوڑ یوں پیش کرتے ہیں:

۱۔ لا مؤثر فی الوجود الا اللہ

۲۔ لا معبود الا اللہ

۳۔ لا موجود الا اللہ

"اما مذہب اصح ہمانست کہ لا مؤثر فی الوجود الا اللہ"

آگے چل کر فرماتے ہیں:

"معرفت را اقسام و مراتب بسیار است ۔ ۔ ۔ ۔ اصل کار بر شریعت بودن است۔"

محلیّتِ وجود

جب آپ سے پوچھا گیا کہ کائنات کو عکسِ صفات قرار دیا گیا ہے تو پھر عکس تو وجود ہی کا ہوتا ہے لہٰذا حق تعالیٰ کی ذات کا بھی گویا محلیتِ وجود لازمی ہوا۔ آپ نے جواب دیا:

"محل آں صور ذات نیست کہ محلیّت لازم آید بلکہ محل آں وہم است۔ چنانچہ صورت منقش در آئینہ نہ درونِ او نہ برونِ اوست اما وہم حکم می کند

---

[1] بقول مولانائے روم ؎

سرِّ نہاں است اندر زیر و بم فاش اگر گویم جہاں برہم زنم

کہ بر روئے آئینہ است [۱]"۔

محبتِ ذات

"محبّت ذات از اہلِ شہود کسبی راست کہ غرض خودش درمیاں نباشد چنانچہ بعضے ازیں جہت دوست دارند کہ از مشاہدہ اولذتی وسروری رالیشاں پیدا نشود۔"

روزہ

"روزہ داشتن درصفتِ حق سبحانہٗ آمدن است چوں او تعالیٰ و تقدس از اکل و شرب منزہ است۔"

قیامِ لیل

"قیامِ لیل نیز درصفت حق سبحانہٗ درآمدن است چوں او تعالیٰ و تقدس منزہ از نوم است۔"

مقامِ فنا

ایک جگہ "فنا" کے معنی نہایت عمدگی و وضاحت سے بیان فرماتے ہیں کہ اس سے مراد یہ نہیں کہ اپنے جسم کو مٹا دیا جائے یا آزار پسندی و اذیت طلبی کو شعار بنا لیا جائے اور اپنے آپ کو دونوں جہان سے فارغ تصوّر کر لیا جائے وغیرہ — بلکہ یہ کہ:

"۔ ۔ ۔ ۔ از فنا فنائے صفات بشریت می خواہند ۔ ۔ ۔ ۔ از ایشاں نہ نام ماند نہ نشاں، ہرچہ بہ ایشاں منسوب بود تمام بہ اصلِ خود رسید، ایں تمام مقام باللہ است۔" گویا اصل مقام "فنا فی اللہ" نہیں بلکہ "بقا باللہ" ہے [۲]۔

حاصلِ سلوک

فرماتے ہیں: "حاصل سلوک تفصیل آنست کہ تہذیب اخلاق حاصل شود، چوں ایں معنیٰ حاصل شد، سلوک تفصیل کردن تحصیل حاصل است۔"

گویا اگرچہ ؎

راہِ ہر چند راہِ محبّت کا خدا حافظ ہے
اس میں دو چار بہت سخت مقام آتے ہیں

---

[۱] خواجہ میر درد ؎ مٹ جائیں ایک آن میں کثرت نمائیاں + ہم آئینے کے سامنے جب آ کے ہُو کریں

[۲] یہی وہ تعلیم و فلسفہ ہے جسے اقبال نے تفصیل کے ساتھ اپنے کلام میں پیش کیا ہے۔

تاہم راہِ سلوک سے مراد اسے "طے کرنا" ہے نہ کہ اس میں "کھو جانا" وہاں سے کچھ حاصل کرنا ہے نہ کہ ہر چیز کی نفی کر دینا ـــــ اور نفی کا تصوّر ہے بھی تو کچھ اس طرح ہے :

نفی

"سخن خواجہ احرار است کہ ہر چہ دیدہ شد و دانستہ شد ہمہ غیر است بکلمہ لا آنرا نفی می باید کرد۔ بدانکہ بایں تنزّہ و تقدّس ہر کجا موجود است۔"

وحدتِ شہودی

چنانچہ آگے چل کر حضرت مجدّد الف ثانی نے جو "وحدت الشہود" کا باقاعدہ نظریہ پیش کیا ہے اس کی تعلیم بھی درحقیقت مرشد ہی نے دی تھی کیونکہ خود ان کے ہاں یہ بحث کئی جگہ نظر آتی ہے۔ خصوصاً آپ کے مکتوب ۶۱ میں کافی وضاحت سے اس پر اظہارِ خیال فرمایا ہے :

"مشربِ شیخ علاء الدّولہ سمنانی وحدتِ وجود نیست آرے شہودِ ایشاں شہود اکمل است، فرق آنست کہ جماعتے از علماء اشیاء را معدوم خارجے می دانند و ظہورِ ایشاں را در خارج چوں ظہور صور در مرأت می گویند و موجود جز یکے را نمی دانند و حضرتِ شیخ باوجود قوّتِ شہود وارتفاع آں اشیاء را موجود خارجی می گویند..."

اور آگے چل کر مکتوب ۶۲ میں کہ ۶۱ سے بھی طویل تر ہے پوری طرح کھول کر مسئلے کو بیان کیا ہے اور یہ وضاحت کی ہے کہ وہ جو منازل سلوک میں سالک کے منہ سے "وحدت الوجود" وغیرہ کے الفاظ نکل جاتے ہیں وہ دراصل عالمِ حیرت میں ایسا ہوتا ہے جو مختلف منازل میں سے صرف "ایک" درمیانی منزل ہے "آخری" منزل نہیں ہے ـــــ اس کی توجیہہ یوں فرماتے ہیں :

"غالب بریں سالک حیرت است نہ آنکہ صور عالم را وہم و خیال گوید۔"

انہی الفاظ کو آگے چل کر مجدّدؒ نے یوں بیان کیا ہے کہ :

"مقامِ وحدت الوجود سالک کو ابتدائے سلوک میں پیش آتا ہے...... اس کے بعد مقامِ وحدت الشہود منکشف ہوتا ہے جو شرع کے عین مطابق ہے۔"

پابندئ شریعت

تو گویا اصل چیز پابندئ شریعت ہے۔ جس کا مطلب سیدھے سادے الفاظ میں یہ ہے کہ احکام باری تعالیٰ کی تعمیل و پیروی کو مقصدِ زیست قرار دیا جائے کہ یہی راہ راست، راہ نجات اور صراطِ مستقیم ہے۔ اور سلسلۂ نقشبندیہ کا یہی کارنامہ ہے کہ اسی ضابطۂ حیات پر کاربند رہنے کی تعلیم مسلمانوں کو دی ——بلکہ یہ کہ اس کی یاددہانی کرائی کیونکہ بات نئی نہ تھی۔ صرف یہ کہ عام لوگوں کو بھول گئی تھی وہ کسی اور راستے پر جا نکلے تھے انھیں اس راستے پر لانا مقصود تھا جو درحقیقت پیغمبر پاک صلی اللہ علیہ وسلّم نے دکھایا اور بنایا تھا —— اسی تجدیدِ پیمانِ وفا کے باعث حضرت احمد سرہندی کو مجدّد کہا گیا اور خود مجدّدؒ کو نورِ حقیقت حضرت خواجہ باقی باللہ کی معرفت حاصل ہوا۔ چنانچہ ملاحظہ ہو ایک مکتوب میں خواجہ صاحب تحریر فرماتے ہیں:

"این طبقہ درغایت غیرت و نازک اند۔ شما کتبِ محققین مطالعہ نکردہ اید طریقۂ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم با ہیچ تفاوتے طریقۂ ایشاں است' اخفاد عدم امتیاز از خلق، شکستگی و متواضع بودن وخود را در دائرۂ عوام انداختن، اکتفا بستنن معتادہ نمودن و با سباب ظاہر توسّل نمودن طریقۂ مصطفیٰ صلّی اللہ علیہ وسلّم است۔"

پس حضرت خواجہ کے نزدیک اصلِ تصوّف وسلوک یہی ہے کہ اپنے ہر فعل کو اسی سانچے میں ڈھالا جائے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم نے پیش کیا ہے۔ اس مقام پر پہنچ کر ہی مومن کا ہاتھ اللہ کا ہاتھ بن جاتا ہے۔ اور پھر دُنیا کی کوئی مصیبت مصیبت نہیں رہتی اور کوئی فتنہ خوف و خطر کا موجب نہیں رہتا۔ فرماتے ہیں:

ارباب رضا

"ارباب رضا را بلائیت در بلائی ماند و کراہت در نظر ایشاں نیست از ان جہت کہ فعل حق سبحانہ است۔"

لیکن دیوانگی و جنون کی گنجائش یہاں بھی نہیں ہے کہ خود بقولِ خواجہؒ:

"تکالیفِ شرعیہ مربوط بعقل است"

تاہم عقل کا غلام ہو جانا بھی درست نہیں کہ اصل مقام بقولِ خواجہ یہی ہے کہ ؎

"از علم گذشتیم و بمعلوم رسیدیم۔"

اہلِ سنت والجماعت

یہ الفاظ خواجہ کی تحریروں میں کئی جگہ نظر آتے ہیں۔ یہی ان کا مسلک ہے اور اسی پر کار بند رہنے کی تعلیم انھوں نے ہر جگہ دی ہے۔ اسی کو باعثِ فخر جانا ہے اور اسی کو سب سے بڑی نعمت گردانا ہے۔ ایک جگہ خواجہ عبید اللہ احرار کا قول نقل کیا ہے کہ:

"اتباعِ حضرت رسالت علیہ من الصلوات اطہار و اعتقادِ اہلِ سُنّت والجماعت ونسبت باطنی خواجگان بہتر از نعیم عالم است۔"

اسی طرح سورۂ فاتحہ کے معانی بیان کرتے ہوئے صراطِ مستقیم کی تشریح میں فرماتے ہیں:

"اجماعِ صادقاں و محققاں است کہ صراطِ مستقیم صراطِ اہلِ سُنّت وجماعت است . . . ."

اور اہلِ سُنت سے ان کی مراد وہ لوگ ہیں جو سُنّتِ رسول پہ کار بند ہیں نہ کہ قبروں اور پیروں کی پرستش کرنے والے! خلافِ شرع تو کسی فعل کی یہاں سرے سے گنجائش ہی نہیں شریعت کے بارے میں خواجہؒ نے حضرت جنید بغدادی کا یہ قول نقل کیا ہے ——

"بیش من شراب خوردن بہ از حالے کہ مانع رکنے از ارکانِ شریعت باشد۔"

مُسلمانی

بعض جگہ خواجہؒ نے چند لفظوں میں مطلب بیان کیا ہے کہ بس کوزے میں دریا بند کر کے رکھ دیا ہے۔ اور وہ الفاظ یوں معلوم ہونے لگتے ہیں گویا جملہ نہیں کوئی ضرب المثل ہے۔ مُسلمانی کیا ہے؟ اس پہ کتابیں لکھی جاسکتی ہیں، لکھی گئی ہیں اور لکھی جاتی رہیں گی لیکن اس سے زیادہ ان میں کیا ہوگا جو خواجہ نے چند لفظوں میں کہہ دیا ہے۔ فرماتے ہیں:

"مُسلمانی گردن نہادن است احکامِ الٰہی را۔"

توبہ

اسی طرح توبہ کے بارے میں قولِ جنید نقل کیا ہے کہ بیسیوں مقالوں پہ بھاری ہے:

"توبہ آں است کہ گناہ را فراموش کنی۔"

رزقِ حلال

اس بات پر خاص زور دیا ہے کہ لقمۂ حرام حلق سے نیچے نہ اُترنے پائے۔ اب اگر غور کیا جائے تو یہی کوشش انسان کو انسانِ کامل بنا سکتی ہے۔ جب حرام نہیں کھانا تو حرام کرنا کہاں باقی رہے گا ___ سارا وجود ہی حرام کے تصوّر سے پاک ہو جائے گا۔ فرماتے ہیں:

"..... آں نکند کہ ہر چہ از حلال و حرام یابند بخورند و ہیچ باک بدارند۔"

دُوسری جگہ لکھتے ہیں:

"سعی و کوشش نمائند کہ لقمۂ حرام و مشتبہ خوردہ نشود۔"

رشتۂ اُمید

چُونکہ خواجہؒ کا توکّل توکلِ کامل ہے لہٰذا مایوسی و ناامیدی کا ان کے ہاں گزر تک نہیں ہے اور ہمیشہ پُرامید رہنے کی تلقین کرتے ہیں۔ نواب مُرتضےٰ خاں کو ایک خط میں لکھتے ہیں:

"..... الغرض رشتۂ اُمید را ہیچ وقتے از دست نمی باید داد۔

یک چشم زدن غافل ازاں ماہ نباشی   شاید کہ نگاہے کند آگاہ نباشی"

کدخدائی

اسلام میں رہبانیت یا تجرّد کی تو گنجائش ہی نہیں۔ لیکن ہر چیز کے دو پہلو ہوتے ہیں کدخدائی جہاں ضروری ہے وہاں اس کے کچھ تاریک پہلو بھی ہیں۔ اس سے بہر حال یہ مُراد نہیں کہ اگر کچھ ایسے پہلو بھی ہیں تو اسے ترک ہی کر دیا جائے۔ خواجہؒ نے اس ضمن میں عام اذہان کی آگاہی کے لیے اس کے ضرر بھی گنوائے ہیں لیکن ساتھ ہی ان کا تدارک بھی بیان فرما دیا ہے۔ یعنی یہ تعلیم نہیں دی کہ شادی کی ہی نہ جائے۔ (آپ کی خود دو بیویاں تھیں) بلکہ مریدوں کی اس ذہنی اُلجھن کو دُور کر دیا ہے کہ متاہل زندگی کی ممکنہ خرابیوں سے کیسے نجات حاصل کی جائے۔

فرماتے ہیں:

"کدخدائی سہ ضرر دارد ..... ضرر اوّل بنفس عائد شود چہ نفس را باعثِ شہوات پیدا اند ___ علاجش آنکہ در شہوات کامرانی نگردد و عنانِ اختیار کشیدہ تر دارد۔

ضرِثانی بدل راجع گردد آں برطرف شدن بیقین است

علاجش آنکہ غمِ روزی نباید خورد کہ رزاق علی الاطلاق ضامن عباد شدہ است۔"

لیکن اس علاج کے ساتھ ہی یہ تشریح بھی فرمادی کہ توکّل کہتے کسے ہیں، یعنی ایسا نہ ہو کہ "غمِ روزی نباید خورد" سے لوگ یوں مطمئن ہو جائیں کہ ہاں پاؤں توڑ کر ہی بیٹھ جانے کو توکّل خیال کرنے لگیں۔ چنانچہ فرماتے ہیں:

"توکّل نہ آنست کہ ترکِ اسباب کنند، بنشینند، چہ ایں سوءِ ادبی است بلکہ اقامت بسبب مشروع مثلِ کتابت وغیرہ می باید کرد و نظر بر مسبّب می باید انداخت"

کیا عمدہ شرح ہے مولانا رُوم کے اس شعر کی ؎

گر توکل می کنی در کار کن کشت کن پس تکیہ بر جبّار کن

اس کے بعد لکھتے ہیں:

"ضرِ ثالث بر رُوح راہ یابد وعلاجش آنکہ میل مفرط بصور جمیلہ پیدا نکند چہ کسیکہ دریں نشاءِ بعشقِ صورت مبتلا ماند تا ابد در حجابِ عظیم است۔"

اور پھر جامی کا یہ شعر کہ حسبِ حال ہے نقل کیا ہے ؎

آہنگِ جمالِ جاودانی دارم حسنے کہ نہ جاوداں ازو بیزارم

خوارق

اگرچہ عقیدتمندوں نے بہت سی کرامات خواجہ سے منسوب کی ہیں لیکن آپ خود اس کو کوئی اہمیت نہ دیتے تھے مقصود تو آدمی کو انسان بنانا ہے نہ کہ کچھ اور؟ خواجہ کی یہی شان ہے کہ وہ آدمی ہوتے ہوئے سُنّتِ رسول و احکامِ الٰہی کے اتنے پابند تھے کہ عمر بھر اسی راہ پر گامزن رہے — اس سے بڑھ کر اور کیا کرامت ہو سکتی ہے؟ ایسے ہی ایک جگہ مذکور ہے کہ ایک نانبائی نے روٹی کے دام لینے کی بجائے یہ خواہش ظاہر کی کہ "مجھے باقی باللہ بنا دیں" چنانچہ آپ اسے حجرے میں لے گئے اور باہر لائے تو وہ نانبائی ہو بہو خواجہ ہی معلوم ہو رہا تھا لیکن "بے پناہ رُوحانی تصرّف سے زندہ نہ رہ سکا۔"[1]

[1] تذکرہ اولیائے نقشبند

واللہ علم بالصواب۔ لیکن "ستر احوال" میں اس کا شمار کیونکر ہوگا؟

ہمیں تو اس سلسلے میں سرسید احمد خاں کا وہ جملہ البتہ مبنی بر صداقت معلوم ہوتا ہے جو آثار الصنادید میں انھوں نے خواجہؒ کے مزار کا ذکر کرتے ہوئے تحریر فرمایا ہے کہ:

"ایسی فیض و برکت آپ کے مزار سے ہے کہ جس کا کچھ بیان نہیں۔ باوصف تابش آفتاب کے آپ کا مزار ہمیشہ سرد رہتا ہے۔"[1]

سفر مین و خراسان خواجہؒ کے متعلق یہ بھی کہا گیا ہے کہ وہ بعض خاص مقامات کے سفر سے منع بھی فرمایا کرتے ہیں۔ اس سلسلے میں انھوں نے جو وجوہ پیش کی ہیں اس سے ان کی قوتِ مشاہدہ اور تجزیاتی شعور کے علاوہ اس وقت کے معاشرتی نقائص و رسومِ خام کا پتہ بھی چلتا ہے اور انسانی فطرت و نفسیات سے آگاہی کی دلچسپ حقیقت بھی واضح ہو جاتی ہے۔ چنانچہ اس کا ذکر ایک روایت کے مطابق یوں ہے ـــــ

"و از دو سفر منع می کردند، از سفرِ خراسان چہ اوقاف آنجا اکثر بے احتیاط بودہ لاجرم بر بدیان ضرر می کرد و از مقصود باز میداشت، و از سفر مین چہ آنجا حسن بسیار است تا ناگاہ گرفتار حسن نشوند و از راہ باز نمانند۔"

سماع ایک مرتبہ دیدنِ حسن و سماعِ نغمہ کے بارے میں جب سعدی کے اس مصرع پہ خواجہؒ کی رائے معلوم کی گئی تھی کہ "ایں حظِ نفس است و آں قوتِ روح" تو فرمایا "ہر دو از یک عالم است" اس کی تشریح (لکھنے والے نے) کیا خوب کی ہے:

"یعنی گرفتارِ نفس را از ہر دو حظِ نفس حاصل است و رہائی یافتہ از قیدِ نفس را از ہر دو قوتِ روح۔"

ان اشاروں کے علاوہ آپ نے تفصیل سے بھی اس موضوع پر روشنی ڈالی ہے اور مسلک نقشبندیہ کے مطابق اسے "نامناسب طریق" قرار دیا ہے۔ مکتوب ۱۱ میں طویل بحث اسی ضمن میں کی گئی ہے۔ فرماتے ہیں:

"سماعِ مقبول سماعِ روحانی است کہ سماعِ معانی باشد، اما سماعِ طبیعی کہ سماع

---

[1] آثار الصنادید مطبوعہ نول کشور جون ۱۸۷۶ء باب اوّل صفحہ ۹۳

نغمہ است محل اختلاف است۔ عامۂ علما حرامش می دانند، و جمع مشائخ دُ
مقامِ علاج تجویزش کردہ اند نہ آنکہ اُورا از قربات دانند و الہٰی گویند۔ . . . .
"لیکن مبتدی را اہلِ آں نمی دانند چہ ہنوز از ارباب قلوب و اہلِ محبّت نشدہ
طبیعتش بر ہمہ نغمہ می اندازد و از معانی کلمات و ذوقِ آں بے بہرہ می ماند۔"
. . . . . . "و جمعے دیگر ہر چند کہ مباحش می دانند اولیٰ ترکش را می گویند۔"
پھر اس سلسلے میں کچھ اقوال پیش کیے ہیں :
قولِ خواجہ بہاء الحق —— "نہ ایں کار می کنم و نہ انکار می کنم۔"
ابویزید بسطامی کے بارے میں لکھتے ہیں کہ "مکروہ می داشت استماعِ نغمہ را"
اِسی طرح بیشتر اولیا و اقطاب کے بارے میں لکھتے ہیں کہ "ایشاں قائل سماعِ نغمہ نبیند و سماع مقید بنغمہ
را دینِ خالص نمی گویند و ترک او نمودہ اند۔"
اور آخر میں فرماتے ہیں :
"حاصل آنکہ سماعِ نغمہ قطعاً مناسب طریقِ ما نیست۔"
یہاں خواجہؒ نے صاف صاف اپنا فیصلہ دے دیا ہے اور کسی تاویل کی کوئی گنجائش باقی
نہیں رکھی۔ سماعِ روحانی، سماعِ معانی اور معانیٔ کلمات سے خواجہؒ کی جو مراد ہے وہ بالکل واضح
ہے یعنی بعض اشعار یا اقوال کے الفاظ ہی نغمے کا کام کر جاتے ہیں اور منزل میں رسائی تک
مددگار ثابت ہوتے ہیں۔
ایک جگہ یہ شعر نقل کیا ہے ؎

ہماں شکستہ دل و دردمند و مسکینم | ہماں جفاکش و سر در کمند و بر بینم

اور لکھا ہے :
"ایں بیت مجملاً ما را از اظہارِ مخزوناتِ خاطر فارغ ساخت۔"

پسندیدہ اشعار

کس طرح سے اس شعر کا ہر ہر لفظ رگ و پے میں سرایت کر گیا
ہو گا جو آپ نے مندرجہ بالا الفاظ میں اس کا ردِّ عمل تحریر فرمایا
ہے! شاید یہی ہے سماعِ روحانی و سماعِ معانی، کہ اسی قسم کی "فراغتِ خاطر" خواجہؒ کو بعض اور

اشعار سے بھی حاصل ہوئی ہے کیونکہ ان کی نثر میں ان کے پسندیدہ اشعار جا بجا نظر آتے ہیں اور موقع ومحل پہ یوں صادق آتے ہیں کہ خود پڑھنے والا بھی جھوم اٹھتا ہے۔ شیخ تاج کو ایک مکتوب میں "سلام مشتاقانہ" کے بعد لکھتے ہیں ؎

صد ملکِ دل بہ نیم نگاہ می تواں خرید
خوباں دریں معاملہ تقصیر می کنند

ایک جگہ اپنی پسندیدہ رباعی تحریر کی ہے ؎

عشق آمد شد چو خونم اندر رگ و پوست | تا کرد مرا تہی و پُر کرد ز دوست
اجزائے وجود من ہمہ دوست گرفت | نامی است ز من بر من و باقی ہمہ اوست

عمدہ وشستہ مذاقِ شعری کی ایک مثال یہ شعر بھی ہے جو خواجہ کے ہاں درج ہے ؎

در عشقِ تو معروفم از وصلِ تو محرومم | گرگِ دہن آلودہ یوسف ندریدہ

طرزِ خاص

نثر میں جہاں بھی خواجہ اس قسم کے عمدہ شعر استعمال کرتے ہیں وہاں ان کا عام طرزِ تحریر بھی بدل سا جاتا ہے۔ بعض جگہ تو یوں معلوم ہوتا ہے کہ ابوالکلام آزاد نے اپنا مخصوص اندازِ بیان یہیں سے لیا ہے۔ مثال کے طور پر ایک مکتوب کے یہ جملے ملاحظہ ہوں:

"منِ بے سعادت بے دولت عمر ضائع کردہ را شرم می آید کہ نامِ عزیزانِ خود برم ...."

"حاصل آنکہ دل با یار و تن در کار می باید بود، تصوف یکسو نگریستن و یکساں زیستن است ......"

اسی مکتوب میں ایک جگہ یہ شعر بھی کام میں لائے ہیں ؎

من از تو ہیچ مرادے دگر نمی خواہم | ہمیں قدر بکنی کز خودم جدا بکنی

آپ کا ایک اور پسندیدہ شعر ملاحظہ ہو ؎

ما گرفتاریم و بر ما ناوکِ بیداد ریز
سنبل و گل بر کنارِ مردمِ آزاد ریز

کلامِ منظوم

اب ہم حضرت خواجہ باقی باللہؒ کے ان ارشادات کا ذکر کرتے ہیں جو آپ نے زبانِ شعر سے ہم تک پہنچائے ہیں، وُہی مئے معرفت ہے جو انگور کے محمل سے نکل کر شیشہ خانہ میں آگئی ہے۔ وارداتِ قلبی کا بیان جب شعر کے قالب میں ڈھل جاتا ہے تو اور بھی زیادہ پُر تاثیر ہو جاتا ہے؛ رہروانِ راہ سلوک کو خارزارِ نثر میں آبلہ ہائے پا کے ٹوٹنے سے جو لذت حاصل ہوتی ہے وہ مسلّم، لیکن چمن زارِ شعر کی بوئے عطر بیز سے مشامِ جاں کو جو فرحت ملتی ہے، وہ بہرحال "چیزے دگر" ہے۔ حضرت خواجہ نے جن باتوں کا اظہار نثری تحریروں میں کیا ہے، کم وبیش وُہی مضامین کلامِ منظوم میں بھی ادا ہُوئے ہیں۔ ہر دو کا ذکر یکجا بھی عین ممکن تھا، مثلاً نثر میں جہاں ہم نے تصوّف کا عنوان قائم کیا ہے وہیں پر خواجہ کے وہ اشعار بھی درج کیے جا سکتے تھے جو اس ضمن میں اُنھوں نے ارشاد فرمائے ہیں۔ لیکن ہم نے دانستہ یہ باب اس سے علیحدہ رکھا ہے کیونکہ کہنے والے نے اُنھیں یکجا نہیں کیا تو ہم یہ جسارت کیوں کریں کہ ہمارے نزدیک یہ بھی سُوءِ ادب ہے۔

مثنوی

خواجہؒ کا بیشتر کلام مثنوی کی صورت میں ہے۔ اور یہی وہ صنفِ سُخن ہے جو صوفیاءُ میں خاص طور پر مقبول ہے۔ ردیف وقافیہ کی مسلسل پابندی، رموزِ سلوک کے بیان میں برداشت ہو بھی کہاں سکتی ہے؟ مُختلف مثنویاں مُختلف موضُوعات پر ہیں لیکن سچ پُوچھیے تو صرف عنوانات ہی مختلف ہیں ورنہ مرکزی موضوع تو وُہی ایک ہے۔ عموماً بحر بھی ایک ہی ہے صرف ایک دو مثنویاں دُوسری بحر میں ہیں۔

اللہ اللہ کیا آغاز ہے۔ شعرِ اوّل ہی سُخن گو کے اندازِ فکر کا غمّاض ہے ۔

خامہ کلید لیست در انگشتِ من　　　گنج دو عالم ہمہ در مُشتِ من

دیوانگیٔ عشق

وہ مضمون جسے ایک غزل گو شاعر نے یُوں باندھا ہے ۔

از سرِ بالینِ من برخیز اے ناداں طبیب
دردمندِ عشق را دارو بجز دیدار نیست

خواجہ کے ہاں یوں بیان ہوا ہے ؎

بے خبری از من و کردارِ من — رو کہ نۂ محرمِ اسرارِ من
شعلۂ دیگر بہ چراغم رسید — بادِ مسیحا بہ دماغم رسید

صوفیانہ لب و لہجہ اور رمز و کنایہ نے مضمون کو کہاں سے کہاں پہنچا دیا ہے۔

رموزِ عشقِ حقیقی

مثنوی گنجِ فقر میں عشقِ حقیقی کی مختلف کیفیات و واردات کا ذکر تسلسل سے کیا ہے اور ہر جگہ صاف معلوم ہوتا ہے کہ آپ بیتی ہے کہیں بھی جگ بیتی یا روایتِ محض کا احساس نہیں ہونے پاتا اور ہو بھی کیسے کہ یہی تو سالکِ باخبر کا طرّۂ امتیاز ہے، محض مسائلِ تصوّف کا بیان تو کسی کو ولی نہیں بنا دیتا' بہادر شاہ ظفر نے غالب کے اس شعر پر ؎

یہ مسائلِ تصوّف یہ ترا بیان غالبؔ — تجھے ہم ولی سمجھتے جو نہ بادہ خوار ہوتا

کیا خوب کہا تھا کہ " ہم تو جب بھی یوں نہ سمجھتے " بڑی سے بڑی تعلّی بھی کارگر نہیں ہو سکتی جب تک کہ منازلِ سلوک واقعی طے نہ کی گئی ہوں۔ چنانچہ خواجہؒ کا بیان ملاحظہ ہو کہ وارداتِ واقعی کی نشاندہی کر رہا ہے ؎

شوم در قعرِ دریائے الٰہی — امانت دارِ دریائے الٰہی
ز آشوبِ دماغم پُر تحیّر — گہے خود را صدف بینم گہے دُر
گہے زیں ہر دو بالاتر گزینم — صفاتِ بحر را در خود بہ بینم

فقر و عشق

اسی مثنوی میں آگے چل کر کس خوبی سے فقر و عشق کے اختلاط و اتّصال کا ذکر کیا ہے اور کس طرح ناکامی و نامرادی کو ایک پسندیدہ چیز بنا دیا ہے کہ ہزاروں کامرانیوں کو اس پر قربان کرنے کو جی چاہتا ہے ؎

کہ طفیاں را دریں کشور گزر نیست — درختِ عشق را جز فقر بر نیست
چو عشق از نامرادی آب گیرد — بردمندی رہِ نایاب گیرد

دُوسرے شعر میں دعویٰ کا متضمنِ دلیل ہونا بھی ملاحظہ ہو۔ اور پھر یہ نہیں کہ برومندی کو کالعدم ہی قرار دیا ہو ــــ وہ ہے اور ضرور ہے لیکن وہ نہیں جس کے لیے عاشقانِ خام گاہ تڑپا کرتے ہیں بلکہ ؎

درین بستان بود نخل برومند　　دلِ آگاہ و جانِ آرزومند
ولیکن بر بجز خونِ جگر نیست　　گلے جز خارِ حسرت در نظر نیست

عشقِ رسول

یہ بتانے کی ضرورت نہیں کہ عشقِ حقیقی سے صُوفیا کی مراد کیا ہے۔ عشق رسول اور عشقِ خدا ہی ان کی معراج ہے۔ اسی لیے وہ بیانِ عشق میں بہت سی سیڑھیاں چڑھنے کی ضرورت محسوس نہیں کرتے اور ایک مختصر سی تمہید لطیف کے بعد ذکرِ حبیب شروع کر دیتے ہیں۔ مثنوی "استفادہ و زینتِ معنوی" میں لکھتے ہیں ؎

زبانم زین تلفّظ گرچہ بند استؔ　　سرم بنخواست صید این کمند است
دِل اندر شرم و جاں سرگرم این است　　کہ جاناں رحمت العالمین است

اور اپنی خام کاری کو کس انداز سے "تمام" کے برابر قرار دینے کی درخواست حضورِ سرورِ کائنات صلّی اللہ علیہ وسلّم سے کرتے ہیں ؎

مرا گرچہ سراسر کار خام است
تمامم داں کہ این سودا تمام است

عقل اور عشق

"ساقی نامہ" میں ساقی سے خطاب کرتے ہوئے عشق کی فضیلت عقل پر ظاہر کی ہے، یہ وُہی فلسفہ ہے جسے اقبال نے بڑی تفصیل کے ساتھ آگے چل کر پیش کیا ہے۔ لیکن خواجہ نے اشارہ وکنایہ ہی میں سینکڑوں دل باب بیان کر دیے ہیں ؎

عقل این سخنم نمی پذیرد　　کز روزِ شبے چہ بہرہ گیرد
من بوئے تو در دماغ دارم　　از عقل کنوں فراغ دارم

اور پھر بھول بھلیاں میں کھو جانے سے گریز کرتے ہوئے جلد ہی بعد شراب مطلوبہ کی قسم بھی بیان کر دی۔

ؔ ہزار بار بشویم دہن ز مشک و گلاب　　ہنوز نام تو گفتن کمال بے ادبی است

ساقی مے نقشبند پیش آر | من صید توام کمند پیش آر

شاید یہ بتانے کی ضرورت نہیں کہ یہ مئے نقشبند وہی مے عشقِ رسول ہی ہے۔
اسی بیان میں آپ کا وہ شعر بھی آتا ہے کہ جہاں استعارہ نے عجیب کیفیت پیدا کر دی ہے ؎

ساقی برساں شراب نابے | من جملہ شبنم تو آفتابے

مصرعۂ ثانی میں جو لطف ہے وہ شاید اقبالؔ کے اس شعر میں بھی نہیں ؎

تو مری رات کو مہتاب سے محروم نہ رکھ | تیرے پیمانے میں ہے ماہِ تمام اے ساقی

حکایاتِ عشق

خواجہ باقی باللہ نے مولانا روم کے تتبع میں رموزِ عشق کی وضاحت کے لیے حکایات سے بھی کام لیا ہے۔ لیکن پیرِ روم کے ہاں جو لطافت و شگفتگیٔ بیان ہے وہ خواجہ صاحب کے ہاں نہیں اور بیان بالعموم خشک و بے رنگ سا ہے تاہم کہیں کہیں یہ خوبی بھی نظر آ ہی جاتی ہے۔ مجاز سے حقیقت تک پہنچنے کے لیے جن راہوں سے گزرنا پڑتا ہے اور جن باتوں کو ترک کرنا پڑتا ہے ان کا بیان وہ خوبی سے کرتے ہیں۔ زلیخا کا ذکر بار بار مثال کے لیے نظر آتا ہے اور بعض جگہ روانی اور بے ساختگی نے معانی میں بلندی کے علاوہ بیان میں بھی جوش پیدا کر دیا ہے ؎

زلیخا چوں لوائے یوسف افراشت | نخست از بیقراری پردہ برداشت
زخواب و خورد فارغ شد وجودش | تمنائے جز ایں در سر نبودش
کہ از کس بشنود نامے ز جائے | زند در جستجویش دست و پائے
چو از نورِ یقیں بے ہوش می گشت | بر یوسف دست در آغوش می گشت
عروسِ غیب می گفتش کہ اے مست | چہ حاصل شد ازیں سبز تہی دست
ہماں در گامِ اوّل بانو بودم | بتو ہر لحظہ خود را می نمودم

اور پھر اس حسین گریز کے بعد کہ ؎

بلے ہر ذرہ مشتاقِ جمال است | بہر سر آرزوئے اتصال است

فرماتے ہیں ؎

بناگہ جذبِ عشقش کارگر شد زکنعاں ماہِ کنعانی بدر شد

مصرعۂ ثانی میں ماہ اور بدر اور بدر اور بدر میں رعایتِ لفظی کا بے ساختہ پن لطف سے خالی نہیں۔ حافظ تو یوسف کے "حسنِ روز افزوں" کے بارے میں جانتے تھے کہ ع

عشق از پردۂ خلوت بروں آرد زلیخا را

لیکن خواجہ صاحب کا "زکنعاں ماہِ کنعانی بدر شد" اس سے کہیں زیادہ کاشف الحقائق ہے۔ اس کے بعد خود بینی و خود آرائی کے بتوں کو توڑ کر خدا بینی کی تلقین کا انداز ملاحظہ ہو، کہ از خود تمام حقیقت واضح ہو جاتی ہے۔ زلیخا نے ابھی اپنے آپ کو فنافی المحبوب تو نہیں کیا تھا بلکہ وہ تو خود بینی و خود آرائی کا سہارا لیے ہوئے تھی۔ لیکن جب تک یہ بت نہ ٹوٹتے معشوقِ یکتا تک رسائی کیونکر ممکن ہو سکتی تھی چنانچہ کہتے ہیں ؎

سبب می دید چشمِ خام کارش بناز و عشوہ می برد اختیارش
خراماں گردی و آیینہ بینی خود آرائی و رسم نازنینی
خلل می داد آئینِ طلب را زباں می کرد عشق بوالعجب را
نمودندش کہ سنگِ راہ اینست نظر بندِ دلِ آگاہ اینست
تو بندِ سیر دیوسف بند سیار ازیں ناجنسیت سرد است بازار

غرض تعلیمِ عیشش کرد تائید
بپایہ پایہ تا ایوانِ توحید

متفرقات

درستئ فقیر ؎ سواد الوجہ فقدم ناگزیر است
شکستِ دل درستئ فقیر است

خلوت و انجمن

؎ ہماں در انجمن خلوت گزیدن ز آسیبِ نشاں مندی رمیدن
دراں خلوت کہ جسم و جاں نگنجد بجز نظارۂ جاناں نگنجد

غالب ؎ وا کر دیے ہیں عشق نے بندِ نقابِ حسن غیر از نگاہ اب کوئی حائل نہیں رہا

تسلیم و رضا

سرِ تسلیم بنہم نیک و بد را
بر اندازم زخود بنیادِ خود را

مرگِ اختیاری

بمرگِ اختیاری راہ بردم ... زمردن پیشتر خود را سپردم[1]

اُمید

حضرت خواجہؒ نے یاس و نومیدی کی تعلیم ہرگز نہیں دی۔ بلکہ ہمیشہ پُر اُمید رہنے کی تلقین کی ہے اور یہیں سے ان کا راستہ اہلِ فرار سے الگ ہو جاتا ہے۔ وہ امید کو عکسِ جمالِ یار اور شمعِ سیہ خانہ قرار دیتے ہیں اور زندگی و زندہ دلی پر زور دیتے ہیں ؎

شرطِ طلب است امید بستن ... نومید نمی تواں نشستن
امید سرِ بر کار دارد ... عکسے زجمالِ یار دارد
امروز دریں رباطِ فانی ... دارم بہ اُمیدِ زندگانی
شمع کہ دریں سیاہ خانہ است ... اُمیدِ وصالِ آں یگانہ است

وجدان

علم الیقین، عین الیقین اور حق الیقین کے معنی بیان فرماتے ہوئے وجدان پر زور دیا ہے۔ یہ وہی مضمون ہے جسے اقبال نے اپنے رنگ میں سمجھانے کی کوشش اپنے کلام میں کی ہے۔ خواجہ کہتے ہیں ؎

محقق شد ازیں علم مسلّم ... کہ وجدان بر طلب آمد مقدّم

اور اقبال نے جو "خویش را دیدن" (۱) زنورِ خویشتن (۲) زنورِ دیگرے اور (۳) زنورِ ذاتِ حق" کی تدریجی منازل جاوید نامہ میں شمار کرائی ہیں، انھیں خواجہ نے بھی الگ الگ بیان کیا ہے شلاً ایک مقام کا ذکر یوں کیا ہے ؎

---

[1] خواجہ درد ؎
موت کیا آ کے فقیروں سے تجھے لینا ہے ... مرنے سے آگے ہی یہ لوگ تو مر جاتے ہیں

دل از خورشیدِ وحدت نُور گیرد — وجودش جملگی مذکور گیرد
دریں راہ ہر کہ انوارِ خُدا یافت — بہ تحقیق انتہا در ابتدا یافت

وحدت الشہود

منزلِ اوّل حجاب

شہودِ دوست پنہاں ہر دلے است — ہوائے وصل ہر بے حاصلے است
ولے افگند بر جانش حجابے — گرفتارِ بہر خاکے و آبے

منزلِ ثانی حیرت

شدہ بنیاد ایں دیوانہ گشتن — پئے ہر رنگ و بُو طفلانہ گشتن

اور یہی وہ منزل ہے جو وحدت الوجود کہلاتی ہے کہ مستی و قلندری و مجذوبیت اسی کے مقامات ہیں اور عارف کا بھی درجہ بھی یہیں سے شروع ہوتا ہے لیکن وحدت الشہود کی منزل بہرحال اس کے بعد ہی آتی ہے ۔

منزلِ آخر ا۔ وحدت الشہود

ے چو در نورِ شہود از خود بر آید — سعادت را درے دیگر کشاید
بگردد حاملِ بارِ امانت
بیارد آں امانت بے خیانت

اصل کام تو اس بارِ امانت کا اُٹھانا ہے کہ جسے آسمان ، پہاڑ اور زمین کوئی بھی نہ اُٹھا سکا اور قرعۂ فال اس مشتِ خاک کے نام پڑا مگر یوں کہ اسے اشرف المخلوقات بنا دیا اور ع

دراں مشہد بہ نفسے آرام یابد

ب : تگاپو

اس کے بعد تگاپوئے دمادم ہی ادائے فرض کی بہترین صورت ہے ۔ خواجہ فرماتے ہیں ے

بنفسیں آں دیدہ آں شورش ازاں سوست
دریں مسکن نمودے از تگاپوست

ج : رازِ "لی مع اللہ"

اور اس کے بعد ہی وہ منزل ہاتھ آتی ہے جسے فنافی اللہ کے بجائے خواجہ نے بقا باللہ کا نام دیا ہے۔ کہ وہاں پہنچ کر اسے حضوری حاصل ہو جاتی ہے اور رمز "لی مع اللہ" سے آگاہی بھی ؎

چُوں گردد خستۂ مقبولِ درگاہ
شود درخورد رازِ لی مع اللہ

د : ابوالوقت

اور یہ وہ مقام ہے جہاں سالک یا صوفی "ابن الوقت" کی بجائے "ابوالوقت" بن جاتا ہے۔ خواجہؒ نے خواجہ بہاالدین نقشبند کو اسی لقب سے یاد کیا ہے ؎

ابوالوقتِ دو عالم قطبِ ارشاد
بہاءالدین کہ دیں شُد از وے آباد

اہلِ سُنّت والجماعت

حضرت خواجہ نے مکتوبات و رسائل میں اس کا بیان تفصیل سے کیا ہے کہ اہلِ سنت وُہی ہیں جو سنتِ رسول پہ دل و جاں سے عمل پیرا ہوں۔ اور شرک و بدعت کو قریب نہ آنے دیں۔ حصہ نثر میں اسی عنوان کے تحت ہم سلسلے میں لکھ چکے ہیں تاہم چونکہ حضرت خواجہؒ کے کلام منظوم میں بھی اس کا ذکر بار بار آتا ہے اس لیے یہ عنوان دوبارہ قائم کرنا پڑا۔ مثلاً ایک مثنوی میں "عقائدِ دین و شرائط سلوک و راہ یقین" پہ روشنی ڈالتے ہوئے اسی حقیقت کی نقاب کشائی کی ہے، اور تمنّا دارِ فضلِ الٰہی "کے لیے چار شرطوں پر پورا اُترنا لازمی قرار دیا ہے لیکن جہاں چوتھی شرط کو کوئی اہمیت حاصل نہیں وہاں تیسری شرط کو مرکزی اور کلیدی حیثیت حاصل ہے۔ فرماتے ہیں ؎

بلا خواہندۂ جذبِ الٰہی — تمنّا دارِ فضلِ بادشاہی
نخستیں شرط ایں سودا یقین است — دوم سرمایۂ ایں سود دین است
سوم پاکیزہ بخشِل ایں زراعت — رفیقِ سُنّت و راہِ جماعت

بہ تحقیقِ سلف تقلید دیدن — قدم از جادۂ بدعت کشیدن
چہارم خدمتِ سلطانِ دینی — قبولِ خاطرِ سندِ نشینی
ولیکن شرطِ چارم لازمی نیست — بفقدش سدِ بابِ محرمی نیست

کیونکہ اصل خوش نصیبی و خوش بختی تو یہ ہے کہ اصلِ معدن سے گوہر حاصل کیا جائے اور لطفِ باطن سے کسبِ فیض کیا جائے یعنی سلطانِ دو عالم خواجۂ کونین صلی اللہ علیہ وسلّم کی ذاتِ برکات کی خدمت کا شرف حاصل ہو جائے اور جو لوگ یہ راہ اختیار کرتے ہیں یقیناً بلند مراتب کے حامل ہیں ؎

بسا مرغاں کہ علوی آشیانند — اویسی مشرب و عیسیٰ زبانند
ز حُسنِ طالع وازِ لطفِ باطن — گرفتہ گوہر از اصلِ معادن
رہِ سُنّت بہ چالاکی شتابند
نصیب از خواجۂ کونین یابند

شریعت کی پابندی اس قدر ضروری ہے کہ دیوانگیٔ عشق کا ذکر اشعار میں کرتے ہوئے بھی شاعرانہ بے باکی سے قلم کو آلودہ نہیں ہونے دیتے۔ کیونکہ شرع میں دیوانگی و جنوں کی گنجائش نہیں اور جیسا کہ حصّہ نثر میں مثال دی جا چکی ہے کہ خواجہؒ کے نزدیک شرع بے عقلی و بے راہروی کی متحمّل نہیں ہو سکتی اسی طرح انھوں نے اشعار میں بھی اس امر کی وضاحت کر دی ہے کہ ؎ — طریقِ شرع جز فرزانگی نیست

طریقِ شرع

فرماتے ہیں ؎

ہنوزم رخصتِ دیوانگی نیست — طریقِ شرع جز فرزانگی نیست
نمی دانیم چیزے اندریں راہ — بروں از شرع دینی حاشا اللہ
بہ نامشروع اگر اندک جمال است — درو مضمر بسے قہر و جلال است
عدم نشو کند راں مرآتِ نور است
جمالِ دوست را آنجا ظہور است

نمایاں خصوصیاتِ کلام

حُسنِ تلمیح

خواجہ صاحب کے ہاں جتنے بھی محاسنِ مثنوی نظر آتے ہیں وہ سب بے ساختہ ہیں یعنی کسی صنعت کا دانستہ التزام نہیں کیا گیا لیکن بعض خوبیاں از خود کلام میں پیدا ہو گئی ہیں۔ ان میں سے نمایاں ترین تلمیحات کا استعمال ہے۔ اسلامی تلمیحات جا بجا موقع و محل کے عین مطابق نظر آتی ہیں مثلاً ؎

لفقرے کز خودش درویش می داشت
سر الفقر فخری پیش می داشت

حُسنِ ایجاز

کسی بیان کو جب مسلسل تلمیحی انداز میں پیش کرتے ہیں تو وہاں حُسنِ ایجاز نمایاں ہو جاتا ہے اور طویل و عریض بیانات محض دو مصرعوں میں سمٹ کر بلاغت کی ارفع منزل پہ پہنچ جاتے ہیں مثلاً ؎

بہ شام ہجرت و تاریکیٔ غار | بہ آں خوش عنکبوتِ عنبریں تار
بجورِ کز قریش و اشرار دید | بہ آشوبے کہ دشتِ کربلا دید

حُسنِ استعارہ و تشبیہ و مجازِ مرسل

تشبیہ و استعارہ شاعری کی رُوح ہے۔ معمولی سے معمولی کلام میں بھی ان کی جھلک دکھائی دے ہی جاتی ہے۔ خواجہ کے کلام میں اس کی عمدہ مثالیں موجود ہیں۔ ایک مثنوی کا آغاز یوں ہوا ہے ؎

در طرفِ روم بیگے ماہ بود | لائقِ نظارۂ دلخواہ بود
شہد و شکر را بہم آمیختہ | بر سرِ آں کانِ نمک ریختہ

مدینۂ منورہ سے اظہارِ عقیدت یوں کیا ہے ؎

اے خاکِ مدینہ در کجائی | در دیدۂ من چہ دانیائی
اے مردمِ چشم دُور بیناں | دے چشم و چراغِ نور بیناں

ایک نہایت ہی عمدہ تشبیہہ ملاحظہ ہو ۔

این کاسہ کہ بر سر م نگوں است — جا نیست اگرچہ غرقِ خون است

اسی طرح ساقی نامہ میں ساقیٔ حقیقی سے خطاب کرتے ہوئے فردوس کو "دلِ کشادۂ ساقی" سے انوکھی تشبیہہ دی ہے ۔

ایمان برہنہ بادۂ تو — فردوس، دلِ کشادۂ تو

تنگیٔ دل کو زنداں سے تشبیہہ تو دیا کرتے ہیں مثلاً نسیم ۔

زنداں میں جو زندہ دیکھتا ہو — اپنے دلِ تنگ میں جگہ دو

لیکن کشادگی دل کو جنت سے تشبیہہ دینا اور ہی لطف رکھتا ہے :

خوبیٔ رمز

پردۂ مجاز میں طلبِ حقیقت کے سلسلے میں وہ اشعار ملاحظہ ہوں جہاں ساقی سے خطاب کیا ہے۔ مثلاً ۔

من پیرِ کہن گدائے جامم — زاں جرعۂ کہنہ وہ بکامم[1]

بعض جگہ صنعتِ تضاد کے بے ساختہ استعمال نے شعریت میں جان ڈال دی ہے ۔

ہجرانِ تو وصلِ جاودانی — در پیشِ تو مرگ زندگانی

بلاغت

بلاغت کی خوبی سے ہر صاحب ذوق آگاہ ہے خواجہ کا یہ شعر ملاحظہ ہو ۔

گر بحر رسد بہ تشنہ کامے — سیرابیٔ اوست ہم زجامے

اصنافِ سخن

جیسا کہ اس باب کے آغاز میں عرض کیا جا چکا ہے، خواجہ صاحب کا بیشتر کلام مثنوی کی صورت میں ہے لیکن اس کے علاوہ آپ نے رباعیات بھی کہی ہیں اور ان میں بھی وہی صوفیانہ مضامین بیان کیے ہیں جو ان کے ہر قسم کے کلام میں موجود ہیں۔ مثال کے طور پر یہ رُباعی ملاحظہ ہو ۔

---

[1] اقبال ۔ لا پھر اک بار وہی بادہ و جام اے ساقی — ہاتھ آجائے مجھے میرا مقام اے ساقی

آں کسب کہ نزد ما گشتہ عیاں　　　در مذہبِ اہلِ حق بجز ایں ہیچداں
حق موجود است و قادرِ مطلق است　　　ویں نسبتِ خیالِ جملہ وہم است و گماں

نسبت اسباب کے فلسفے کو کس سہولت سے بیان کر دیا ہے ؎

ما صورت و حق آئینۂ عکس نماست　　　این است معیّتے کہ حق را با ماست
ہر صورت در ظہور شرط دگر یست　　　این نسبتِ اسباب ازیں و پیداست

اب چند متفرق اشعار پیش کیے جاتے ہیں جن میں کسی نہ کسی پہلو سے ایک خاص لطف نمایاں ہے۔

ادب

؎ سنگِ دروزے بہ ادب در نشست　　　لعل شد و بر سرِ سنجد نشست

حُسنِ تخیّل

؎ شبے خوش دل تر از روزِ جوانی　　　سرم در خوابِ دل در کامرانی

روانیٔ کلام

؎ کدامیں ظلم ازیں بسیار باشد
کہ بندہ بے صفت بیکار باشد

خواجہؒ نے اپنے فرزندوں کی تاریخ ولادت بھی کہی ہے۔ ساقی نامہ کے عنوان سے بھی اظہارِ خیال کیا ہے اور اس میں دراصل شرابِ معرفت کے طلبگار ہوئے ہیں اور افکارِ تازہ کے علاوہ یہ نظم اندازِ نو کی بھی عمدہ مثال ہے۔

تخلّص

حضرتِ خواجہؒ کے سارے کلام میں تخلّص صرف ایک شعر میں استعمال ہوا ہے اور اسی پر ہم اس ذکرِ لطیف کو ختم کرتے ہیں ؎

بغیر آنکہ بروزِ سیاہ خود گرید
دگر ز دیدۂ باقی چہ کار می آید

ماخذِ مقدمہ

اس مقدمہ کی تیاری میں کچھ متفرق تحریروں کے علاوہ مندرجہ ذیل تصانیف و تالیفات سے خصوصاً مدد لی گئی ہے :

۱. حیاتِ مجدد ۔ پروفیسر محمد فرمان ایم۔اے (مجلس ترقی ادب لاہور)
۲. تصوف ۔ مولانا عبدالماجد دریا بادی
۳. رودِ کوثر ۔ شیخ اکرام (مطبوعہ بمبئی)
۴. مجدد اعظم ۔ مرتبہ و مولفہ محمد حلیم (سنہ ۱۹۵۸ء)
۵. تذکرہ اولیائے نقشبند ۔ مولفہ محمد امین شرقپوری۔ (سنہ ۱۳۷۱ھ)
۶. تذکرہ اولیائے کرام ۔ ادبستان سنہ ۱۹۵۵ء
۷. آثار الصنادید ۔ سر سید احمد خاں ۔ لکھنؤ جون سنہ ۱۸۷۶ء

ہمارے خیال میں اس کلیات کا مطالعہ خواص کے لیے بالعموم اور عوام کے لیے بالخصوص نہ صرف مفید بلکہ لازمی ہے کیونکہ ردِ بدعت کی جتنی ضرورت آج سے تین سو برس پہلے تھی اس سے کئی گنا زیادہ آج محسوس کی جا رہی ہے۔ اقبالؔ نے اسی حقیقت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا ہے ؎

تین سو سال سے ہیں ہند کے میخانے بند
اب مناسب ہے ترا فیض ہو عام اے ساقی

اگرچہ تین سو سال پہلے کی شخصیتیں یعنی امام ربانی مجدد الف ثانیؒ اور ان کے مرشدِ کامل حضرت خواجہ باقی باللہ آج جسمانی طور پر ہم میں موجود نہیں لیکن ان کے ارشادات تو بہرحال ہمارے سامنے ہیں اور ان پہ عمل پیرا ہوئے بغیر ساقی سے فیضِ عام کی درخواست کرنا بجائے خود ایک

بدعت سے کم نہیں! ع

تو برونِ در چہ کردی کہ درونِ خانہ آئی!

یزدانی

دیال سنگھ لائبریری، نسبت روڈ لاہور
۱۴ر جولائی ۱۹۶۷ء

مختصر احوال

کسی علمی یا عملی فضیلت کے تصوّر میں خود یہ صلاحیت نہیں کہ وُہ اپنی تاثیر دکھا سکے۔ بلکہ اِس میں تاثیرِ فضائل کی حامل شخصیات کے اثر و نفوذ سے پیدا ہوتی ہے۔ کیونکہ شخصیت کی نشو و نما اور سیرت کی تشکیل میں شخصیت ہی کا اثر و نفوذ کام کرتا ہے۔

حضرت خواجہ باقی باللہؒ کے نسب کی نسبت ہم عصر تذکرہ نگاروں سے صرف نظر کرنے کی بنا پر متاخرین کو کچھ غلط فہمی پیدا ہوئی ہے جس کی توجیہ، توضیح اور تصحیح مولانا زید ابُوالخیر صاحب کے اِس بیان سے ہو جاتی ہے جو سوانح خواجہ باقی باللہ پر مشتمل ہے۔ اِس لئے اُسے بجنسہٖ یہاں نقل کرنا مناسب ہے۔

مرتّب

قبلۂ راستان و کعبۂ حق پرستان خواجۂ خواجگان قطب جہاں حضرت خواجہ مؤید الملۃ والدین الرضی ابُو الوقت محمد الباقی المعروف بہ حضرت خواجۂ بیرنگ باقی باللہ قدس اللہ تعالیٰ سرہ و رحمہٗ و رضی عنہ و افاض علینا من برکاتہ و اسرارہ کے احوال شریفیہ کو مختصر طور پر سب سے پہلے آپ کے ایک مرید پاک دل نے قلم بند کیا ہے۔ اس نے اپنا نام ظاہر نہیں کیا ہے۔ البتہ جو مرثیہ اس نے اپنے پیر و مُرشد کا لکھا ہے اس میں اپنا نام رشدی لایا ہے۔ آیا یہ اس کا تخلص ہے یا نام۔ اللہ اعلم۔ اس نے جو کچھ لکھا ہے وہ حضرت سے سُنا ہے۔ افسوس ہے کہ حضرت کی ابتدائی زندگی کے متعلق کچھ نہیں لکھا ہے۔ اس کے بعد کتاب احمدیۃ الباقیہ معروف بہ زبدۃ المقامات اور حضرات القدس کا درجہ ہے۔ ان دونوں کتابوں کے مصنّف حضرت امام ربّانی مجدّد الف ثانی قدس سرہٗ کے جلیل القدر خلفاء میں سے ہیں۔ لکھتے ہیں:-

حضرت کے والد بزرگوار قاضی عبد السّلام تھے۔ سمرقند کے رہنے والے، پاک باطن اور صاحب علم و فضل تھے۔ اکثر اوقات آہ و بکا میں رہا کرتے تھے۔ سمرقند سے کابل تشریف لائے اور وہاں آپ کی والدۂ ماجدہ سے نکاح کیا۔ ۹۷۱ھ یا ۹۷۲ھ میں حضرت کی ولادت باسعادت ہوئی۔ خورد سالی سے حضرت پر تجرید و تفرید و تبتّل اور آثارِ خلوت غالب تھے۔ سِن رُشد کو پہنچنے پر آپ نے مولانا صادق حلوائی

اور دُوسرے اکابر سے علمِ ظاہر بہ تمام وکمال پڑھا۔ اِس سلسلہ میں آپ ماوراء النہر تشریف لے گئے۔ اور تھوڑے عرصہ میں اِمتیازی شان پیدا کر لی۔

علمِ باطن اور خدا طلبی کا جذبہ عہدِ طفلی ہی سے آپ کے پاک سینہ میں ودیعت ہوا تھا۔ اِس لیے ایامِ تحصیلِ علمِ ظاہر میں بھی جہاں آپ کو کوئی خدا رسیدہ پاک نفس ملتا تھا آپ اس کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے۔ اور اس کی صحبت اور انفاسِ قدسیہ سے مستفید ہوتے تھے۔ اور علمِ ظاہر کی تکمیل کے بعد آپ نے ہند و بلخ و بدخشاں کا سفر کیا۔ اور پائے طلب آپ کو پنجاب اور کشمیر تک لایا۔ جہاں بھی خدا رس ملا اس کی خدمت میں حاضر ہوئے اور فوائد حاصل کیے۔ جتنا آپ اہلِ دل کے قریب تر ہوتے تھے خدا طلبی کا جذبہ اتنا ہی تیز تر ہوتا جاتا تھا۔ اگر کوئی مجذوب ملتا تھا آپ اس کے پیچھے لگ جاتے تھے۔ چنانچہ لاہور میں ایک مجذوب جب آپ کو دیکھتا تھا۔ گالیاں دیا کرتا تھا بلکہ بعض اوقات آپ کو پتھروں سے مارتا تھا بایں ہمہ صرف جذبہ خدا طلبی آپ کو کشاں کشاں اس کے پاس لے جاتا تھا۔ ایک دن وہ دیوانۂ فرزانہ آپ پر مہربان ہوا اور آپ کے حق میں اس نے دُعائیں کیں اور آپ کو باطنی فوائد حاصل ہوئے۔

آپ کے ہندوستان آنے پر آپ کے بعض دوستوں کو علم ہوا۔ انہوں نے کوشش کی کہ آپ کو شاہِ ہند کے عہدہ داروں کے زمرہ میں لے لیا جائے لیکن سلطانِ جذباتِ الٰہیہ کے سامنے کسی کی سعی و کوشش کارگر نہ ہوئی۔ دولتِ دیں اور متاعِ یقیں کی بادشاہت آپ کو ملنی تھی بھلا مزخرفاتِ دنیویہ سے آپ کیا متاثر ہوتے۔

ایک واقعہ میں حضرت خواجہ عبید اللہؒ احرار رحمۃ اللہ آپ پر ظاہر ہوئے اور ارشاد فرمایا کہ مولانا خواجگی کی خدمت میں حاضر ہو۔ وہاں فتح یاب ہوگا چنانچہ آپ حضرت خواجگی رحمۃ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے بلکہ اسی دوران میں حضرت خواجگی بھی آپ پر ظاہر ہوئے تھے۔ اور فرمایا تھا اے فرزند ہم چشم براہ ہیں تم ہمارے پاس کب آرہے ہو اور پھر آپ حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور نسبتِ شریفہ سے پوری طرح بہرہ مند ہوئے۔ اِس عرصہ میں آپ نے اپنے بعض دوستوں کو ہندوستان حضرت خواجگی کی خدمت میں حاضر ہونے سے پہلے خط لکھا تھا۔ اس میں آپ نے اپنا یہ شعر تحریر فرمایا تھا ؎

من از محیطِ محبت نشاں ہمی دیدم　　　　کہ استخوانِ عزیزاں بساحل افتاد است

اور جب آپ حضرت خواجگی کی خدمت میں پہنچ کر سلطانِ ملکِ فقر ہوئے تو آپ نے ایک خط لکھا اور تحریر فرمایا ؎

می گزشتم ز غم آسودہ کہ ناگہ ز کمیں
عالم آشوب نگاہے سرِ راہم بگرفت

چونکہ آپ حضرت کی خدمت میں پوری طرح صاف و مجلی ہو کر پہنچے تھے۔ چراغ بھی صاف تھا۔ بتی بھی تھی تیل بھی حاضر تھا۔ صرف دیا سلائی دکھانے کی ضرورت تھی۔ وُہ دیا سلائی حضرت خواجگی نے دکھائی کامل تین دن اور تین رات حضرت خواجگی نے آپ کو اپنے پاس خلوت میں رکھا اور پھر خلافتِ مطلقہ سے آپ کو سرفراز فرما کر ہندوستان جانے کی ہدایت فرمائی۔ اور ارشاد کیا۔ وہاں تمہاری وجہ سے اِس طریقۂ شریفہ کو رونق ہوگی۔ چنانچہ آپ نے ہندوستان کا قصد کیا اور دہلی تشریف لا کر قلعۂ فیروزی میں جو کہ اب فیروز شاہ کا کوٹلہ کے نام سے مشہور ہے قیام فرمایا۔ آپ پہلی مرتبہ ہندوستان کب تشریف لائے۔ اور بار دوم کب آئے۔ اس کا بیان نہیں ملتا۔ اس کو دیکھتے ہوئے کہ جامع ملفوظات نے لکھا ہے (و اواخرہا کہ امر مشیخت و ارشاد متروک شدہ بود۔ الخ ص ۸۹ قلمی) اور لکھا ہے (فوائدے کہ دریں دو سہ سال ازاں حضرت بمستفیدان رسیدہ در زماں پیش بہ سالہا نمی رسید ص ۸۵) اور زبدۃ المقامات میں لکھا ہے (شاہد عظیم بر علو مرتبۂ ایشاں ہمیں بس کہ دو سہ سال بر مسند مشیخت بودند۔ دریں مدت قلیلہ چہ مردم کہ از خوان دولت ایشاں روزی مند گردیدند۔ الخ ص ۴۹ قلمی) معلوم ہوتا ہے کہ آپ سنہ ایک ہزار تین یا چار کو بار دوم تشریف فرمائے ہند ہوئے ہیں۔ ۱۰۰۸ھ کو حضرت امام ربانی مجدد الف ثانیؒ آپ سے بیعت ہوئے۔ آپ کو یہ محسوس ہوا۔ کہ جو خدمت مجھ سے پروردگار جل شانہ کو لینی تھی وُہ اسی مردِ عزیز کی تربیت ہے۔ آپ مکاتیبِ شریفہ میں تحریر فرماتے ہیں (رقعہ ۶۵۔ شیخ احمد نام مردیست در سرہند کثیر العلم قوی العمل۔ روزے چند فقیر باو نشست و برخاست کردہ عجائب بسیار از روزگار اوقاتِ او مشاہدہ کردہ۔ بہ آں می ماند کہ چراغے شود و عالم ہا ازو روشن گردند۔ الخ)

گریہ و آہ و بکا و درد و وجد آپ میں بدرجۂ اتم تھا۔ بلکہ اگر کہا جائے کہ آپ کو اپنے پدرِ بزرگوار سے یہ نعمتیں بوراثت ملی تھیں تو بیجا نہیں ہے۔ آپ کی والدۂ مبارکہ کہ جو نہایت عابدہ زاہدہ تھیں آپ کی بے قراری اور آہ و زاری کو دیکھ کر جیسا کہ آپ بیان فرماتے ہیں (روئے عجز و نیاز بدرگاہِ بے نیاز آوردہ بگریہ و نالہ تمام می گفتند خداوندا مرا فرزندم را کہ در طلب تو از ہمہ بگسستہ و از لذاتِ جوانی

دست شکستہ بر آوردہ گرداں یا مرا زندہ مگزار کہ طاقت مشاہدۂ ایں ناکامی و بے آرامی او ندارم۔ زبدہ صـ۱۳ قلمی) خود آپ کی یہ بے قراری اور پھر آپ کی والدۂ مبارکہ کی یہ دعائے نیم شبی نے جو رنگ دکھایا یقیناً اہلِ نظر کے لئے مقامِ صد حیرت ہے۔ زبدۃ المقامات کے مؤلف نے ایک فاضل کا قول نقل کیا ہے اُس نے کیا خوب کہا ہے (بعضے شیخان بزرگ صاحب حال وقال دریں روزگار شصت وہفتاد سال درہند شیخی کردند معلوم است کہ از ایشاں کہ ماند وچہ ماند۔ شاہد بزرگی خواجۂ شما ہمیں بس کہ بچہل سالگی رفتند ودوسہ سال ہدایت نمودند وعالمے را بہرہ ورگردانیدند۔ الخ صـ۴۹ قلمی) جو کام پروردگار جلّ شانہٗ وعمّ احسانہٗ کو آپ سے لینا تھا وہ بہ وجہ اتم لے لیا۔ اور بمقتضائے وَرَاَیْتَ النَّاسَ یَدْخُلُوْنَ فِیْ دِیْنِ اللّٰہِ اَفْوَاجًا فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّکَ وَاسْتَغْفِرْہُ اِنَّہٗ کَانَ تَوَّابًا۔ آپ لقائے محبوب کی تیاری میں مصروف ہو گئے۔ سالکانِ راہِ طریقت کو خلیفۂ اجلّ عالی مرتبت حضرت امامِ ربّانی مجدّد الفِ ثانیؒ کے سپرد کیا۔ اس سلسلہ میں حضرت کے رقعاتِ شریفہ میں سے رقعہ ۸۴ کو دیکھا جائے۔ اور رقعاتِ شریفہ کے جامع نے جو عبارت لکھی ہے پڑھی جائے۔ حضرت میر محمد نعمان بھی آپ کے خاص مریدوں میں سے تھے۔ وُہ فرماتے ہیں (ایں فقیر در بندگی حضرت اللّٰہ الاعظم حضرت خواجہ بود وایشاں ہمہ یارانِ خود را فرمودہ بودند کہ در خدمت حضرت امام المحققین حضرت ایشاں بروید ودر خدمتِ ایشاں مشغولی کنید وہر قسم شغل کہ ایشاں فرمایند بہماں روش مشغول باشید ودر خدمتِ ایشاں تعظیم ما کنید بلکہ توجہ خود بجانب ما نہ کنید۔ دراں اثنا بہ ایں فقیر حقیر محمد نعمان فرمودہ کہ میاں شیخ احمد آفتابے اند کہ مثلِ ما ہزاراں ستارہ در ضمن ایشان گم اند۔ الخ صـ۲۳۹ زبدہ قلمی)

ہفتہ کے دن پچھلے پہروں میں ۲۵ ماہ جمادی الآخرۃ سنہ ۱۰۱۲ھ کو آپ کے گوش حقائق نیوش نے صدائے یٰاَیَّتُھَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّۃُ ارْجِعِیْ اِلٰی رَبِّکِ رَاضِیَۃً مَّرْضِیَّۃً فَادْخُلِیْ فِیْ عِبَادِیْ وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ سُنی اور آپ بہ صد شوق راہیٔ ملکِ بقا ہوئے۔ اَلْبَقَاءُ لِلّٰہِ وَحْدَہٗ۔ رحمہ اللہ تعالیٰ وغفرلہ ورضی عنہ وقدّس سرّہٗ

آپ نے اپنے بعد اپنی والدۂ مبارکہ، دو بیویاں اور دو پسر خورد سال چھوڑے۔ جن کی ولادت سنہ ۱۰۱۱ھ پہلی ماہ ربیع الاوّل اور چھ ماہ رجب کو ہوئی ہے۔ میراث میں آپ نے یہ سامان چھوڑا۔ صرف ایک روپیہ، چند کتابیں، ایک گھوڑا اور ایک فرش (ملفوظات صـ۲۳ قلمی) یہ ہے عِشْ فِی الدُّنْیَا

کَاَنَّکَ غَرِیْبٌ اَوْعَابِرِیْ سَبِیْلٍ کی اعلیٰ مثال لِمِثْلِ ھٰذَا فَلْیَعْمَلِ الْعَامِلُوْنَ - رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ فِیْ کُلِّ حِیْنٍ وَّ آنٍ -

تصنیفات

رسائل مختصرہ نمازِ حقیقی وصوری اور توحید کے بیان میں اور تفسیر اعوذ و بسم اللہ و فاتحہ و والشمس واخلاص و فلق و ناس و آیت ھُوَ مَعَکُمْ و آیت اَیْنَمَا تُوَلُّوْا و ترجمہ دعائے قنوت و رسالہ ناتمام در سلوک جو رقعات میں ۶۲ میں درج ہے۔ اور شرح رباعیات رسالہ سلسلۃ الاحرار۔ اور ۸۷ رقعاتِ جانفزا اور دو مثنویاں دو تواریخ تولد برخورداران اور ساقی نامہ و سلسلہ پیرانِ طریقت اور چند رباعیاں اور چند فرد۔ آپ کے ایک ایک لفظ سے آپ کے سوزِ دروں کا پتہ چلتا ہے۔ آپ نے فرمایا ہے :-

رُباعی

صحرانشیں زسیل حذر کن کہ آستیں ترمی کنم بہ گریہ و افسردہ می روم
آں گلبنم بباغ تو کز یک نسیم لطف ناشگفتہ ام ہنوز کہ پژمردہ می روم

آپ کا نسب

صاحب ملفوظات اور صاحب زبدۃ المقامات نے آپ کے نسب کے متعلق کچھ نہیں لکھا ہے البتہ حضرات القدس میں لکھا ہے۔ کہ آپ کے والدِ ماجد قوم سے خلج تھے۔ خلج کے متعلق قدیم تحقیق یہ ہے کہ خلج ترک قوم کی ایک شاخ ہے۔ سردار فیض محمد خاں ذکریا صاحب کابلی کی تحقیق یہ ہے کہ خلج افغان قوم کی ایک شاخ ہے۔ سردار صاحب افغانستان کے سربرآوردہ اور ذی علم افراد سے ہیں۔ اس سلسلہ میں ان کا ایک مضمون چند سال پیشتر یورپ میں چھپ چکا ہے۔ مجھ سے یہ بات خود انہوں نے کہی ہے۔

آپ کی والدۂ مبارکہ کے متعلق صاحب زبدۃ المقامات نے لکھا ہے (مخفی نماند کہ والدۂ ماجدۂ آنحضرت از دودمان سیادت بود و از قانتات نساء۔ الخ ص ۱۳ قلمی) یعنی آپ کی والدہ ماجدہ سادات کرام

ہیں سے تھیں حضرات القدس کا پہلا حصہ جس میں حضرت کے احوال شریفہ ہیں۔ اصلی فارسی اس عاجز کے پاس نہیں ہے۔ البتہ اُردو ترجمہ ہے جو لاہور میں چھپا ہے۔ اِس میں لکھا ہے (حضرت خواجہ اپنے نانا صاحب کی طرف سے حضرت شیخ عمر یاغستانی تک جو حضرت خواجہ احرار قدس سرہٗ کے نانا تھے پہنچے ہیں اور جناب خواجہ کی نانی صاحبہ خاندان سادات سے تھیں۔ الخ ص ۲۱۵) بظاہر ان دونوں کتابوں کی عبارت میں اختلاف ہے پہلی کتاب نے آپ کی والدہ صاحبہ کو اور دُوسری آپ کی نانی صاحبہ کو سادات میں سے بتایا ہے۔ اگر حضرات القدس کا اصل نسخہ فارسی کا ہوتا تو شاید یہ دقت نہ نظر آتی کیونکہ اِس ترجمہ میں اس عاجز کو کچھ ہُوئے تصرف آرہی ہے۔ صفحہ ۲۱۳ پر حضرت کا اسمِ گرامی اس طرح لکھا ہے (حضرت سید رضی الدین معروف خواجہ محمد باقی قدس سرہٗ) لفظ سید یقیناً مترجم صاحب کا اضافہ ہے۔ پھر صفحہ ۲۱۵ پر لکھا ہے (حضرت کے والد بزرگوار کا نام نامی قاضی عبدالسلام خلجی سمرقندی قریشی ہے) غالباً مترجم خلجی کو کسی مقام کی نسبت سمجھے ہیں اور اِسی لیے انھوں نے قریشی کا اضافہ کیا ہوگا۔ تاکہ شروع میں جو لفظ سید کا لکھا ہے وُہ صحیح ثابت ہو۔ اِس عاجز نے اس سلسلہ میں حضرت کے منظوم کلام کو بنظرِ غائر مطالعہ کیا۔ حضرت کی ایک رُباعی ہے۔ فرمایا ہے ؎

بدمست من امشب چو مہ آراستہ است | غم ہمچو ہلال لاغر و کاستہ است
اے صبح بروں میا کہ ترکاں مستند | وے شب بنشیں کہ فتنہ برخاستہ است

چُونکہ آپ نے پہلے مصرع میں اپنے محبوب کا ذکر فرمایا ہے اِس لیے ترکاں سے اشارہ اپنی طرف کیا ہے۔ آپ نے اپنے کو ترک ظاہر فرمایا ہے۔ آپ نے اپنے فرزندِ خورد خواجہ محمد عبداللہ کی تاریخ ولادت کہی ہے۔ اس میں فرماتے ہیں ؎

گلشکرے بُوالعجبے دست داد | شکر ہندی و گل ترک زاد

آپ نے اپنے فرزند کو ایسا گُلشکر یعنی گلقند بتایا ہے جس کی شکر ہند کی ہو اور پھُول ترک کا ہو۔ اِس سے معلوم ہُوا کہ اِس فرزندِ عالی قدر کی والدہ کشمیر کی تھیں اور پدرِ بزرگوار تُرک ہیں۔

حضرات القدس کا ترجمہ احمد حسین خان صاحب نے کیا ہے۔ یہ حضرت کے مزارِ پُر انوار پر بارہا حاضر ہوئے ہیں۔ انھوں نے یقیناً وہاں وُہ کتبہ بھی پڑھا ہوگا جو حضرت کے سرہانے دیوار میں جڑا ہُوا ہے۔ اِس کتبہ میں پندرہ اشعار ہیں جو پہلے ایک لکڑی کے تختہ پر تحریر تھے اور تقریباً

پچانش۵ سال پہلے پیرجی مظفر علی کے وقت میں سنگ مرمر پر ان کو کندہ کرا کے لگوا دیا گیا ہے۔ دُوسرا شعر اِس طرح ہے ؎

حامئ دینِ نبی اکمل امام المتقین
مورد فضل گرامی آل ختم المرسلین

اِس شعر میں آپ کو سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلّم کی اولاد میں سے بتایا ہے جو ساداتِ کرام ہیں۔ اور احمد حسین خان صاحب وہاں کے متولّی صاحبان سے بھی مِلے ہوں گے۔ (پیرجی مظفر علی سے) جو کہ اپنے کو آپ کی اولاد میں سے بتاتے تھے۔ اور اپنے نام کے ساتھ لفظ سیّد بھی لکھتے تھے لہذا کچھ بعید نہیں کہ انھوں نے اپنے خیال سے اظہارِ حقیقت کرتے ہوئے سید کا اضافہ شروع میں اور قریشی کا اضافہ خلجی سمرقندی کے ساتھ کر دیا ہو۔

معلوم ہوتا ہے کہ یہ کتبہ کسی نے بارھویں صدی ہجری کے اوائل میں لگایا ہے کیونکہ آثار الصنادید میں بھی اس کا ذکر ہے جو کہ ۱۲۶۳ھ میں لکھی گئی ہے۔

حضرت شاہ رؤف احمد مجددی قدس سرہ نے جو کہ حضرت شاہ غلام علی قدس سرہ کے اجل خلفا میں سے تھے اور بعد میں بھوپال میں سکونت اختیار کر لی تھی ۱۲۴۹ھ کو کتاب جواہرِ علویہ لکھی ہے اس میں تحریر فرماتے ہیں (سمرقندی الاصل کابلی المولد اند خلج بودہ اند واز جانب والدہ بحضرت شیخ عمر باغستانی کہ جد مادری حضرت خواجہ احرار اند میرسند) اس عاجز کو خیال ہوتا ہے کہ حضرات القدس سے آپ نے یہ کلام اخذ کیا ہے۔ ممکن ہے آپ نے بھی مزارِ پُر انوار پر کتبہ لکھا دیکھا ہو اسی لیے خلج کا اظہار ضروری خیال کیا ہو۔

ہندوستان میں بزرگانِ دین کو سیّد بنانے کی مہم کافی عرصہ سے جاری ہے۔ ممکن ہے اسی جذبہ کے تحت آپ کو سیّد بنایا گیا ہو لیکن اس کے ساتھ اس عاجز کو ایک وجہ اور بھی معلوم ہوتی ہے، کہ کہیں حضرت کو بنابریں سیّد نہ بنا دیا گیا ہو۔ وُہ وجہ یہ ہے کہ حضرت کے بڑے صاحبزادہ خواجہ عبید اللہ معروف بہ خواجۂ کلاں قدس سرہ نے ایک رسالہ لکھا ہے اس کا نام "مَبلَغُ الرِّجال" ہے۔ اِس رسالہ میں آپ تحریر فرماتے ہیں: "گوید بندہ سرافگندہ شرمندہ از کردہ اند تباہ سراپا گناہ خانہ زاد خواجہ آفاق سبطِ آلِ النبی موید الملۃ والدین الرضی ابو الوقت خواجہ محمد الباقی قدس سرہ احقر عبید اللہ... الخ" آپ نے اپنے پدرِ بزرگوار کو آلِ نبی یعنی ساداتِ کرام کا سِبط قرار دیا ہے۔ سبط عربی لفظ ہے۔ اور

از رُوئے لُغت عربی میں اولاد کی اولاد کو سبط کہتے ہیں چاہے وُہ پسر کی اولاد ہو چاہے دختر کی لیکن از رُوئے استعمال پوتے کو حفید اور نواسہ کو سبط کہتے ہیں۔ یہ استعمال اِتنا ذائع اور شائع ہوا ہے اور خاص کر اسلامی دور میں۔ کہ بعض اہلِ لغت نے لکھ دیا ہے کہ پوتے کو حفید اور نواسہ کو سبط کہا جاتا ہے۔ دیکھو المنجد میں لکھا ہے۔ سبط ولد الولد ویغلب علی ولد البنت مقابل الحفید الذی ھو ولد الابن یعنی حفید پوتے کو کہتے ہیں اور اس کے مقابلہ میں نواسے کو سبط کہتے ہیں حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو سبط النبی (صلی اللہ علیہ وسلّم) کہا جاتا ہے۔

پانچ سات سال ہوئے اِس عاجز کو ایک صاحب نے لکھا تھا کہ حضرت خواجہ قدس سرہٗ صحیح النسب سیّد ہیں۔ اور دلیل میں رسالۂ مبلغ الرجال کی یہ عبارت تحریر کی تھی۔ اس دن سے یہ خیال ہوا کہ ممکن ہے بعض افراد اِس عبارت سے مغالطہ میں پڑ گئے ہوں۔ اور پھر حضرت کی درگاہ کے متولّیوں نے مزید ان کو مغالطہ میں ڈال دیا ہو۔ جو اپنے کو آپ کی اولاد میں سے بتاتے ہیں اور اپنا نسب سیّد قرار دیتے ہیں حالانکہ

بندۂ عشق شدی ترکِ نسب کُن جامی که دریں راه فلاں ابنِ فلاں چیزے نیست

کُلُّکُم مِنْ آدَمَ وَ آدَمُ مِنْ تُرَابِ۔

مبلغ الرّجال کی عبارت سے زبدۃ المقامات کے قول کی تائید ہوتی ہے کہ آپ کی والدۂ ماجدہ سادات کرام میں سے تھیں۔ اور آپ سادات کرام کے نواسہ تھے۔ آپ سبطِ آلِ نبی (صلی اللہ علیہ وسلّم) تھے۔ اور آپ از جہتِ پدرِ بزرگوار قوم خلج سے تھے جو کہ مشہور اور قدیم قول کی رُو سے ترک قوم کی ایک شاخ ہے اور اسی قول کی رُو سے حضرت نے اپنے کو ترک بتایا ہے۔ اور اپنے فرزند کو ترکی پھول قرار دیا ہے۔ اور سردار فیض محمد خاں زکریا کی تحقیق کی رُو سے خلج افغان قوم کی ایک شاخ ہے اور یہ لفظ حقیقت میں خلج ہے اور یائے نسبتی کے ساتھ خلجی ہے۔ والعلم عند اللہ تعالیٰ

حضرت کا مزار پُرانوار پُرانی دِلّی کی فصیل سے (جواب صرف پُرانے نقشوں میں مل سکتی ہے) جہتِ غرب ہے۔ لاہوری دروازہ سے تقریباً چار فرلانگ بجہتِ غرب قدرے مائل بہ جنوب قطب روڈ پر واقع ہے جو شمالاً جنوباً ہے۔ اور قطب روڈ سے عیدگاہ روڈ جو غرب کو نکلی ہے اس کے مقامِ اتصال کے جنوبی کونہ پر واقع ہے (شمال ———— قطب روڈ ———— جنوب) مزارِ پُرانوار چاردیواری میں ہے۔ جہتِ شمال مسجد شریف کا صحن ہے۔ آپ کے مزارِ پُرانوار کی شرقی دیوار کے پاس آپ کی والدۂ

ماجدہ رحمۃ اللہ علیہما استراحت فرما رہی ہیں۔ صدہا بلکہ ہزارہا اللہ کے نیک بندے قرب وجوار میں چاروں طرف راحت کی نیند (نم کنوم العروس) سو رہے ہیں۔ اس عاجز کے دیکھتے وہاں کے منتظمین تقریباً تین حصہ قبرستان کا فروخت کر چکے ہیں۔ جو تھوڑا حصہ (تقریباً چوتھائی) رہ گیا ہے۔ اس کی بھی حالت خستہ ہے اور آثار اچھے نہیں ہیں۔ کل من علیہا فان۔ البقاء للہ وحدہ۔ والصلوٰۃ علیٰ رسولہ سیدنا محمد وآلہ واصحابہ وسلم۔

جمعہ ۲۹ رجب ۱۳۸۴ھ
۴ دسمبر ۱۹۶۴ء

زید ابوالحسن فاروقی
درگاہ حضرت شاہ ابوالخیر رحمۃ اللہ علیہ
چتلی قبر، دہلی

مُلفوظات

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کلماتِ جانفزا و سخنانِ دل کشا

ملفوظاتِ شریفہ و احوالِ مبارکہ حضرت خواجہ باقی باللہ قدس اللہ سرہ

نوٹ:۔ حصہ اول (بعض تحریرات) است وجلد دوم ملفوظات است۔ مجموعہ این ہر دو حصص یکے سالہ است کہ نام جامع ومؤلفِ آں ظاہر نہ شدہ البتہ از نظم وے کہ در آخر نوشتہ معلوم می شود کہ وے رُشدی تخلص می کرد۔ رحمہ اللہ

بعد از حمد وصلوٰۃ نمودہ مے آید کہ چوں بسابقۂ عنایت ازلی و راہنمونی سعادت لم یزلی ایں ذرۂ احقر کہ نامِ خود را از غایت بے اعتباری شائستہ اندراج ایں نامہ بلند قدر نمی بیند از جملہ باریافتگاں درگاہ خواجہ جہاں پناہ مرجعِ حق پرستاں قبلۂ راستان و در ستانِ مہرِ ہدایت و سپہرِ معرفت النور الاتم و سر اللہ الاعظم صاحب التصرف الانفسے والآفاقی ابو الوقت خواجہ محمد الباقی النقشبندی الاویسی منّ اللہ علے العٰلمین ببقائہٖ وشرح صدور المسلمین بلقائہٖ شد اکثر اوقات از ہیبت آں مقام بخلوت خاص راہ بروں و شوار بود سے مگر آں کہ لُطفِ عمیم آں دریائے کرم دستگیری فرمودہ دراں موطن قدس جائے دادے و در بعضی مجالس کہ آں لسان وقت گہر ریز شدے بخاطر سوختہ[1] و دل شیدا رسیدے کہ ایں کلماتِ جانفزا و سخنانِ دلکشا کہ سامعہ می افروزد و پنبۂ غفلت مے سوزد و دل را پروانگی مے فرماید و دماغ را بہ بہار می آویزد و بر ہوش شیشہ مے شکند و رُوح را باطلاق مے انداز و در قیدِ کتابت آوردہ شود تا ہر کہ مزہ حق پرستی در دل و لذّتِ حق شناسی در ذوق و طلب تحقیق در استعداد داشتہ باشد از مطالعۂ آں خوش وقت شود و بہرہ بردارد و گاہ پر توی از ضمیر آں صاحب دل بر وقت محرر افتد و در از مضیق تعلقات خلاص بخشد اکنوں باں خواہش فائز می گردد حق سبحانہ حضرت ایشاں را بر مفارق طالبان باقی و پائندہ دارد و ایں جواہر گران بہا بر صفحہ ظہور آناً فاناً جلوہ گر باد بالنبی و آلہ الاطہار الامجاد۔

---

[1] نسخہ شیفتہ

مخفی نماند که هرجا دریں رساله لفظ حضرت ایشان ثابت افتد مراد حضرت خواجه خواهند بود و آنچه از معارف و حقائق که از زبانِ مبارک حضرتِ ایشان استماع می افتد چوں قوت مدرکه محرم از ادراک کنهٔ آں قاصر بود و قوتِ حافظه و ضبط عبارات شریفه بعینها غیر وافی . اگر در ضمن بیان غلطے در لفظ یا در معنی راه یابد محمول بر قصور و نقصان حال کاتب حروف خواهد بود عفی الله عنه و عن جمیع المسلمین بعد ذلک خواستم که مجملے از ابتداے احوال کرامت مآل حضرت ایشان و استفاده نسبت و اخذ طریقه از وسائط ما تقدم در ابتدائے این رساله نقل کنم برخی از آں بخط شریف آنحضرت یافته شد و آں اینست -

ابتدائی توبه از معاصی در ملازمت خدمت خواجه عبید کرده شد لیکن خیال رجوع و عزم ترک در باطن بود و التماس فاتحه در ظاهر ایشان از خلفاء مولینا لطف الله بودند و مولینا لطف الله خلیفه مولینا خواجگی امکنگی علیه الرحمة بودند چوں توفیق استقامة نیافت بار دیگر توبه در ملازمت بندگان افتخار شیخ که در سمرقند تشریف داشتند و از کبار خانواده حضرت خواجه احمد یسوی بودند کرده شد اگرچه جناب ایشان رضا نداشتند و مے فرمودند شما جوانید لیکن چوں عزیمت فقیر مصمم بود لضرورت فاتحه خواندند و فرمودند خدا استقامة بدهد موافق تفرس آن بزرگواران آن عزیمت برهم خورد و خرابی هائے عجب روئے داد بار دیگر بے صنع و اختیار فقیر در بندگی حضرت امیر عبدالله بلخی مدظله تجدید توبه بظهور رسید مقرون بمصافحه آں نعمتے بود غیر مترقب اُمید که برکات آں مواهبت الی یوم القیام بماند القصه چندگاه دیگر در مقام نگاهداشت حدود بود باز تاثیر اسم المضل آں سد را شکست عاقبت به هدایت صمدیت در خواب بشرف ملازمت حضرت خواجه بزرگ خواجه بهاؤالحق والدین صورت توبه منعقد شد و میل طریقه اهل الله بظهور رسید بحکم الغریق یتعلق بکل حشیش بهرطرف دستے مے انداخت . عاقبت ببعضے از مخادیم فرمودند که ذکرے که معنعن تا بحضرت رسالت صلی الله علیه وسلم مے رسد نتیجه مد است تعطش بر انداشت که از همان عزیز طریق ذکر و مراقبه اخذ کرده شد . مدت دو سال برآں ذکر و مراقبه و اوراد سلسله آں عزیز مداومت نموده شد شنیده شده بود که تا سالک مدتی قریب چهل سال میدان لا اله را قطع نکند بمنزل الا الله نخواهد رسید ساده لوحی به آں میداشت که مرور زمان را در ذکر غنیمت شماره و بهمان صورت عبادت قناعت نماید . هرچند که دریں میان اشارات غیبیه و سلوک طریقه دیگر ظهور مے کرد قدم استوار را

ازجانمی برداشت و در زمین کرم بزرگواران آن طبقہ تخم وَفِیهَا مَا تَشْتَهِیهِ الْاَنْفُسُ میکاشت
انشاءاللہ العزیز عاقبت دست کرم آن تخم را از جویبار مَا لَاعَیْنٌ رَاَتْ وَلَا اُذُنٌ سَمِعَتْ
سیراب گرداند بالآخرہ بکشمیر رسیدہ شد و بملازمت حضرت شیخ بابای والی قدس اللہ سرہ العالی
اتفاق افتاد و از برکات نظرش بہرہ مند شد۔ الحمد للہ والمنۃ کہ آن نظرات فتح باب قبول آمد۔
چون کہ حضرت شیخ از سلسلۂ عالیۂ نقشبندیہ نیز مجاز بودند و استعداد طالب متوجہ آستانۂ آن بزرگواران
نفحات ربانیہ از دریچۂ ہماں خانوادہ اقبال فرمود و بعد از انتقال آنحضرت بدار القرار غیب معہودہ خولیہا
جلوہ گر شد و ارواح طیبات ایشان در بشرات نمودن گرفتند و تلقینات فرمودند و بیمن توجہ
ایشان آن نسبت را قوتی پیدا شدہ دایرہ غیبت وسعتی پیدا کرد و راہ روشن شد فی الجملہ جمعیتے دست
داد تا آنکہ بجذب عنایت ایشان بخدمت مخدومی حقایق پناہی ارشاد دستگاہی حضرت مولانا خواجگی
امکنگی رسیدہ شد و بطوع و رغبت خود بیعت و مصافحہ بدست آورد و طریقۂ خواجگان اخذ کردہ شد
و بطفیل ملازمت آنحضرت و ارواح طیبۂ خواجہ نقشبند و خلفاء ایشان در سلک افتادگان این راہ
و نیازمندان این درگاہ درآمدہ شد اَللّٰهُمَّ اَحْیِنِیْ مِسْکِیْنًا وَّاَمِتْنِیْ مِسْکِیْنًا وَّاحْشُرْنِیْ
فِیْ زُمْرَةِ الْمَسَاکِیْنِ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰی اِنْتَهٰی کَلَامُهٗ۔

شنبہ غرّہ صفر ختم اللہ بالخیر والظفر سنۃ تسع والف

سعادت حضور روی داد درین اثنا این فقیر را دل بجائے آویختہ بود چنانچہ خطرہ او بسیار
می آمد و تشویش میداد بزبان باطن ہمتے از حضرت ایشان درخواستم کہ ازین تشویش خلاص یابم۔ زمانی
برین بگذشت کہ از مخلصان توکل خدائے از در درآمد و سلام کرد عنایت بسیار دربارہ او فرمودند و امر
نشستن کردند بعد از زمانی بلفظ مبارک راندند کہ توکل خدائی سہ ضرر دارد۔ ضرر اول بنفس عاید شود چہ نفس
را باعث شہوات پیدا آید مثل مار سر بازدہ کہ بحرکت و جنبش افتادہ بود۔ ناگاہ تاب آفتاب باو رسید جان تازہ
یافت این زمان از قید احاطہ بدر میرود و علاجش آنکہ منہمک در شہوت کامرانی نگردد و عنان اختیار کشیدہ تر

دارد. ضربِ ثانی بدل راجع گردد و آن برطرف شدن یقین ست. چه درین محل فتورے در یقین رازقیت
رزاقِ حقیقی و نقصانے در توکل بحق سبحانه راه یابد علاجش آنکه غم روزی نباید خورد که رزاق علی الاطلاق
ضامن عباد شده است. همدرین محل فرمود که توکل نه آنست که ترک اسباب کنند بنشینند چه ایں سوء
ادبی ست بلکه اقامت بسبب مشروع مثل کتابت وغیره میباید کرد و نظر بر مسبب میباید انداخت
زیراکه سبب مثل دروازه است که حق سبحانه برائے وصول مسبب ساخته درین میان کس دروازه را
بربندد که از بالا خواهد برتافت بی ادبی کرده باشد چه دروازه بنا کرده اوست و دلالت دارد برانیکه کشاده
بنشینند. بعد ازان او داند خواه از راه دروازه فرستد یا از بالا برتابد و آنها که بنشینند و در بربندند و نظر بر فتوح
دارند ازین باب است چه با وجود قدرت بر کسب نظر بر فتوح داشتن بے همتی و ترک اسباب است
ضربِ ثالث بروح راه یابد و آن مسمی انجذاب است که از فرط میل بصور جمیله پیدا می شود چه روح محل
انجذاب حق است سبحانه در زمانیکه میل بصور جمیله پیدا گردد و انجذاب آنجناب کمین رفت علاجش آنکه میل
مفرط بصور جمیله پیدا نکند چه کسیکه درین نشار بعشق صورت مبتلا ماند تا ابد در حجاب عظیم است و اگر آن صورت
نامحرم باشد در آن نشار تواند بود که بشکل کریهش مبدل سازند و اورا بدان مبتلا گزارند. در آن وقت بوئے
از لذت حضور بحق سبحانه بمشام او نرسد و آنکه بعضی عشق صوری را طریقی نهاده اند محل تامل است و در طریقهٔ
عالیه نقشبندیه قدس الله تعالی ارواحهم بغایت مُبعَّد است همدرین محل فرمودند که در بعضی کتب مسطور است
که خواجهٔ بزرگ حضرت خواجه بهاؤ الدین نقشبند قدس سره به بعضے غلیظ الاستعدادان در آوان ابتدا احیاناً
باین روش مدد امیکردند که عشقِ صوری پیدا کنید بعد ازانکه پیدا می کردند کمال بے تعلقی شان بحاصل آمدے
چنانچه غیر از همان یک تعلق تعلقِ دیگری ماندے باندک تصرف دلِ آنها را از محبت صورت می گذرانیده
اند. لاجرم چون جمیع علائق مرتفع می شد حضور و آگاهی شان پیدا مے آمد و این عملِ حضرت مبتنی بر آن مسئله
فقه است اگر طبیب حاذق بد بیماری امر بارتکاب شی حرام کند که علاج منحصر درین است ارتکاب آن جائز
است نزد بعضی ائمه و صاحبِ کشف المحجوب که از امامانِ طریق است تکفیر قومی که باباحتِ این امر قایل
شده اند کرده چه جائے آنکه مدار سلوک برین نهاده باشند و حضرت خواجه بزرگ نه آنست که باهل این سلوک
امر باین کار میفرمودند بل کسانیکه میل در آمد طریق میداشتند و در استعداد او شان قبول طریق حضور و آگاهی
ابتدائے نبود در اوان ابتدا چند روز درین کار میگذاشته اند و بمقصدِ اعلی میرسانیده اند. درین اثنا بنده

درگاہ عرضداشت کہ اگر کسی راہ دیعین سلوک طریق حضور ابتلا باین بلا واقع شود علاجش چہ کند فرمودند، اگر مُرشدی داشتہ باشد باو بگوید تا بتصرف او را ازین مہلکہ بر آرد یا سفر اختیار کند آن شہر را بگذارد و چون او در ورزش نسبت حضور و آگاہی بیجا خواہد بود و او راجبت مفرط نخواہد بود و سفر برو چنداں شاق نخواہد آمد چہ حضور خاصیتے دارد کہ در برابر او ہیچ چیز را لذتی درونقی نمے ماند و این بیت را در اشارہ بہ تحصیل دوام آگاہی خواندند

بیت۔ چند گاہے بے لب و بے کام باش بعد ازاں ہنشین و یار جام باش

بعد ازیں موافق ایں سخن فرمودند کہ حضرت خواجۂ ما خواجہ احرار قدس اللہ سرہٗ مخلصے داشتند۔ ملا لطف اللہ نام مردی منبسط و مطائبہ بود۔ چنانچہ بعضے اوقات حضرت خواجہ را خوش می آمد باو سخن میکردند روزی ازو پرسیدند کہ ملا لطف اللہ اگر کد خدا شوی چہ طور زنے خواہی خواست۔ گفت سبز و شیریں۔ فرمودند در اندک زمانے شیرینیہا خواہد رفت ہمیں سبزی خواہد ماند۔ ہم دریں محل فرمودند کہ از اکابر ہیچ کس بجمال صورت متوجہ نماندہ است و حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی قدس سرہ السامی کہ از پیشروان ایں قافلہ بودند در آخر تبرّی ازیں نمودند چنانچہ احوال ایشاں و بسیاری از سخنان ایشاں دلالت بر ایں معنے دارد۔ و ازان جملہ است این رُباعی۔ رباعی

رفت آنکہ بہ قبلۂ بُتاں رُو آرم حرفِ غمِ شاں بلوحِ دِل بہ نگارم
آہنگِ جمال جاودانی دارم حُسنے کہ نہ جاوداں ازو بیزارم

انتہی کلامہ سلمہ اللہ تعالیٰ و ابقاہ چوں کاتب از مجلس برخاست دل سردی تمام ازاں علاقہ دست دادہ بود و بالکلیہ مرتفع شدہ۔ الحمد للہ و المنۃ۔

یکشنبہ دوم صفر ختم اللہ بالخیر و الظفر سنہ مذکور

دولت زمین بوس رُوئے داد از حاضران شخصے از معنی حضور بے مزاحمت نفی و اثبات کہ در رسائل ایں طریقہ عالیہ واقع است استفسار کرد۔ فرمودند چوں حضورِ صاف بخود قائم دست دہد مزاحمت نفی و اثبات را گنجائش نماند۔ ہم دریں محل بر لفظ مبارک راندند کہ تا حضور ذاتی کہ حضور صاف عبارت ازاں است سالک را حاصل نشود از تقید توحید جسمانی خلاص نیابد چہ توحید صوری در مراتب اجسام

می باشد چنانچه وجود جسمانی خود را وغیر را وجود حق داند و درین وقت تمیز و تفرقہ باقی است روح بفنا و اضمحلال نرسیده است زیرا چه بروح است تمیز هرچیز۔ ایں موحد بتوحید که مقر علمائے دین وصوفیای محققین است رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نرسیده و آں عبارت از مدلول کریمہ وَاللّٰهُ مِنْ وَّرَآئِهِمْ مُّحِيْطٌ که تنزیہ صرف که منزه از صفات تنزیہ است تا فروغ حضور ذاتی در نگیرد و روح را بفنا و اضمحلال نرساند حجاب از چهرۂ مقصود بر نہ افتد اگرچہ آں حال لمحہ باشد و ایں ہماں قدر که در تقدیر رفتہ است روئے می نماید علی تفاوت الاستعداد پس ہمیشہ منتظر باید بود که حق سبحانہ بوجود موہوب حقانی که مقربان خود را بدان مخصوص گردانیده است مشرف سازد و ایں جا کسب را اصلا دخلی نیست محض بموہبت وی تعالیٰ و تقدس دست دہد دریں مقام مضمون ایں مصرع۔

از علم گذشتیم و بمعلوم رسیدیم

واضح گردد۔ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ط

پنجشنبہ ششم صفر سنہ مذکور

بدولت حضور مشرف شد سخن در تحقیق محبت ذات و محبت صفات رفت بر لفظ مبارک راندند که محبت صفات آنست که کسی بشخصے محبت دارد و ازیں جہت که او عالم است یا شجاع دریں وقت محبت او منوط بصفت علم و شجاعت باشد۔ چنانچہ اگر ایں اوصاف از و مرتفع شود محبت ہم نماند و محبت ذات آنکہ او را دوست دارد بی ملاحظہ ہیچ صفتی نہ در وقت اتصاف او بصفتی در محبت تزایدے و نہ در وقت عدم اتصاف نقصانی ہم درین محل فرمودند محبت ذات از اہل شہود کسی راست که غرض خویش درمیان نباشد۔ چنانچہ بعضے ازیں جہت دوست دارند که از مشاہده او لذتی و سروری در ایشاں پیدا شود و بعضے جہت نہ بینند۔ محبت بذات صرف او دارند۔ اگر دریں مقام بتجلیات جمال او لذت و سرور بایشاں رسد ہیچ منافات بمحبت ذاتی ندارد بلکہ این کمال محبت ذاتی است ہم درین محل کتابی از مصنفات حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی قدس سرہ السامی که پیش حضرت ایشاں نہاده بود برداشتند و کشادند۔ ایں حدیث قدسی بر آمد که مَنْ قَتَلَهٗ مُحَبَّتِيْ فَاَنَا دِيَتُهٗ بیانی عالی فرمودند که حق سبحانہ بیان طریق مراقبہ

فرمودہ است کہ ہر گاہ محبت ذاتی بمرتبہ فنا وامانت برسد محب بذوق یافت وتجلی ذات فائز گردد وانیجادیت ہمیں ذوق یافت است کہ بعد از فنا در محبت ذاتی بظہور میرسد یعنی طریقہ مراقبہ مذکورہ کہ عبارت از ظہورِ محبت ذوقیہ است البتہ موصل بمقصود است۔ بعد ازیں سخن فرمودند کہ مدار طریقہ ما برین سہ چیز است۔ رسُوخ[۱] بر عقائد اہل سنت وجماعت۔ دوم آگاہی[۲] وعبادت[۳]۔ ہر کرا دریکی ازین ہا فتورے رفت از طریقہ ما بر آید فنعوذ باللہ من الذل بعد العز ومن الرد بعد القبول ہمدرین محل محرر این سطور عرض داشت کرد کہ آرزو دارم کہ ہر چہ در حضرتِ عالی مذکور می شود باجازت آنحضرت در قید کتاب آوردہ شود۔ بعد از خواہشِ بسیار فرمودند بنویس و بمن نمائی۔ خوشحال شدم و فرحتِ عظیم بمن روی نمود بخاطر آوردم کہ این دولت بس عظیم است کہ نامزد روزگار من شدہ وغالباً این خوش حالی نفسانی بودہ است۔ مجلس چند کہ بے اجازت نوشتہ بودم در نظر مبارک در آوردم فرمودند این نوع سخنان در کتب مردم بسیار است چہ احتیاج کہ بگوئید من از فلانی شنیدم عرض کردم کہ مرا بنور این سخنان باطن نورانی میگردد و قوتِ فہم سخنان اکابر روی می نماید وراہ روشن می شود فرمودند کہ اگر شما را باین نوع سخنان سری است چیزے ازین علم بخوانید نوشتن چہ در کار است ننویسید کہ نفس شما را درین جا دخل است لاجرم دست ازاں دولت کوتاہ کردہ آمد و خاطر ارادہ منصرف شد۔ ابیات

مرا این غول نفس دیو کردار ۔۔۔ فگند اندر خرابی ہائے بسیار
کنون زین بادیہ تا کار دانم ۔۔۔ مگر کرگس رساند استخوانم

تا آنکہ در شہر رمضان المبارک سنہ مذکور عنایت الٰہی در کار شد وطالع یاوری کرد و غنچہ امید بشگفت واز چہرۂ مقصود پردہ برافتاد ونخل سعادت ببار آمد یعنی جناب میاں شیخ احمد سرہندی وغیرہم کہ از مقربان ومقبولانِ درگاہ خلائق پناہ اند تقریبی ساختند ومکرراً درخواست قبول این امر خطیر کردند۔ بعد از تامل وتردد بسیار قبول کردند وفرمودند سخنی کہ در طریقہ دخلی داشتہ باشد بنویسند وحکایات ومعاملات مشائخ را کہ مذکور می شود بان ضم نسازند ودکانی راست نکنند چون آرزوی این فقیر بہ نیل این مراد سابق بود وبواعث نفسانی ودواعی طبیعی درین مدت بگوشہ رفتہ وبی قوت گشتہ لاجرم این دولت باز بمن انتقال کرد واین سعادت نامزد طالع این شوریدہ

شد۔ بیت

مورِ مسکیں ہوسے داشت کہ در کعبہ رسد　　دست در پائے کبوتر زد و ناگاہ رسید

حسب الامر العالی حکایاتی کہ در خلال مجلسِ اقدس مذکور می شود ہرچند فوائد عظیم در ضمن آن مندرج میسود حتی الامکان زبان قلم از ان نگاہ داشتہ آمد الا در جائیکہ تحریر سخن حضرت ایشان موقوف برآں بود اکنون بتائید الٰہی و استمداد از ارواح طیبہ حضرات خواجگان قدس اللہ تعالیٰ ارواحہم و استعانت از باطنِ اقدس حضرت ایشان دریں امر شروع نمایم ونعوذ باللہ من الخلل والزلل۔

پنجشنبہ یازدہم ماہ رمضان المبارک سنہ تسع والف

بسعادت زمین بوس مشرف شد بعد از افطار مردے از صوفیان شیخ جلال تھانیسری بملازمت آمد۔ ظاہر این مرد قبل از افطار آمدہ بود و منتظر طعام خیلگی بر در نشستہ و این شخص ہمیشہ بعد از ادای تہجد طعام میخوردہ است وصومِ دوام میداشتہ بحضرتِ ایشان این معنی روشن گشتہ حاضران را مخاطب ساختہ فرمودند کہ روزہ داشتن در صفتِ حق سبحانہ آمدن است۔ چون او تعالیٰ وتقدس از اکل و شرب منزّہ است بندہ میخواہد کہ زمانی متخلق باین خلق شود لیکن اظہاراً للعجز باید کہ سحر بخورد آنگاہ باادب وعجز در روزہ شروع نماید تا از دائرہ بندگی بر نہ افتد و قدرت وقت کہ صفت خاصہ اوست عز وعلا مخصوص او گردانید وبود۔ ہمچنیں قیام لیل نیز در صفت حق سبحانہ درآمدن است۔ چون او تعالیٰ وتقدس منزّہ از نوم است بندہ درین صفت باد اقتدا نمودہ قیام لیل شروع می نماید باید کہ گستاخانہ باحول و قوۃ خود درین صفت در نیاید و اول شب بطعام تعجیل نماید تا عجز خود عرضہ دادہ باشد۔ آں مرد فی الحال از وضع سابق برگشتہ طعام طلبید وگفت اگر طعام حاضر باشد بخورم گویند این مرد بلغایتی بر قرار داد خود راسخ بود کہ بگفتہ والدین ہم اول شب طعام نخوردی۔ ہمیشہ بعد از تہجد و تراویح تناول کردی و پیوستہ صائم بودی بعد از ان برائے کاریکہ آمدہ بود عرضہ داشت و بازگشت ہمدرین محل فرمودند کہ در فوائد الفواد دیدہ شدہ است کہ اوائل حال روزگاری ابراہیم ادھم قدس سرہ قوت خود بہیزم کشی میکردہ اند دراں ایام از عُبّاد مردے بملازمت ایشان آمدہ است کہ تمام شب قیام کردی بر ایشان تحقیق شدہ کہ لقمہ او پریشان است، باد

فرمودہ اند میتوانی کہ روزے چند از طعام ما بخوری ولی راضی شدہ در دو سہ روز ببرکتِ لقمۂ پاک کار او بجائے رسید کہ در سننِ موکدہ ہم تقاعدی از و فہمیدہ مے شد انتہی کلامہ سلمہ اللہ تعالیٰ و ابقاہ ظاہرا اقیام او نفسانی بود و بطفیل لقمۂ پاک نفسانیتہا نابود گشتہ بجائے او حقانیت متولد شدہ باشد واللہ اعلم

چہار شنبہ بست و یکم شہر شوال سنہ مذکور

سعادت حضور روئے داد نفحات الانس مطالعہ می کردند سخن در جاہ افتاد فرمودند شیخ ابو عبداللہ حنیف جاہی داشت کہ مشاہیر روزگار دختران خود را برائے افتخار و تبرک برسم نیاز پیش او آوردندے واو بنکاح گرفتے و بجای ہر کدام یکی را از زنان سابق طلاق گفتے ہم چنین تا ہفتاد زن بہم رسیدہ بودند و بہیچ کدام ازین ہا نزدیکی نکردہ چوں ایشاں را دریں معنی توہمی بخاطر آمدہ ہمہ اینہا جمع شدہ پیش یکے ازینہا کہ صاحب جمال و دختر وزیرے بود و خدمتِ شیخ بسیار کردے و شیخ باو میلے داشت آمدند و از حقیقتِ حال استفسار کردند۔ وی گفت۔ ایں قدر دانم کہ روزے دستِ من بگریبانِ خود فرو برد۔ دیدم کہ از سینہ او تا ناف ہفدہ گلولہ برآمدہ بود۔ سرِ آں پرسیدم گفت اینہا از ممِ صبر است کہ از مثل تو نازنینی خود را نگاہ میدارم۔ ہمدرین محل فرمودند کہ حق سبحانہ تعالیٰ مقتدایان را در ہر زمان بطورے میدارد کہ صلاح مریداں آنوقت در آنست ہمانا مریداں آنوقت را کدخدائی مضر بود۔ درین اثنا مجذوبی از حاضران سوال کرد کہ اینہا کہ حکم کردہ اند و اشارت بزرگانی کردہ کہ در نفحات مذکوراند و تشخیصِ احوال مشائخ نمودہ اند کہ فلاں بزرگ چناں بودہ و آں دیگر چنیں۔ مگر در لوحِ محفوظ حال او را دیدہ گفتہ اند یا بقیاس و تخمین فرمودند کہ ہر چہ میگویند بالہامِ حق سبحانہ تعالیٰ یا بتفرس کامل کہ ایشاں را حق سبحانہ تعالیٰ اعطا کردہ است دریافتہ حکم میکنند و ہر کدام براندازہ صفات خود کہ از مبداء صفات فیاض نصیبۂ ایشان شدہ است چیزے می فہمند۔ ائمہ مجتہدین از معانی قرآن نکاتِ علومِ شرعیہ استخراج کردند و اولیاء اللہ حقائق و معارف ازاں معانی فرا گرفتند ہم دریں محل فرمودند کہ شخصے از حضرت امیرالمومنین علی کرم اللہ وجہہ پرسید کہ شما از اہل بیت آں سرور صلی اللہ علیہ وسلم واز شما قریب ترے نبود شما چیزے گفتہ باشند کہ دیگراں نگفتہ اند چنیں نیست آنچہ بدیگراں گفتہ اند بما ہم

گفته اند و آنچه بما گفته اند بهمه گفته اند اما مارا فهمے و دریافتے داده اند که بدیگران نداده اند و این دو بیت از مثنوی خواندند

اہلِ دین از دُور نامت بشنوند   تا بقعرِ تار و پودت در روند
بلکه پیش از زادنِ تو سال ہا   دیده باشندت ترا با حال ہا

باز آن مجذوب عرضه داشت که اَلْمُجْتَهِدُ یُخْطِیْ وَیُصِیْبُ یعنی خلاف اولیا نیز از مقولۂ خلاف ائمه شرع است. فرمودند خطائے این طائفه در مفهوم کلام یک دیگر است نه در اصل مسئله. در اصل همه متفق اند خطا در مفهوم کرده اند از آں رو که قائل فصیح نیست. در عبارتِ او قصورے است که مدلول مفهوم نمی شود یا از آں جهت که حالِ این بحالِ آں دیگر برابر نیست. زوائد احوال او را بحسبِ حال خود رنگِ دیگر فرا گرفته و تخطبه کرده است و تخطبۂ شیخ علاء الدوله سمنانی نسبت شیخ محی الدین ابن عربی از قسم ثانی است. در نفحات مذکور است که بعضے از فضلا که بهر دو ایشاں معتقد اند تحقیق فرمودند که مخالفت بینهما جز در مفهوم نیست والا در اصل مسئله هیچ نزاعی ندارند لیکن آں فاضل مخالفت را از قسم ثانی نداشته و عدم فهم را عذرے نیاورده. و هم در نفحات مذکور است که شیخ علاء الدوله در حاشیه فتوحات نسبت به شیخ نوشته است اَیُّهَا الْمُحَقِّقُ اَیُّهَا الصدیق و در جای تخطیه و تکفیر کرده است این سخن مقوی آنست که تخطیه بحسب عدم فهم است یعنی آنچه یافته است قبول داشته و آنچه نیافته نفی کرده اصلاً نفس را دریں جا شائبه نیست باز آں مجذوب عرضه داشت که اینها استعدادها آورده بودند که چنیں شدند یا بتوجه مرشد بمراتب ولایت رسیدند. فرمودند که هم این بود و هم آں چه استاد کیمیاگر از چند جوہر مثل سیماب و مس وغیره طلا می سازد از خاک نمی سازد. بیت

پس نکتهٔ لطیف بباید که تا کسی   مقبولِ طبع مردمِ صاحب نظر شود

لختی سخن در احتیاط لقمه افتاد از اکابر عزیزے را نام برده فرمودند که او گفته است که وقت طعام خوردن حاضر باید بود که بغفلت خورده نشود چه لقمه بمشابۂ تخم است اگر از سر حضور بکار رفته است حضوری آرد والا پریشانی و غفلت اگرچه لقمه پاک هم باشد از حاضراں فقیرے سوال کرد ازیں جا ظاهر می شود که اگر بشبهت هم بخورند و حاضر باشند حضور آرد فرمودند چوں نه اما در آرام البته فتوری خواهد رفت و راه ترقی بجز دوام آرام نیست. صاحبِ آرام مثل سائلے است که بر در کریم ایستاده است

وپیوستہ طلب میکند لاجرم چیزے باو میرسد وموافق این سخن این حدیث خوانند مَنْ دَقَّ بَابَ الْکَرِیْمِ دَلَجَ وَلَجَ واگر آرام ندارد وقلقی خواہد داشت۔ صاحبِ این قلق مثل سائلے است کہ بر درِ کریم است واین طرف وآن طرف بمہات ہم میگرود وشکایتے دارد کہ بمن نمی دہند وچرا نمی دہند۔ درین حال باو چیزے نمی رسد۔ این فقیر سوال کرد کہ ورائے آرام وقلق حالتی دیگر ہم است۔ فرمودند کہ حالتِ طالب ازین دو بیرون نیست۔ یا آرام است یا قلق۔ وہر کہ ہیچ ازین دو ندارد طالب نیست۔ ہم درین محل فرمودند کہ لقمۂ شبہہ مثل دودے است کہ میانِ رائی ومرئی حائل می شود وچہرۂ مقصود را از نظر میپوشد وآنکہ بحضورِ الٰہی آشناست می فہمد ودر قلق می افتد وبعضی از عزیزان مریدان را از دو سفر منع میکردند از سفرِ خراسان چہ اوقاتِ آنجا اکثر بی احتیاط بودہ لاجرم بمریدان حذر میکردند واز مقصود باز میداشت واز سفرِ یمن چہ آنجا حُسن بسیار است تا ناگاہ گرفتارِ حُسن نشوند واز راہ باز نمانند وآنکہ بعضے اذن بعشق صوری میکردہ اند در خود قوتِ تصرّف بازداشت آن می یافتہ اند ودر مرید استعداد آن می دیدند کہ کار اوبی این پیش نمی رود واما از عشقِ صوری کسے بجائے نمی رسد وبسیار مضر است آنچہ کسے را بجائے می رساند راہ باطن او است واین ابیات خوانند۔

ابیات

ذاتِ تو خرجین تست وکیسہ ات ۔۔۔ ور تو را مینی مجو خرجین وکیسہ ات

کیسہ وخرجین تو ہم ذاتِ تست ۔۔۔ وین برونی ہا ہمہ آفاتِ تست

ہمچو نابینا مبر ہر سُوئے دست ۔۔۔ با تو در زیرِ گلیم است ہر چہ ہست

روزے یکے از مخلصان را پرسیدند کہ در ملازمتِ ما بچہ نیت می آئی۔ عرضہ کرد بنیت آنکہ مسلمانی شوم۔ فرمودند مرادہمین است بعد این فرمودند مسلمانی تسلیم وانقیاد است مر احکام ازلی تا تجلی ذاتی بروجہ اتم نشود مسلمان شدن مشکل است۔ مصرعہ

این مشو آن مشو مسلمان شو

روزے بعضے از علماء کہ بشرفِ ملازمت آن آستان مشرّف اند در شرح رباعیات کہ از مسوداتِ قلم حقائق رقم حضرت ایشان است برین سخن کہ صور علمیہ عکس اعتبارات وحیثیات ذات است ونمود خارجیات کائنات عکس العکس یعنی عکس آن صور علمیہ است کہ بر آئینہ ذات افتادہ

شبہ داشتند کہ اگر عکس صور علمیہ بر ظاہر وجود افتد۔ نہایت ذات حق و محلیت وجود مطلق تعالیٰ شانہ لازم می آید۔ ہمدرین وقت حضرت ایشاں بروقت آنہار سیدند۔ پرسیدند کہ چہ مذاکرہ میرفت چوں شبہ خودرا مقرر ساختند حضرت ایشان در جواب آن فرمودند کہ بی نہایتی حق سبحانہ تعالیٰ نہ بآن معنی است کہ در اجسام است باعتبار طول و عرض بآن معنی است کہ بی تعیین و تمیز است و دیگر محل آنصور ذات نیست کہ محلیت لازم آید بلکہ محل آن وہم است چنانچہ صورت متنقش در آئینہ نہ درون او نہ برون اوست اما وہم حکم میکند کہ بر رُوئے آئینہ است و محل او خیال است کہ آنرا مثال متصل گویند و آئینہ ہمچناں بر صرافت بیرنگی خود ہمدرین محل فرمودند کہ توحید حاصل می باید کرد توحید محققین از علمائے متکلمین لَا مُؤثِّرَ فِي الْوُجُودِ اِلَّا اللّٰہ است یعنی تمام قدرت خود را بحق سبحانہ دادن و خود را ازان خالی ساختن۔ اگرچہ بعضے از متاخرین علماء قدرت موثرہ را بہ بندہ ہم فی الجملہ اثبات می کنند و توحید ایشاں لَا مَعْبُودَ اِلَّا اللّٰہ است اما مذہب اصح ہمانست کہ لَا مُؤَثِّرَ فِي الْوُجُودِ اِلَّا اللّٰہُ و صوفیہ چنانچہ فعل و قدرت را منسوب بحق می کنند۔ باقی صفات سبعہ را مثل علم و سمع و بصر و حیات و کلام نیز منسوب بحق میکنند و می گویند لَا مَوْجُودَ اِلَّا اللّٰہُ بالجملہ توحید حاصل می باید کرد اگر آن عکس یا عکس العکس معلوم نشود در قیامت مواخذہ نخواہند کرد و ہر چند ازیں توحید خاص نخواہند پرسید و آنچہ تکلیف بآن کردہ اند بمعنی لَا مَعْبُودَ اِلَّا اللّٰہُ است اما چون اخلاص تام بی این توحید کہ مقرر صوفیہ است پیدا نمی شود اَلَا لِلّٰہِ الدِّیْنُ الْخَالِصُ بضرورت این توحید حاصل میباید کرد تا اخلاص پیدا شود۔ **وصل**۔ روزے مقامات شیخ حسین خوارزمی قدس سرہ مطالعہ میکردند تعریف شیخ خلیل اللہ کہ یکی از خلفائے شیخ بود بسیار کردند و فرمودند حب جاہ ازو برطرف شدہ بود باین تقریب فرمودند کہ جاہ دو جاہ است یکی جاہ عند الناس کہ از بقایائے نفس است آن خود بطور این طائفہ شرک است و جاہ عند اللہ کہ از بقایائے رُوح است و آنکہ گفتہ اند کہ اٰخِرُ مَا یَخْرُجُ مِنْ رُؤُسِ الصِّدِّیْقِیْنَ حُبُّ الْجَاہِ مراد قسم ثانی است ازو این جاہ برطرف شدہ بود۔ چنانچہ چندتن از مریدان کہ ہم در طریقہ ایشان استعداد شیخی پیدا کردہ بودند نزدیک مزار او می بودند و خلوت می بر آوردند و ہرگز جای نرفتند و شیخی نکردند و این از آثار آن نظر است و ایضاً ہم درین مقامات مذکور است کہ یکے از صوفیان شیخ را قدس سرہ حالی پیش آمدہ بود بشیخ عرضہ داشت کہ من خود را در صحرائے تورانی بحق سبحانہ حاضر میبابم و در وقتے کہ

بایاران نشسته ام ازین غائبم و درآن صحرا حاضر۔ شیخ او را اشارتی داده فرمودند که خلوت در انجمن که در سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ میگویند این است حضرت ایشان فرمودند که خلوت در انجمن که درین سلسلہ مشهور است چیزی دیگر است و این چیزی است که مبتدیان این طریقہ را در دوسہ روز روئے می نماید۔ لختی سخن از استقامت شیخ نور الدین رفت و این شیخ نور الدین از مشاہیر علمای پنجاب است و بسیار از مردم آن صوب باو مرید اند۔ فرمودند که او بصد و بیست سالگی رسیده بود و بغایت ضعیف شده اما نوافل بسیار می گذارد و شبها احیاء میکرد و در عمل کوشش بلیغ داشت۔ گویند سی ۳۰ سال پہلوی خود بر زمین ننهاده بود۔ از حاضران شخصی عرضداشت که ہرگز از ایشان حقائق و معارف شنیده نمی شد۔ فرمودند، آدمی بشرائع مامور است نہ بحقائق و معارف و آن سرور صلی اللہ علیہ وسلّم ہیچ کس تکلیف بمعارف صوفیہ نمی کردند ہمیشہ تلقین شریعت می کردند و چہ عظیم سعادتے که کسی بر متابعت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلّم و صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بود و در عمل کوشیده باشد و نیز فرمودند که معرفت را اقسام و مراتب بسیار است۔ اگر از حقائق و معارف نصیبی وافر داشته باشد بهتر و خوبتر۔ اصل کار بر شریعت بودن است میفرمودند که توحید سالم آنست که نقائص را بیقین خود که انا بر سر او می افتد اضافت کنی و از استعداد او شماری و کمالات را بحضرت اطلاق راجع داری ہر چند که معتقد لَا مَوْجُوْدَ اِلَّا اللّٰه باشی۔ شخصے از حاضران سوال کرد که آنکه شیخ ابوعلی فارمدی قدس سرہ فرمُوده است که میتوانند که سالک متخلق شود بجمیع اسماء و صفاتِ الٰہی و ہنوز واصل نباشد بآں سخن مشهور تناقض دارد که تخلق باخلاقِ الٰہی بعد از وصول حاصل میشود۔ فرمودند که در کلامِ ایشاں لفظ توانند واقع شده پس میتوانند که بعضها را در زمان سیر الی اللہ پیش از وصول نیز دست دہد اما اکثر آنست که بعد از وصول بمقام سیر فی اللہ حاصل شود۔ لیکن اگر کسی اصلاح سازد تخلق قبل از وصول را تخلق گوید و بعد از وصول را تحقق مناسب است۔

چہارشنبہ سیزدہم ذی القعدہ سنہ مذکور

سعادت زمین بوس رُوئے داد۔ سخن در تعدد پیر افتاد بر لفظ مبارک راندند که پیر سہ ۳ است پیر خرقہ ۱ و پیرِ تعلیم ۲ ذکر و پیرِ صحبت ۳۔ پوشیده نماند که پیرِ خرقہ آنست که خرقہ ارادت از و پوشیده باشد و

از کسے که خرقهٔ تبرّک و اجازت یافته باشند۔ در اصطلاح این طائفه اورا پیر خرقه گویند و پیر تعلیم
ذکر ظاہر است۔ و پیر صحبت آنکه باو صحبت داشته و از صحبت او منافع و ترقیات حاصل کرده باشند
ہم درین محل فرمودند که در سلسلهٔ چشتیه و سہروردیه در ہندوستان مدار بر خرقه است پیر مطلق باصطلاح
اہل این سلاسل پیر خرقه را گویند ولہذا تعدد پیر را قبول نه دارند و پیر تعلیم و صحبت را مرشد گویند موافق
این سخن بزرگی را نام برده فرمودند که در رسائل خود نوشته که تعدد پیر خرقه مکروه است وہم چنین پیر تعلیم اما
پیرِ صحبت می تواند که متعدد باشد بشرطِ اجازت پیرِ اوّل یا فوتِ صحبتِ او۔ بعد ازین سخن فرمودند که
آرے پیرِ خرقه متعدد نمی باشد اما پیرِ تعلیم ہمچو پیرِ صحبت متعدد می باشد و معمولِ سالکان است و فرمودند
که در سلاسل خرقه را معنعن از حضرت رسالت پناه صلی الله علیه وسلّم اسناد می کنند و ذکر معنعن بیان
نه کرده اند۔ امّا در سلسلهٔ نقشبندیه و کبرویه ذکر معنعن از حضرتِ رسالت صلی الله علیه وسلّم رسیده است
از حضرت صدیق اکبر رضی الله عنه و حضرت امیر المومنین علی کرم الله وجهه الی یومنا ہذا در وسائط فتورے
نرفته ہم درین محل یکی از حاضران سوال کرد که آنکه میگویند که در سلسلهٔ عالیهٔ نقشبندیه طریقهٔ رابطه از حضرت
صدیق اکبرؓ و طریقهٔ ذکر از حضرت امیر المومنین علی رضی الله عنہما رسیده چون است۔ فرمودند ذکرے
که درین سلسله است که آنرا وقوف عددی خوانند بطریقهٔ معهود مثل حبس نفس و ضم محمد رسول الله صلی الله
علیه وعلی آله وسلّم باوے از حضرت صدیق اکبر رضی الله عنه معنعن رسیده است و طریقِ صحبت نیز
از ایشاں رسیده چرا که ایشان در سفر و حضر با آن سرور صلی الله علیه وعلی آله وسلّم ہمراه می بودند و از راهِ
صحبت می گرفتند۔ اصل درین کار صحبت است و رابطه ظلِ او بر تقدیر فقدان صحبت صوری
رابطه که صحبتِ معنوی است اکتفا نموده اند۔ ہم درین محل فرمودند که اگر کسے از پیرِ صحبت براهِ صحبت
بکمال رسیده باشد اورا به پیرِ تعلیم که تلقین ذکر ازو بگیرد حاجت نبود۔ مثلاً شخصے که بمنزل رسید بعد ازاں
اورا باسپ خریدن حاجت نباشد۔ بعد ازین سخن بتقریبے این نقل بنظرِ مبارک حضرتِ ایشان درآمد
که حضرت مخدومی مولانا عبد الرحمٰن الجامی قدس سره السامی در نقد النصوص آورده اند که گاه باشد که
در حال حضور بے آنکه از حسّ غائب شوند۔ بعضے از حقائق امورِ غیبیه بر این طائفه کشف شود آنرا
مکاشفه خوانند و مکاشفه ہرگز کاذب نبود چه مکاشفه عبارت است از انفراد روح بمطالعهٔ مغیبات
در حال تجرد از غواشی بدن فرمودند که این مضمون را حضرت مخدومی از ترجمهٔ عوارف نقل کرده و تحقیق

آنست که در بعضے مکاشفات که خیال را دران مدخل ہست نیز خطا می شود اما علوم یقینی که بر مدرکہ بہم می شوند خطا را در آنجا مدخل نیست ۔ ہمدرین محل شخصے از حاضران عرضه کرد که در بعضے علوم یقینی که بطریق الہام معلوم مدرکہ میشود نیز خطائے یافتہ میشود ۔ فرمودند سببش آنست که بعضے از مقدمات مسلّمہ خود را که صاحب این دید بنعت یقینی مقرّر است بآن علوم ضم کرده است ۔ خطا ازاں راه آمده والّا خطا را درجائیکه صرف علوم ملہمہ باشند گنجائش نیست و لہذا علمائے معقولیین که استعمال علم معقول می کنند مراعات قوانین منطقیه می نمایند ہم خطا در فکر ایشاں راه می یابد سرّش ہمانست که مقدمات مقرره خود را یقینی خیال کرده در انجا دخل داده اند والّا منطق علمی است که رعایت او ذہن را از خطا در فکر نگاه میدارد ۔ اگر صرف استعمال منطق می بود و ضم مقدمات دیگر از پیش خود نمی کردند ہرگز خطا نمی خوردند ۔ بعد از اتمام این سخن فرمودند که متوجہان الی اللّٰہ را کشف ہیچ در کار نیست کشف دو نوع است کشف دنیوی و آں خود اصلا بکار نمی آید و کشف اخروی و آن در کتاب و سنّت مبین شده است و برائے عمل کافی است و کشفی بآن برابر نیست ۔

ایضاً می فرمودند که مشائخ را بر تربیت و ارشاد خلق یکی ازین ۳ چیز باعث می شود ۔ الہام حق سبحانہ یا حکم ۲ پیر یا شفقت ۳ بر خلق ۔ چو خلق را بر ضلالت می بینند دفع ضرر از ایشاں می کنند ۔ آں ضرر مثل عذاب دوزخ و اہوال قیامت پس بمقتضائے شفقت آن است که ترویج شریعت لازم گرفته اینہا را بوعظ و نصیحت بحفظ آداب و اقامت شرائع امر بکنند مثل تعلیم و تعلّم فقہ و حدیث و عمل کردن بموجب آن نه آنکه اینہا را واصل سازند ۔ واصل ساختن شرط شفقت نیست یعنی امرے زائدے است در شفقت ہماں قدر کافی است لختی سخن در فضیلت و شرف مشائخ بر یک دیگر افتاد فرمودند شرف صفاتی است نظر بآنکه یکے را در معرفت بیشتر از ان دیگر است یا خوارق این بر خوارق آن فوقیت دارد ۔ امّا در ذات جملہ برابر اند و این که مردم بر یکی بیشتر معتقد شدند فضیلتے نیست اعتبار مر فضیلتے راست که نزد حق سبحانہ در قرب و معرفت داشته باشند ۔ می فرمودند که حاصل این طریقه تربیت انجذاب ایمانی است که دعوت تمامی انبیاء و رسل بدان واقع است می فرمودند که نہایت قرب بنده و اتصال نسبت بذات حق زیاده بران نیست که دوام آگاہی و آرام که بفنا کشد حاصل شود ۔ چون این نسبت حاصل شد سالک بحصول

این نسبت مشرّف بمرتبۂ ولایت شد و کمالاتے کہ در حصول مقامات و تجلّیاتِ اسماء و صفات
کہ سالکان طریق دیگر را بہ تفصیل حاصل می شود دیگر است امّا بحصول نسبت قرب واتّصال
کہ بذاتِ حق سبحانہ حاصل شد بمرتبۂ ولایت اخص خواص رسید۔ **ایضاً** می فرمودند کہ اوّل درآمد
طالبان این طریقہ در سر حد فناست و معنی اندراج نہایت در بدایت کہ کُبرائے این سلسلۂ عالیہ
اشارت بدان کردہ اند این است۔ **ایضاً** میفرمودند کہ ابتدائے حال بخاطر میرسید کہ بہ تفصیل
سلوک کردہ شود۔ چنانچہ اہل سلسلہ کبرویہ میکنند۔ حضرت خواجہ محمد پارسا قدس سرہ در خواب آمدند
و فرمودند کہ حاصل سلوک بتفصیل آنست کہ تہذیب اخلاق حاصل شود۔ چوں این معنی حاصل شد
سلوک بتفصیل کردن تحصیلِ حاصل است۔ **ایضاً** میفرمودند کہ اربابِ رضا را بلائیت در بلا می ماند
و کراہت در نظرِ ایشان نیست ازان جہت کہ فعلِ حق سبحانہ است۔ **ایضاً** میفرمودند کہ داودِ
دینوری رحمۃ اللہ علیہ گفتہ کہ معدہ محلِ طعام است۔ اگر حلال در وے افگنی قوتِ طاعت یابی
و اگر بشبہت بود راہِ حق پوشیدہ کند و اگر حرام باشد معصیت زاید۔ **ایضاً** کہ شیخ ابوسعید ابن
ابی الخیر قدس سرہ براہے میرفت۔ شخصے قفائے بروبزد۔ شیخ بر قفا نگریست۔ آں شخص گفتہ
چہ می بینی۔ صوفئے از حق بدان شیخ گفت میدانم کہ از حق است سبحانہ لیکن می بینم تا مظہر این
شقاوت کہ شدہ است۔

شنبہ بست و سوم ذی القعدہ سنہ تسع و الف

دولت زمین بوس بدست آمد سخن در احتیاط لقمہ افتاد۔ فرمودند کہ تنہا بر قلّیت لقمہ اکتفا
نباید کرد۔ باید کہ ہیزم و آب و ظروف ہم از وجہ حلال باشد و پزندۂ طعام آگاہ بحق سبحانہ و در وقتِ
خوردن از سرِ حضور و آگاہی بکار بوند کہ از لقمۂ بے احتیاط دُود سے می خیزد کہ مجاری فیض مے بندد
و ارواحِ طیبہ کہ پرتو فیض اند مقابل قلب نمی شوند۔ ہمدرین محل فرمودند کہ ضعیف دماغان را باید
کہ طعامے کہ ملائم طبع و مقوی دماغ باشد بخورند مثلاً اگر ضعیف دماغی نانِ جو غذا کند۔ البتہ یبوستی
بدماغ او راہ یابد و راہ فیض بر بندد۔ موافق این سخن فرمودند کہ یک فیض خاصی ہست کہ بدماغ میرسد

در وقتیکہ یبوستے بدماغ رفت آں فیض نمی رسد۔ لاجرم احتیاط باید کرد کہ طعامے کہ ملائم طبع نباشد نخورد و روزہ ہائے زائد برخود لازم نگیرد کہ موجبِ ضعفِ دماغ شود۔ خصوصاً اہلِ کشف را احتیاط بلیغ در تقویت دماغ باید کرد کہ اکثرے یبوست دماغ موجب غلط وکشف میشود۔ ہمدرین محل شخصے در خدمت حضرت ایشان نقل کرد کہ فلانے میگفتہ است ونام یکے از اکابرِ وقت را گرفت کہ حضرت ایشاں طالبانِ خود را از اعتقادے کہ بہ پیرانِ سابق دارند بری می فرمایند وافادہ راموقوف بآں می دارند فرمودند کہ ایں چنیں نیست لیکن چوں در بعضے از طالبان تذبذب میبایم اشارتے بیک رویہ شدن آنہامی کنم وازین باب در کتب قوم بسیار یافتہ می شود۔ چنانچہ یکی گفتہ است کہ ہر کہ یکجا ہمہ جاو ہر کہ ہمہ جا ہیچ جاو دیگرے گفتہ یک درگیر محکم گیر۔ دیگرے گفتہ توحید مطلب شرطِ راہ است وہم برین قیاس پس چوں حقیقتِ کار چنیں باشد وآنچہ حق است بآنہا نگویم آوارہ شان گزارم آنہا کہ پیشِ من می آیند برائے استفادہ می آیند نہ برائے امرے دیگر۔ بعد ازیں سخن فرمودند کہ اعتقادے کہ ما اہلِ ایں سلاسل داریم ہمانا کہ اشارت بسلسلہ چشتیہ و قادریہ وسہروردیہ کردند دیگراں کجا دارند خصوصاً عامۂ اہلِ ہند کہ اعتقاد ایں ہا نزدیک بشرک چیزے است۔ ما اہلِ این سلاسل را فانی فی اللہ می دانیم وایں مردم موثر مستقل اعتقاد می کنند۔ لختے سخن در بیان این حدیثِ قدسی اُفتاد کہ اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِیْ بِیْ فرمودند کہ بخدائے تعالیٰ نیکو گماں باید بود و بہ نفسِ خود بدگمان وخائف مشائخ را اختلاف است درین کہ غالب حال بندۂ مومن رجا باید یا خوف۔ بعضے گفتہ اند در پیری رجا و در جوانی خوف وتحقیق آنست کہ ہمیشہ رجا باید کہ غالب باشد تتمۂ حدیث اِنْ ذَکَرَنِیْ فِیْ نَفْسِہٖ ذَکَرْتُہٗ فِیْ نَفْسِیْ وَاِنْ ذَکَرَنِیْ فِیْ مَلَاءٍ ذَکَرْتُہٗ فِیْ مَلَاءٍ خَیْرٍ مِّنْہُ یعنی فی ملاء الملائکۃ فرمودند کہ خیریت ملاء در صورتے کہ ذکر بندہ مرحق را سبحانہ در ملاء آں سرور صلی اللہ علیہ وسلم باشد نہ باعتبار آنست کہ رُسُلِ ملک افضل باشد۔ از

نوٹ: صلی اللہ علیہ وسلم باشد۔ اگرچہ در کتاب لفظ (باشد) است۔ چنانچہ اینجا نوشتہ است لیکن مقتضائے کلام دلالت می کند کہ لفظ (نہ باشد) باید کہ بود۔ زیراکہ آں سرور صلی اللہ علیہ وسلم بالیقین سید الانبیاء والمرسلین افضل الخلائق اجمعین اند ہیچ ملاء از ایشاں افضل نمی تواند شد جبرئیل ومیکائیل کہ سرکردۂ ملائکِ عالی قدر اند از وزرائے حضرت ایشان اند۔ فافہم وتامل ابوالحسن زید فاروقی

رُسُل بشر و حال آنکه مذہب اہلِ تحقیق آنست کہ رسل بشر افضل است از رسل ملک بل باعتبار آنست کہ وجودِ رُوحانی آں سرور کہ در ملاء اعلیٰ است ذکر حق سبحانہ بندہ را دران ملاء باشد یا خیریت ملاء باعتبار آں باشد کہ جماعتے از فرشتگان اند کہ آں ہا مُهَيِّمن گویند و آنہا افضل اند از رسل بشر ذکر حق سبحانہ بندہ را در ان ملاء باشد۔

دو شنبہ بست و پنجم ذی القعدہ سنہ تسع و الف

سعادت زمین بوس حاصل شد سخن در ترقی بعد الموت افتاد فرمودند کہ شیخ ابن عربی رضی اللہ عنہ گفتہ است کہ اگر کسے بہ نیت صحیح و اعتقاد درست در راہِ حق سبحانہ در آید و آدابِ شریعت کما حقہ بجا آرد و اورا از اذواق و مواجید این طائفہ در حین حیات نصیبے نباشد البتہ بعد از موت احوال و اذواق این طائفہ اش بدہند حضرت ایشاں سلمہ اللہ تعالیٰ و ابقاہ پارۂ تامل کردند و فرمودند بلکہ این چنیں کس را ہم درین عالم وقت احتضار باین دولتش مشرف سازند۔ بعد ازین سخن فرمودند کہ اعتقاد درست و رعایت احکام شریعت و اخلاص و دوام توجہ بجناب حق سبحانہ بزرگ ترین دولتے ہست ہیچ ذوقے و وجدانے بہ این برابر نیست۔ این باید کہ داشتہ باشی دیگر ہیچ چیز گو مباش۔

شنبہ سلخ ذی القعدہ سنہ مذکور

بمجلسِ عالی بار یافت۔ از حاضراں شخصے سوال کرد کہ نسبتِ حضراتِ خواجگان قدس اللہ اسرارہم خود قدیم است چیزے کہ حضرت خواجہ نقشبند قدس اللہ سرہ الحاق کردہ باشند۔ کدام است کہ این سلسلہ بہ نقشبندیہ مشہور شد۔ فرمودند بعضے تعلیمات و کیفیات الحاق کردہ اند چنانچہ حضرت خواجہ احرار قدس اللہ سرہ العزیز نوشتہ اند کہ خاتم این نسبت بوجہ کمال ایشان بودند و خاتم آنست کہ بعد اتمام ختم میکند و خود ہم فرمودہ اند کہ من اختیار طریقہ کردم کہ البتہ موصل باشد۔ و آں طریقہ محبت و انجذاب است۔ بطریق مخصوص کہ درین طریقہ معمول است بعد ازین سخن فرمودند

که طریقهٔ انجذاب ومحبت البته موصل است واو را روئے جز بسوئے ذات نیست بخلاف طرق دیگر
که روئے بجانب انوار نیز دارند۔ لاجرم بعضے بہمان انوار باز می مانند واین انجذاب ومحبت در جمیع
این سلسلهٔ عالیه تربیت ہمان انجذاب می کنند۔ می فرمودند که رویت بالبصر موعود است۔ در حشر ازینجا
فہمیده می شود که رویت بالقلب درین نشأة باشد وتحقیق آنست که رویت بالقلب نیز چنانچه
رویت بالبصر موعود است چه رویت انکشاف تام است وتا روح متعلق این بدن است انکشاف
تام صورت نمی بندد۔ ہرچند بے تعلق گردد لا اقلّ علاقهٔ حیات باقی خواہد ماند اگرچند بصرافت اصلی نماند
تعلقے مائی خود باقی است۔ لختے سخن در وحدتِ وجود واختلاف شیخ علاؤ الدوله سمنانی با شیخ
محی الدین عربی رضی الله عنهما افتاد بر لفظ مبارک راندند که نزاع این دو عزیز را که در اطلاق حق
دارند۔ فضلائے که بہر دو ایشان معتقد بودند لفظی داشته اند وچنین تحریر کرده اند که شیخ محی الدین
وجود حق را سبحانه مطلق گفته است وشیخ علاؤ الدوله ازین اطلاق مطلق بشرط لاشئے فہمیده طعن وتخطیه
کرده است۔ امّا مرادِ شیخ این نیست۔ بل مرادِ شیخ ازین اطلاق مطلق لَا بِشَرطِ شئے است ومعتقد
شیخ علاؤ الدوله ہم ہمین است پس نزاع در لفظ است نه در معنے۔ ہم درین محل فرمودند رفع نزاع
نمی شود تا آنکه شیخ علاؤ الدوله قائل نشود که موجودات خارجی جز در علم وجودی ندارند وصورِ علمیه اعتبارات او
شیونات ذات است۔ روزے میاں شیخ احمد سرہندی را که از اجلهٔ اصحاب حضرت ایشانند،
بسرہند رخصت میکردند ایشاں را مخاطب ساخته در اخفائے نسبت فرمودند که بعد از نماز بامداد تا
اشراق بر مصلا بنشینید۔ اما حلقه نکنید وبعد ازاں از علومِ دینی دو درس بگوئید لیکن وقت طالب علمی
درمیان نباشد واکثر اوقات تصحیح کتب ومطالعه در پیش داشته باشید واگر سخن گوئید بطور علما گوئید نه
بطور صوفیه واگر احیاناً بطور صوفیه گفته شود باغلاقے بگوئید که جز مخاطب دیگرے نه فہمد واز انجا چیزے
فرا نگیرد که موجبِ ذلت او گردد ومجلس سکوت را منحصر درمیان تہجد وبامداد دارید۔ ہم درین محل فرمودند
که راه افاده واستفاده جنسیت ومناسبت است نه خوارق وتصرفات مستفید بقدر مناسبتے که بمفید
دارد معتقد کمال او می شود واستفاده میکند وبقدر جنسیّت خوارق وتصرفات او مشاہده میکند۔
بقدر جنسیّت بداں می گردد مثلاً اگر بر کسے اعتقاد عرفان دارد یا کسی را محبِّ حق سبحانه میداند۔ البته
نشأة عرفانی در باطن او پرتوے از نسبت جمی در استعدادش ہست۔ اگر ظاہر نباشد پوشیده خواہد بود

ہم برین قیاس از اوصافِ ذمیمہ چنانچہ بُت پرست مثلاً بمقدار مناسبتے کہ دل او را بان سنگ ہست کمالاتِ آن سنگ رامی و ریابد و جذب منافع از راہِ جنسیّت ازاں سنگ میکند و تا جنسیت و مناست بینہمانہ باشد۔ راہ افادہ و استفادہ مسدود است۔ چنانچہ آں سرورِ صلی اللہ علیہ وسلم چنداں تصرّفات در کارِ ابوطالب کردند و معجزات نمودند۔ باوجود آنکہ از ابتداءِ طفولیت خوارق و معجزات آں سرورِ صلی اللہ علیہ وسلّم را دیدہ بود۔ اما چوُں مناسبت مفقود بود فائدہ نداشت۔ چنانچہ کلام مجید بداں ناطق است اِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِي مَنْ يَّشَآءُ و مولوی رُومی فرماید ؎

موُجبِ ایماں نباشد مُعجزات ــــ بُوئے جنسیّت کند جذبِ صفات

معجزات از بہرِ قہرِ دُشمن است ــــ بُوئے جنسیّت پئے دِل بُردن است

جمعہ سیزدہم ذی الحجہ سنہ مذکور

سعادت حضور بدست آمد۔ چوُں ایں فقیر را دیدند تبسّم کناں فرمودند کہ برائے سخن شنیدن آمدہ۔ ہم دریں محل از حاضران شخصے را مخاطب ساختہ فرمودند کہ ابوعبداللہ مروزی ہر جا سخن مشائخ می شنید۔ بہ یکے می گفت کہ این را برائے من بنویس۔ چنانچہ از سخناں ایں طائفہ مجلدی جمع کردہ بود و باخود میداشت۔ روزے برلبِ آبے طہارت می کرد۔ ناگاہ آں مجلد در آب افتاد۔ وے گوید کہ من ازیں معنے سخت متالم شدم و دریں تالم و تاسف می بودم کہ شبے سہل عبداللہ تستری را بخواب دیدم کہ بمن گفت کہ عمل بمقتضائے سخنان ایشاں باید کرد۔ نوشتن ہیچ نیست زمانے بریں بگذشت کہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم در آں خواب ظاہر شدند و بمن خطاب کردہ فرمودند کہ بایں صدیق یعنی سہل تستری بگوئے کہ سخنانِ ایشاں نوشتن اثرِ محبت ایشان است و محبتِ ایشان عین مقصود۔ لختے سخن در سماع و نغمہ افتاد شخصے ایں مصراع خواند کہ شیخ سعدی شیرازی قدس سرہ گفتہ۔ مصرعہ

کہ این حظِ نفس است و آں قوتِ رُوح

یعنی دیدنِ حُسن حظِّ نفس و سماعِ نغمہ قوتِ رُوح فرمودند کہ ہر دو از یک عالم است اگر حظِّ نفس است یا قوتِ رُوح در ہر دو مندرج است در فہم قاصر راقم عفی اللہ چناں میرسد کہ گرفتارِ نفس را از ہر دو حظِ نفس حاصل است و رہائی یافتہ از قیدِ نفس را از ہر دو قوتِ رُوح نزد جماعتے کہ سماعِ نغمہ را سماع گفتہ اند

دوشنبہ شانزدہم ذی الحجہ سنہ مذکور

مجلسِ عالی باریافت۔ شخصے بہ یکے دعوائی داشت ظاہراً از ننگ بحضور قاضی نمی رفت فرمودند کہ قاضی نائبِ شرع است ہر گاہ مناقشہ درمیان آید و ایں کس تابعِ شرع است او را ناگزیر پیشِ قاضی باید رفت مناسب ایں معنے حکایت کردند کہ در عہد حضرت امیر المومنین عُمر رضی اللہ عنہ شخصے بحضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ دعوے داشت۔ طرفین بحضور حضرت عُمر رضی اللہ عنہ آمدند۔ حضرت عمر بحضرت علی رضی اللہ عنہما گفتند یا ابا الحسن بخصم برابر بنشین تا قضیّہ شمایان بشنوم۔ حضرت امیر المومنین علی را کرم اللہ وجہہ ایں سخن گراں آمد گفتند کہ تو بکنیتم خواندی من دعوی خود را پیشِ تو تقریر نمی کنم۔ بایستی گفت یا علی بخصم برابر بنشین تا شانِ من لاحق نمی شد و برابری محقق می گشت۔ ہم دریں محل فرمودند کہ بحضور حضرت مخدوم مولنا خواجگی قدس سرہ در امکنہ دو کس درمیان ہم دعویٰ داشتند و ایشاں برآں واقف بودند۔ چوں بقاضی رجوع کردند۔ قاضی از ایشاں شہادت طلبید۔ ایشاں بطرفے کہ حق بُود شہادت نوشتند طرف دیگر گفتند کہ تا ایشاں سوگند نخورند ما ایں شہادت را قبول نمی کنیم۔ ایشاں فرمودند سوگند براستی خوردن مشروع است و در امرِ مشروع چرا توقف روا خواہم داشت۔

دوشنبہ ہفتدہم شہر ذی الحجہ سنہ ہزار و نُہ

مجلسِ عالی باریافت۔ ایں فقیر را مخاطب ساختہ فرمودند ہر گاہ شما را می بینم بخاطر میرسد

کہ برائے سخن شنیدن آمدہ اید ہیچ کار می کنید۔ چیزے نیست سعی بکنید کہ کار پیش رود۔ تا از شما این نوع سخنان صادر شود۔ ماخود بصحبت کسے نبودیم۔ این سخنان از کہ شنیدیم۔ ہم درین محل سخن از طریقِ سلف رضی اللہ عنہم رفت۔ بر لفظ مبارک راندند کہ طریق سلف آں بود کہ اوّل بہ تزکیۂ نفس و تحصیلِ مقامات مشغول می شدند۔ چوں موانع قربِ الٰہی کہ خواطر و ہواجس است بہ تزکیہ برطرف می شد۔ بقدرِ تزکیہ نورِ ایمانی قوت می یافت تا بجائے می رسیدند کہ جز حق سبحانہٗ پیش بصیرتِ ایشاں نمی ماند و جمیع افعال و اوصاف را ازو می دیدند و صور و اجسام در رنگ سرابے می نمود۔ مظاہر را مخلوق و معدوم می یافتند و توحید صوری بعضہا را بعد از فرود آمدن حاصل می شد و بعضہا را نہ۔ فرمودند کہ طریقۂ نقشبندیہ قدس اللہ اسرارہم ہماں طریقۂ سلف است لیکن ابتدا بہ تحصیلِ مقامات مقید نمی شوند و آنہارا کہ از راہ توحید صوری می روند خطر بسیار است ہم درین محل فرمودند۔ می تواند کہ شخصے بحضرتِ حق سبحانہ اقرب باشد یعنی استہلاک و اضمحلال داشتہ باشد و اکرم نباشد۔ چنانچہ شخصے باشد کہ تحصیلِ مقامات کردہ است و نتیجۂ مقامات را کہ استہلاک و اضمحلال است دریں عالم نیافتہ این اکرم است نزدِ حق سبحانہ و کریمہ اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ ناطق باین است لختے سخن در ولایت و ولایت بالکسر الواو و فتحہا رفت۔ فرمودند کہ وَلایت بالفتح قربِ بندہ را گویند کہ بحق سبحانہٗ دارد و بالکسر آں معنی را کہ موجبِ قبول خلق می شود و اہلِ عالم بداں میگروند۔ ایں بکونیات تعلق دارد و خوارق و تصرفات داخلِ قسمِ ثانی است۔ شخصے از حاضران سوال کرد کہ برکاتے کہ بمستعدان میرسد اثر کدام قسم است ازیں قسم۔ فرمودند کہ از ولایت بالفتح است۔ بعد ازین سخن سرِ استفادہ بیان فرمودند کہ ہرگاہ آئینہ طالب مجازی آئینۂ مرشد می شود۔ ہرچہ در آں آئینہ است بقدر مناسبت پر توے اندازد ہم درین محل فرمودند کہ می تواند بود کہ شخصے را از ہر دو خطے وافر نصیب باشد و شخصے را یکی حاصل باشد و آں دیگر نباشد۔ یا یکے بیشتر باشد و آن دیگر کمتر و مشائخ نقشبندیہ رضوان اللہ علیہم اجمعین وَلایت ایشان بر وِلایت بالکسر ہمیشہ غالب بودہ است۔ ہم درین محل فرمودند کہ اگر مقتدائے ازین عالم انتقال می کند وِلایت بکسر واو را بہ یکے از مخلصان خود می گزارد و وَلایت بالفتح را باخود می برد و گاہے بحکم رَتّبتی وِلایت بالکسر را از ولی باز می ستانند۔ چنانچہ

شیخ ابن الفارض می نویسد کہ پیر بقالے بود چوں وقتِ فوتش رسید بمن وصیت کرد کہ بعد از مردنِ من جنازہ مرا بر فلاں کوہ نہادہ منتظر باشی کہ شخصے خواہد آمد و بر من نماز گزارد با و اقتدا کن ہمچناں کردم۔ شخصے از بالائے آں کوہ در رنگ مُرغے بسرعت فرود آمد کہ او را مردم در بازارہا سیلے میزدند و از پیش دوکان ہائے خود می راندند۔ او بر جنازہ اش شروع در نماز کرد حالانکہ مرغانِ سبز و سفید از زمین تا آسمان پر بستہ بودند و تسبیح می گفتند۔ چون از نماز فارغ شدیم مُرغے سبز عظیم الخلقت بیامد و جنازہ آں بقال را فرو برد و بہوا اندر شد و از نظر پوشیدہ گشت۔ من از مشاہدۂ ایں حال سخت متعجب شدم۔ آں مرد گفت چہ جائے تعجب است نشنیدۂ کہ ارواحِ شہداء در جوف طیر خضر می باشد و بجانب آں بقال اشارت کرد کہ او از ایں طائفہ است و من ہم ازیں طائفہ بودم اما موجب زلتی کہ از من بوقوع آمد مرا ازاں مقام برآوردہ اند و قبول خلق را از من باز گرفتہ می فرمودند کہ معاملہ برزخ و حشر خوش معاملہ دور و درازے است پارۂ تامّل کردہ فرمودند سعادتے برابر بہ ایں نیست کہ کسی را اُنسے بحضرتِ حق سُبحانہ حاصل شود۔ بعد ازاں کہ دوام اُنس حاصل شد ہیچ انتظارے نمی باشد۔ ایضاً می فرمودند سُبحان اللّٰہ آدمی مامور باخلاص و محبت است و خاصیتِ محبت سوختن غیر خود است۔ با ایں ہمہ چندیں تکالیفِ شرعیہ برو نہادہ اند۔ ہم درین محل سخن در علو شان مرتبۂ بندگی و رُتبۂ اہلِ انقیاد و خاصیتِ عبُودیّت و انقیاد و ضعف نفوسِ انسانی افتاد و بنوعی ادا فرمودند کہ تفاصیل آں بہ یاد ناقل نماند۔ ایضاً میفرمودند وجُودِ آدمی ہفت طبقہ است از رُوح و قلب و سِر وغیرہا و ہر علمے کہ طبقۂ اوّل را حاصل شد ہر یک از طبقۂ ثانی و ثالث تا طبقۂ ہفتم بر خود مے بندد و لہذا تعدد باین مراتب در نظر عامہ مخفی است و علم ہر یک را جُدا نمی توانند کرد و بر اہلِ کمال آں مراتب واضح و ممیز است و علمِ ہر مرتبہ را جُدا جُدا می دانند۔ ہم درین محل فرمودند کار بائد کرد خواہ مراتب بتفصیل معلوم شود یا نہ۔

روزے حضرت ایشان در مسجد جماعت گریستند و گریہ در غیر خلوت از آنحضرت کم بظہور می رسید۔ عزیزے از مستفیدان حاضر بود متعجب شدہ از قرب نسبت و عزتے کہ داشت سِرّ ایں گریہ پُرسید فرمودند کہ در نماز رُوح عروجے کرد کہ نہایت برسد ایں معنی میسرش نہ شد باز گشت و در بدن آمدہ چرخے زد ظاہر ادرین صُورت گریہ بجہت دریافت بے نہایتی مطلب یا سِرّے دیگر باشد کہ دراد راکِ نویسندہ نمی آید و این بیت اکثر می خواندند ؎

چہ تواں کرد کہ دیوارِ غمم اُفتاد بلند   ایں بنائے است کہ آں خانہ برانداز نہاد

یک شنبہ بستم ماہِ شوال سنہ عشر والف

درسلک باریافتگاں حضرت عالی درآمد سخن دراہل اللہ رفت۔ فرمودند کہ اہل اللہ سہ فرقہ اند۔ عُبّاد[۱] وصُوفیہ[۲] وملامتیہ[۳]۔ اما عبّاد جماعتے اند کہ بصورتِ عبادت اکتفا کردہ اند وبعد از فرائض وسُنن بنوافل عبادات وخیرات قیام دارند حتّٰی کہ چیزے از خیرات خواہند کہ فرو نگذارند واز اذواق ومواجید صوفیہ بہرہ مند نباشند وہرکہ از عباد باذواق ومواجید صوفیہ بہرہ مند شد داخل صوفیہ گشت واز مرتبۂ خود برآمد وصوفیہ فرقہ باشند کہ بمواجید واذواق بہرہ مند ند وخوارق وکراماتِ خود را از نظرِ خلق نمی پوشند نظرِ ایشان درجمیع امور برحق است سُبحانہ وخلق را ظہورِ حق می دانند ودریں فرقہ بالجملہ رعونتے وعنوانے ماندہ است وملامتیہ طائفہ اند کہ درکسوتِ عوام اند واز عوام ہیچ تمیزے ندارند واقتصار درظاہر بر فرائض وسُنن مؤکدہ کردہ اند۔ دررعایت معنی اخلاص می کوشند وخود را باظہار خوارق عَلَم نمی سازند وظاہر نمی کنند اتباع دریں امر بحضرت حق سُبحانہ کردہ اند۔ چوں دانستہ اند کہ ایں نشار محل ظہور نیست وحضرتِ حق سبحانہ خود را از نظرِ عامہ پوشیدہ است۔ ایشاں نیز خود را از نظرِ خلق می پوشند ولہذا اکثرے از مردم آنہا را مثل خود خیال می کنند وایں جماعت بالکلیہ از رعونت رُستہ اند ورعونتے درینہا نماندہ وبہ نہایت مقامِ عبودیت رسیدہ اند وشیخ ابن عربی رضی اللہ عنہ سرِایں جماعت حضرتِ رسالت را صلی اللہ علیہ وسلّم داشتہ واز اصحاب حضرت صدّیقؓ اکبر وسلمانؓ فارسی را واز مشائخ بایزیدؒ بُسطامی وابوسعیدؒ خراز وابوالمسعودؒ وخودش را اما از دیگراں ساکت است نفی آنہا نکردہ ودروش شیخ آنست کہ ہرچہ درکشفش دروقتِ مخصوص آمدہ می نویسد وفرقہ از ملامتیہ کہ خود را بہ خلق بعنوان ملامت ظاہر کنند وتکیہ بشریعت کردہ بعضے چیزہا را کہ نظر بظاہر ممنوع است پیشِ مردم مرتکب شوند مثل آنکہ درسفر روزۂ رمضان را درباز ار بخورند تا درنظرِ خلق بے اعتبار باشند۔ آنہا در رتبہ مرتبہ فرودِ صوفیہ اند وخلق از نظر آنہا ساقط نشدہ است۔ لختے سخن درنغمہ رفت۔ فرمودند کہ فقہا آنرا مکروہ میدارند وبعضے مشائخ آنرا مباح داشتہ اما مبتدی را اہلِ آن نمیدانند وآں ہائے کہ

کہ بسماع نغمہ قائل اند۔ حکمت دریں آنست کہ در وقتِ استماعِ نغمہ طبیعت ساکن و بر جائے خود می باشد۔ لاجرم رُوح در ادراکِ معانی بیشتر می رسد محبوب آنہا معانی است و نغمہ را مثلِ زیور آں می دانند و اِلّا بہ نفسِ نغمہ مبتلا نیستند و در ملفوظات حضرت شیخ نظام الدین اولیاء مسطور است کہ از شرائطِ استماعِ نغمہ یکے آنست کہ بر مستمع محبتِ حق سبحانہٗ غالب باید۔ ہم دریں محل بندہ درگاہ عرضہ داشت کہ محبِّ حق سبحانہٗ را چہ علامت است۔ فرمودند اتّباعِ تمام آں سرور علیہ افضل الصلوات واکمل التحیّات عرضہ کردہ شد کہ می تواند کہ صاحبِ اتّباع را مطلب بہشت یا رُستن از عذابِ دوزخ باشد۔ فرمودند ایں چنیں کس صاحبِ اتباعِ تام نیست و او را از اہل اللہ نمی تواں شمرد۔ اتباعِ ظاہر ظاہر است و اتباعِ باطن آنکہ در باطنش جز حق سبحانہ مطلبے نباشد۔

جمعہ نوزدہم شہر ربیع الاوّل سنہ عشر و الف

دولت زمیں بوس رُوئے داد سخن در فضائل صحابہ رضوان اللہ علیہم افتاد۔ بر لفظ مبارک راندند۔ کہ صحابہ کرام ہر چہار علی الترتیب اقطاب مطلق بودند و علّت در آنکہ فضائل از حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ بیشتر منتشر شد آنست کہ در زمان خلافتِ بنو امیہ خوارج بسیار شدند سلف محتاج بیشتر فضائل اہل بیت شدند۔ ازیں جہت فضائلِ ایشان بیشتر در کتب ماند۔ لختے سخن در تصرّف و خوارق افتاد۔ فرمودند کہ خوارق در زمانِ اصحاب ایں قدر نبود کہ بعد ازیں پیدا شد۔ چہ لازم نہایت کمال آن است کہ از دست منتہی تصرّف نمی آید مگر بحکمِ الٰہی و لہٰذا از پیغامبران بنحو است آں ہا ظاہر می شد و از بعضے ہا بمقتضائے وقت کہ کفّار بانکار بر میخاستند معجزہ بہ ظہور میرسید بے تصرّف و خواہش ہم دریں محل سخن در انکارِ مشائخ رفت۔ فرمودند کہ اولیاء از کبار محفوظ نیستند۔ اگر از ایشاں چیزے ازیں باب ظاہر شود۔ احوالِ ایشاں را حکم بر بطلان کردن جہالت است۔ ملاحظہ باید کرد کہ منزلِ ایشاں کہ دائم یا اکثر در آنند کدام است۔ دریں میان احیاناً اگر بحکمِ بشریت چیزے صادر شود ایشاں را دران معذور باید داشت۔ ہم دریں محل فرمودند کہ اکثر مشائخ را در حین حیات مردم زندیق گفتہ اند۔ چنانچہ ذوالنّون مصری را اما ذوالنّون را بعد از موت قبول پیدا آمد چہ از دنیا منزّہ بود۔ اگر

در دنیا مے بودیعنی بادشاہ یا وزیر بادشاہے ہیچ کس باوجود آں انکار کہ درحین حیاتش می کردند
قبول نمی کرد و بعد از موت ہم از طعن مردم خلاص نمی شد و ایں ہمہ اختلاف کہ در اصحاب ماندہ علتش
ہماں است کہ بجہت منصبِ خلافت در دنیا بودند و الّا چندے از اصحاب کہ کوہ ہا گرفتہ بودند و
بوضع فقیر زندگانی کردہ اند ہیچ کس از آنہا سخن نمی گوید و سخن از اصحاب گفتن داخلِ دین و ایمان
ہم نیست۔ بسیارے از مومناں باشند کہ بجز خدا و رسول را نمی دانند و در ایمان آں ہیچ شبہ نہ۔

جمعہ دوم جمادی الاولیٰ سنہ مذکور

بمجلسِ عالی باریافت محررِ سطور بحکم بعضے ضروراتِ شرعیہ استرخاص سفر کرد۔ پرسیدند کجا
میروی نظر بہ بازماندگی و پست ہمتی خود کہ از دولت قرب دوری میگزیدم و از مجالس اُنس جدائے
می جستم بلب ادب و زبان حسرت عرضہ کردہ شد کہ دربلا۔ انواع شفقت و مہربانی فرمودند و کلمہ
چند بیکے از اہلِ دنیا کہ در اقران خود بخوب کرداری موصوف بُود در سفارش ایں ہرزہ گرد وادی
ندامت نوشتند۔ مدتے در بعد مکانی و مہاجرت صوری آں دولتِ صوری و معنوی باقسام محنت و
ندامت بسر بردم۔ دریں مدت عرائض عبودیت آمیز و احوالِ دل بلا استیز خود مرقوم قلم نیازمندی
رقم می ساختم و بنظرِ حاضران مجلس گرامی می مداند و بمطالعہ باریافتگاں حضرت عالی شرف می یافت
روزے عنائت نامہ بندگان حضرت مخدومی حاجی شیخ عبدالحق کہ بامضامین حقائق آمیز و کلماتِ
نصائح انگیز نسخہ سعادت را عنوانے بود رسید۔ بر ظہر آں مکتوب کلمہ چند از آثار کلک بدائع نگار حضرتِ
ایشاں بنظرِ تعطش اثر در آمد و حالتے بخشید کہ از حوصلہ کاغذ و قلم بیرون است۔ مجملے از ذوق آں دریں
مصراع یافتہ میشود مصراع نہادم۔

رُوئے بر رُوئے وے و از خویشتن رفتم

و آں کلماتِ حقائق آیات این است۔

اَللّٰہُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یُخْرِجُھُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ۔ ہرچہ نوشتنی بود
در صحیفہ بندگانِ مخدومی مندرج است۔ زیادہ چہ نویسم بارے فرصت و فوت بلکہ وقت و نفس را غنیمت

شمرده بمقتضائے آن زندگانی می بایدکرد - دریغ کہ این عاجز گرفتار راقوتِ کار نماندہ و گر نہ بتوفیق اللہ درین دوروزہ عمرِ دیوانہ وار ماتم بازماندگی خود میداشت و زندگانی فدائے این راہ می کرد - حق تعالیٰ درین اُفتادگی نیز دروے و آشوبے کرامت فرماید کہ کارِ دوجہان خود را در قبضۂ اقتدارِ او نہادہ از مجموع گرفتاری ہا فراغے بیابم آمین یارب العالمین - امید ازاں برادر آنست کہ روئے برخاک بنہد و از برائے حصول این آرزوئے فقیر از خدا بخواہد کہ دُعَاءُ الْغَائِبِ لِلْغَائِبِ اَسْرَعُ اِجَابَةً آمدہ است والدعا بر دیدوراں حقائق واہلِ مذاق این طائفہ روشن و پیداست کہ چہ قدر فنا و تعطش وانخفاء و بے تعلقی و مجردوی واسقاط وجود و رضامندی این کلمات مفہوم میشود ۔ آشنا داند کہ این بیگانہ نیست .

شنبہ یکم صفر سنہ اثنے عشر و الف

سعادت حضور مشرف شد بر لفظ مبارک راندند کہ تاکجا رفتی و چوں بودی و چہ آوردی - جواب این کلمات اگرچہ بزبان قال چنیں بود کہ تا بسر حد ضلالت رفتم و در تفرقہ بودم و ندامت آوردم اما از ہیبت آن مقام بزبانِ حال ندامت منوال اکتفا رفت و جز خاموشی جوابے دیگر دلپذیر روئے ندادو مع ذالک در حضور آں بینای خفایا و دانائے ضمائر زبانِ حال را گویا تر از لسان قال دانستہ تحصیل حاصل نہ کردم از نظارۂ آں جمال و مطالعۂ شکستہ زنگی و اضمحلال و انعکاس اشعہ الوارادات کہ بر آئینہ پیشانی آں مظہرِ اسمأ وصفات می تافت دیدہ ہوشمندی را خیرگی دستور شد و گریہ شادمانی در جوشش آمد - خود را از حضورِ عالی بگوشہ کشیدم و سیلاب دیدۂ مفارقت دیدہ را سر دادم - بحدے کہ اگر یاران بمنع و زجر باز نمی داشتند بساحل صبر آشنا شدن دور می نمود ۔

گر کام دل بگریہ میسّر شود ز دوست　　صد سال می تواں بہ تمنّا گریستن

للہ الحمد والمنۃ کہ آں گریہ قدری از زنگ غفلت را کہ بر آئینہ استعداد این گرفتار مضیق تعلقات کہ در ایامِ مہاجرت نشستہ بود یک نوع شست و شوی داد و تیرگی صحبت اضداد و غبار ہم نشینی این دیو خرو فریب کہ عبارت از نفسِ امّارہ است - چوں قدرے فرو نشست خاطر نگران مجالست

صوری و استماع سخناں گرانمایہ شد۔ امّا ازاں جاکہ حضرت ایشاں باشاراتِ غیبہ دریافتہ بُودند کہ در بر
رُخِ خلق بستہ میبایند بود چہ جائے ایں فقیر کہ اکثرے از مخلصان خواہاں ایں معنی بودند کہ بدستور
سابق در آں حضرت تنگ بار گنجائش میداشتہ باشند صورت نمی بست لاجرم از کلماتِ حقائق آیات
بیواسطہ کم استماع افتاد و بعضے ازاں اشارات غیبہ کہ باعث وضع و تجرد و مقتضی کم توجہی بامر ارشاد
و عدم پرسش احوال مترشدان شد این است کہ بنقلِ صحیح و روایاتِ ثقات مسطور مے گردد۔ حضرت
ایشاں واقعہ نسبت بخود دیدند کہ آخر آں ایں عبارت بود فَبَقِیْتَ وَحِیْدًا طَرِیْدًا فَرِیْدًا
و ہم چنیں از وقائع دیگر روشن شد کہ منتسبان خود را بہر جائے و بہر وضعے مقرر باید فرمود از روئے شفقت
بتاکید فرمودند کہ چوں فرمان و مرضی در ترک مشیخت است یاراں مارا متصدی تربیت خود ندانند و ہر جا
خواہند در طلب مقصود پویند مگر سہ چہار نفر کہ دریں تکلیف داخل نبودند۔ ازیں معنی چوں دلہائے امیدواران
بغایت شکستہ شد ازانجا کہ وسعت کرم و مہربانی حضرت ایشاں بود فرمودند کہ امر نمی کنم کہ البتہ بروند مقصود
ازیں گفتن ابرائے ذمۂ خود است چہ بعضے ترک تدریس و بعضے ترک تحصیل و بعضے ترک روزگار کردہ
کردہ بمحنت و شدائد فقر قرار دادہ بودند و در ایام ترک تصرف بہ یکی از مخلصان توجہے فرمودہ بودند۔
آخر ظاہر شد کہ مرضی اللہ نبودہ است متفکر شدند کہ مبادا ایں معنی از راہِ لطفِ الٰہی نباشد۔ بعد از دو سہ
روز چوں محقق شد کہ سرہا و عنایات دراں مندرج بود ازاں تفکر بر آمدند و در جمیع جزئیات از خوردن و
پوشیدن قولاً و فعلاً ہمچوں برگ گلے کہ بر رہگذر باشد از خلاف مرضی لرزاں و بر جادۂ رضا و تسلیم ہمچو کوہ مستقیم
مے بُودند و ایں معنی در قرب ایام رحلت قوی تر شدہ بود و پیش از ارتحال بچند گاہ فرمودند کہ چناں دیدہ شد
کہ کس کلانے از سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ فوت خواہد شد۔ بعد ازیں واقعہ بخاطر شریف رسید کہ جائے در
نواحی شہر دہلی باید اختیار کرد و ترک اختلاط خلق نمود چوں عمر رسید ہمانجا مدفون شد۔ دریں باب بعضے از
مخلصان را استخارہ ہا فرمودند۔ چوں اجازت بر انصرام آں ارادہ فہم نشد ترک آں ارادہ فرمودند۔ و
ازیں صریح تر واقعہ دیدند کہ مضمونش ایں بود کہ برای غرضی کہ شمارا آوردہ بودند تمام شد الحال سفر
باید کرد و نزدیک ایام ارتحال فرمودند کہ طرفہ خوابے دیدہ شد۔ می گویند کہ قطبِ زمان مرد دریں حین
من قصیدہ غرّ البغایت خوبی در مرثیہ خود می خوانم و تعریفات عالی دراں مندرج است۔ ہم دریں
محل یا وقت دیگر بہ یکے از محرمان بتقریبی فرمودند کہ قطبِ زمان دیگر است امّا بعضے از صفاتِ کاملہ

ندارد و ما بصفات ممد اویئم۔ الحق صفات حضرت ایشاں باتفاق ہمہ آشنایان خصوصاً یارانے کہ اکثر در ملازمت عالی بودند و در ایام سابق مطالعہ آں نسخہ کمالات کردہ بہ نہایتی رسیدہ بود کہ بالاتر ازان دریں وقت از کسی متصور نباشد ۔

بود آئینہ کہ عکس خورشید وجود جاوید درو بصورتِ اصل نمود

عزیزے در ایام کم توجہی ہائے حضرتِ ایشاں بامر ارشاد پرسیدہ کہ باعث بر اختیار ایں وضع تجرد چیست ۔ فرمودند مارا مقامے می نمایند۔ چندگاہی انتظار رسیدن بہ آں مقام است۔ بعد ازاں فوائد بیاران بیشتر خواہد رسید و الحال ہم آنانکہ بما متوجہ اند حضور و غیبت ما نسبت بایشاں یکسان است بکار خود باشند۔ غیبت و عدم پرسش ما منافی ترقیات ایشاں نیست لیکن آنکہ ما شیخ و مرشد باشیم و باختیار ما شود از میان برخاستہ است ۔ باز آں عزیز پرسید کہ لوازم و آثار آں چیست و وقت رسیدن بآں چند فرمودند۔ وقت آں بعد ازانکہ عمر ما بہ چہل سال برسد و لوازم آنکہ ہر کہ ببیند سجدہ کند۔ چون سن شریف حضرت ایشاں بہ چہل رسید رخت اقامت ازیں سرائے فانی بستند و بدار الملک باقی خرامش فرمودند ۔

دریں حدیقہ بہار و خزاں ہم آغوش است زمانہ جام بدست و جنازہ بر دوش است

برغم بعضے از مخلصان تعبیر ایں واقعہ سخن حضرت ایشان است کہ قریب بایامِ رحلت می فرمودند کہ دریں ایام مارا از جمیع سلاسل رخصت ہا شد و ہر کس از مسلماناں ہر جا باشد بارشادات کریمہ لِلّٰہِ یَسْجُدُ مَن فی السّمٰوات والارضِ طَوعاً وَّ کَرھاً از ما فائدہ بہ وے میرسد خواہ داند یا نداند واللہ اعلم

بتاریخ پانزدہم شہر جمادی الآخرہ سنہ ۱۰۱۲ ہجری

باوجود بیماری ہائے مزمنہ دیرینہ کہ نظر بظاہر صحیح می نمودند۔ تپے نیز لاحق شد و ایں مرض آخر بود ہم دریں مرض می فرمودند کہ حضرت خواجہ احرار قدس سرہ بخواب آمدند و عنایت بسیار فرمودند و در آخر امر کردند کہ پیراہن بپوشید۔ ایں واقعہ را فرمودہ تبسّم کردند و فرمودند

اگر زندہ ماندیم ہمچنیں بکنیم والا کفن ہم پیراہنی است وقبل ایں مرض روزے بیکے از ازواج طاہرات فرمودند کہ چوں عمرِ من چہل سال برسد مرا واقعۂ عظیم پیش آید و برائے تفہیم وے نزدیک بطریق طیبت آمدہ کف دست خود را نمودند و فرمودند کہ ایں خطے کہ در دستِ من است علامت آنست اہلِ خانہ باستماع ایں خبر بنیاد وحشت و حشتی کردند۔

فرمودند کہ چہل سال اندک نیست کسی تا چہل سال زندگانی بکند کم است۔ باز برائے تسلی خاطر آں مردم فرمودند کہ آں خط را وصل ہم کردہ اند و عادت شریف حضرت ایشاں آں بود کہ ہر گاہ سخنے از عالم کشف یا خارق عادت می فرمودند بخود نسبت نمی کردند البتہ حوالہ بچیزے می فرمودند۔ چنانچہ در فصل آخر مثال ہا نمودہ آید۔ انشاء اللہ تعالیٰ وقبل ازیں مرض بیک ہفتہ صریح تر ازیں از انتقال خود خبر دادہ بودند و آنچناں بود کہ ولی نعمت ظاہر کہ در عالمِ اسباب حق سبحانہ مفاتیح ارزاق جمعے کثیر از بندہ ہائے خود را بدست وے دادہ و اورا لحسب و نسب از سیادت و سخاوت بہرہ مند گردانیدہ لَا زَالَ فِي الْعِزِّ وَالْمَجْدِ كَاسْمِهٖ فَرِيْدٌ اطلب حضور جماعتے کردہ بود و داعی نیز داخل آں جماعت است۔ عزیزے از قبل محرر عرضہ کرد کہ اورا العلت مطالبہ بہ لشکر باید رفت فرمودند۔ چند روز جائے نرود کہ آخر ہائے بازار ماست و ظاہر اکار ما باخر رسیدہ است و از ما امیدوار منافع باشد و ایں منع باوجود آں قدر بے توجہی درباب مسترشداں داشتند خالی از غرابتے نہ بود۔

شنبہ ہفدہم جمادی الاخرہ ۱۰۱۲ھ

بطفیل صحبت حضرت مخدومی ملاذی حاجی شیخ عبدالحق سلمہم اللہ مجلس عالی بار یافت۔ فرمودند کہ شب گذشتہ اوضاع بدن بغایت برہم زدہ شد و حالتِ نزع بظہور رسید و تا نیم شب ایں چنیں بود۔ امابعنایت آخر آرامے حاصل شد۔ اگر مردن عبارت ازیں است چہ نعمتی بودہ است کہ از اں حال بر آمدن خوش نمی آمد و ہم دریں بیماری وصیتے کہ کردند ایں بود کہ در ملکیت یک دو کتاب شبہ گونہ بود۔ فرمودند کہ آنہا را بصاحب شان بفرستند۔ ہر چند بہ ہبہ شرعی آنہا مقبوض و مملوک بودند و میراثی کہ از حضرت ایشاں ماند از نقود یک روپیہ و از اجناس چند کتاب و اسپے و فرشی

وطریقہ کہ در مسترشدان معمول است ے

گر جان من اندر سر و کار تو شود	مہر تو بمیراث وہم خویشاں را

شام پنجشنبہ بست و سوم ماہِ مذکور

خیلگی صبح وخورم بودند چنانچہ عصائے بدست گرفتہ بپائی فلک فرسائے خود از جائے کہ بودند بجائی دیگر تشریف بردند وبفرح و شادمانی درخانہ کہ مشرف بہ دریا بود وہوائے مخالف در سرایت داشت نشستند ونماز شام را بہ ایما گزاردند وپوشش ہا کہ ہمیشہ در ایام بیماری می بود کم کردند ومثنوی مولوی معنوی بآواز بلند می خواندند وباخود زمزمہ داشتند مخلصانے کہ بہ تعہد خدمت وتیمارداری مخصوص بودند از مشاہدہ ایں حال متحیر بودند۔ بعضے از حاضران از غوامض علوم تحقیق می نمودند شخصے از حاضراں پرسید کہ آنچہ در قرآن مجید امر بایمان بہ غیب آوردن شدہ ایں معنی نسبت بہ عامہ مسلمین خواہد بود نہ بہ اہلِ مشاہدہ یعنی اینہا ایمان بہ مشہود دارند۔ فرمودند کہ نہ چنیں است۔ بل امر بایمان غیب نسبت بعوام وخواص است۔ بیت

ہر چہ نزد تو بیش ازاں رہ نیست	غایت فہم تست واللہ نیست

پاسے اخیر از شب جمعہ ماندہ بود کہ دل حضرتِ ایشاں ضعف کردہ بے خود شدند بعد از اندک فرصت بافاقتی کہ متضمن بشاشت وجہ بود بہ کمال قرار وآرام باز آمدند و چشمانِ مبارک واکردند وتکلم ازیں وقت تاقبیل وصال نفرمودند۔ دریں اوقات سکوت کہ ہمگی آں دوازدہ پہر بود۔ ہر چند ادویہ مخالف طبع شریفت می مالیدند اصلاً بچین ابروئے متعرض نشدند ہمانا اثبات حال رضا مرعی میداشتند۔ چہ قبیل ایں حالت سکوت مخلصے بطریق دلسوزی گفت سبحان اللہ چندیں امراض سابق ولاحق بس نبود کہ سوزش دردن ہم براں افزود بزجر منعش کردند۔ فرمودند حق سبحانہ مالکِ مِلکِ خود است۔ در ملکِ خود ہر گونہ تصرفے کہ میخواہد میکند دیگری را دم زدن نمی رسد وتاہنگامِ رحلت از آرام وقرارے کہ داشتند متغیر نشدند۔ اِلّا از آوردن طبیب ہندو کہ آزار روحانی راہ یافت وصورت کراہتے ظاہر کردند وچینے برآبروے

مبارک پیدا آمد و رُوئے از جانب طبیب گردانیدند خدمت خواجہ حسام الدین احمد عرض کردند کہ برضائے والدہ حضرت ایشاں ایں گستاخی کردہ شد و اِلّا مشرب عالی معلوم است کہ باوردن طبیب ہندو راضی نیستند۔ از استماع ایں سخن چین ابرو فراہم آمد و بمرضی والدہ راضی شدند۔ دریں وقت یکی از مخلصان بتقریبے نام اللہ العالمین گفت۔ بسرعت جانب وے دیدند و سر مبارک را کہ بہ یک قرار گزاشتہ بودند گردانیدند۔ یکی از حاضران گفت دیدید کہ باستماع نام محبوب چہ بشوق تحرک فرمودند۔ ازیں سخن آب در چشمِ حقائق بین گردانیدند امّا بیرون نہ آمد۔

شنبہ بست و پنجم ماہ جمادی الثانیہ سنہ اثنے عشر و الف

سعادت حضور حاصل شد و ایں وقت احتضار حضرت ایشاں بود از مخلصان ہر کہ مے آمد لحظہ بجانب وے میدیدند بصرف نظر با اغماض عین رخصتش می کردند۔ چوں جامع مسودہ بہ نظر مبارک در آمد خیلگی متوجہ شدند و صرف نظر مدتے بجانب دیگر نکردند۔ بخلافِ عادت مکرر مکرر بچشم شفقت و مرحمت نگریستند۔ اَللّٰھُمَّ مَتِّعْنَا مِنْ بَرَکَاتِ حُجَّۃِ الْاِسْلَامِ حضرت مخدومی خواجہ حسام الدین احمدی گریستند۔ بنظرہائے کہ متضمن وداع باشد بجانب ایشاں نگریستند و نظراتِ شفقت و مرحمت بر تفقد حال خیر مآل ایشاں کردند و بر رُوئے حضرت ایشاں تبسمے و تعجبے چنانچہ عادت شریف دریں امور بود ظاہر می شد یعنے عجب از شما کہ خود را در دائرۂ درویشاں می گیرید و طفلان وار دریں معاملہ گریہ می کنید و بعنایت و مرحمت تمام انگشتان دست مبارک در انگشتان ایشاں درہم زدہ خیلے وقت منعقد داشتند و دست بر سر و روے ایشاں کشیدند و در وقت بیماری اخیر ہیچ کدام از اصحاب کرام ورائے ایشاں بحضور عالی نبود۔ اگرچہ خدمت میاں شیخ الہ داد نزدیک بودند لیکن از ضعف و بیماری کہ شیخ مذکور را از مشاہدہ ضعف ایشاں طاری شدہ بود دریں مدت نتوانستند بمجلس عالی حاضر شد۔ شب و روز در ملازمت حضرت ایشاں خصوصاً در ایامِ بیماری غیر از ایشاں کسے نبود۔ القصہ چوں جا تنگ بود و یاران بنوبت می آمدند۔ باشارت اعزہ کہ انجا حاضر بودند بیرون آمدم حق سبحانہ بطفیل آں نظرات و بحرمت صفائی آں اوقات ایں آوارہ وادی

ناکامی و بازیچہ طبیعت و خامی را از سوئے خاتمہ نگاہداد و وایں زلات وجرائم را کہ از ہم نشینی اہل اثر ہائے خانہ پرور و غول نمود فریب کہ نفس وشیطان سر بر میز ند سد راہ وصول نگردانادمنہ وجودہ۔ تمامی قصہ آنکہ پاسے از روز شنبہ باقی ماندہ بود کہ بذکر اسم ذات بطریق جہر مشغول شدند بعد از دو سہ گھڑی بہمیں شیمہ کریمہ بجوار رحمتِ حق پیوستند و بعالمِ قدس تمکن فرمودند مثنوی

دریں صندل سرائے آبنوسی — گہے ماتم بود گاہے عروسی

جو بہر شادی و غم جائے روبند — بجائے سر بجائے پائے کوبند

رُباعی

کہ گفت کہ آں مایۂ اُمید بمُرد — کہ گفت کہ آں دولتِ جاوید بمُرد

آں دشمنِ خورشید بر آمد بر بام — پوشید دو چشم وگفت خورشید بمُرد

اکنوں اندکے از اطوار حضرتِ ایشاں نسبت بعموم خلائق و تربیت بمسترشداں در دو فصل بوجہ اختصار تمام کنم۔

فصل اوّل در بیان بعضے از اطوار حضرتِ ایشاں

طریقہ حضرتِ ایشاں بخلق اللہ ایں بود کہ ہر گاہ شخصے بملازمتِ گرامی می آمد خود را بطور او می گزاشتند و باندازۂ عزت او بذل جاہ می فرمودند و تعظیم علماء و سادات بسیار می کردند و اکثر ساکت می بودند مگر برائے استمالت خاطر زائرناں در برابر سخن ہے ہماں قدر کہ در معرض جواب کافی می بود تکلم می فرمودند مگر وقتیکہ سخن در تصوف و وحدت وجود و محل اختلاف می افتاد خیلگی منقح می کردند چہ آں محال مغلطۂ افہام است تا کسی کج نہ فہمد و مخالف مذہب صحیح فرانگیرد و اگر از اہل عرف تکلیف می بود دو سہ کلمۂ عرفی بتکلف بر لفظے آوردند و بنوعے تازہ روئے بوئے می کردند کہ ہیچ گونہ تکلفے یا کراہتے مفہوم نمی شد و در آنحضرت ہر گز سخن دنیا یا اربابِ دنیا یا اخبارِ عالم مذکور نمی شد مگر کہ حاجت مندی ہنگام عرض حاجت خود چیزے ازیں مقولہ می گفت یا امرے از امور دینی بآں متعلق می بود و

حتی الامکان در انجاح مہمات مسلمانان خود را معاف نمی داشتند و بفعل و قول حاجات حاجتمنداں را روامی کردند و از حضرت ایشاں ہرگز سخنے کہ دلالت بر وجودِ قدرت کند ازیں جماعہ کسی نشنیدہ مگر وقتے یکے از مخلصان کہ بظاہر در مشغولیہا مبالغہ نداشت و جمعے از اصحاب طعنِ وے می کردند بشکستگی و حسرت از کم توفیقی خود و طعنِ یاران بعرض رسانید فرمودند ہر طور میخواہی باش و از کدورت ہستی طاعنان و نورانیت مرحومی آں مخلص فرمودند بخاطر میرسد کہ متوجہ شدہ بہ کمترین ساعتے ایں شخص را بمرتبہ بلند رسانیدہ شود اما ضعف فرصت نمی دہد و ہرگز ایں چنیں سخنی از ابتدا تا انتہا کسے از حضرت ایشاں کہ تمام غرق دریائے فنا و نیستی بودند نشنیدہ در وقتے یکے از اخص خواص بنا بر حکمتے از بحر وجود حضرت حق سبحانہ قطرہ می یابم و بہ ہماں تعین زندگانی می کنم۔ و در خلا و ملا در دوام آگاہی و حضور و شہود حق می بودند و اگر مکروہے شرعی از کسے می دیدند بشدت امر معروف نمی کردند واحیانا چوں ضرور می شد بہ کنایت یا بہ تمثیل بنوعے می فرمودند کہ دلنشین وے مے شد و سبب بر نا کردن امر معروف آں بود کہ خود را از سائر ناس می دانستند و می فرمودند کہ امر معروف بر علما و اہل احتساب است۔ روزے یکے از ازواج مطہرہ نسبت بحضرت ایشاں بے ادبی کردہ بود بارباب علم فرمودند کہ مسئلہ تحقیق کنید اگر در ایمان وے بہ ہتک حرمت ما فتورے رفتہ باشد تجدید نکاح کنم۔ شخصے عرضہ کرد کہ اگر بعلماء کسے ایں چنیں بے ادبی کند حکمش چنیں است فرمودند ما داخلِ علما نیستیم۔ در کتاب ببینید کہ اگر مومنے ہتک حرمت مومنے بکند چہ لازم می شود و حکم آں چیست و سرمو از جادۂ مستقیم و طریق قویم شریعت تجاوز نمی کردند و عمل بر روایات مفتی بہ می نمودند و از اموریکہ مظان شبہتے دراں گنجائش می داشت بقول و فعل اجتناب می کردند و آں قدر نظر ہائے دقیق دریں باب داشتند کہ عقل حیران می شد۔ مثلاً اگر کارے می کردند و دراں کار رعایت حقوق شرعیہ کما ینبغی می نمودند گاہے اطلاع بر اسرار آں عمل نمی شد بعد از انکہ کشفِ حقیقت آں اتفاق مے افتاد ظاہر می شد کہ نہایت مرتبہ رعایت تا ہمیں قدر است و ایں چنیں می بایست مثلاً روزے نشستہ بودند۔ وقت نماز در رسید مصلا طلب داشتند شخصے از حاضراں کمر بند خود را پیش آورد۔ فرمودند کہ بر جامۂ شما نماز گزاردن از ادب دُور است بر زمین اد اکردند و جامۂ او را نہ انداختند۔ عاقبت ظاہر شد کہ ایں شخص بعد از اتمام وضو نشف رطوبتے از اعضائے مغتسلہ خود بآں جامۂ نمودہ بود و اگر کسے در

ملازمت حضرتِ ایشاں تخفیف مسلمانے می کرد چہ جائے غیبت بمجرد آنکہ ایں معنی از وے می فہمیدند
تعریف و توصیف آں مسلمان بنیاد می کردند۔ چنانچہ آں کس نیز از ارادہ تخفیف برآمدہ در توصیف مقوی
حضرت ایشاں می شد از شخصے انواع افعالِ قبیحہ صادر شدہ بود۔ چنانچہ پدر و جدش محضرے بر وجوب
قتلِ وے نوشتہ بودند لیکن قاضی حکم بقتل نکردہ بود۔ عزیزے قبائح وے را بہ تعجب و تعیب بحضور
حضرتِ ایشاں نقل کرد۔ انواع شفقت و مرحمت بے ہیچ تعجبے در بارہ وے فرمودند۔ ناقل را از مشاہدۂ
ایں حال وجدے در گرفت کہ سبحان اللہ حضرت ایشاں مخلوق و مقید اند۔ ہرگاہ از حضرت ایشاں
ایں ہمہ شفقت و مرحمت ظہور می کند۔ حق سبحانہ کہ ارحم الراحمین است وسعت رحمت او تا بچہ حد خواہد
بود و از غلبۂ ایں نظر خندہ و عرض نمود کہ ازیں جا معلوم شد کہ گناہے پیدا نخواہد شد کہ کسی مستحق دوزخ
گردد۔ بآں عزیز خطاب کردہ فرمودند شما مردم عزیزید۔ شما را قبائح وے در تعجب می آرد و ما کہ او را در
تقابل نفس خود پندادیم جائے تعجب نیست۔ شخصے نقل کرد کہ صوفیان حضرت ایشاں کار کم می کنند۔ و
مشقت در مشغولی ندارند۔ فرمودند بیچارہا چہ کنند ماہم ہیچ مشقتے دریں امر نکردہ ایم۔ چنانچہ ما مفت
یافتہ ایم اینہا ہم میخواہند مفت یابند۔ اگر از مریدے امر قبیحے مشاہدہ می کردند یا می شنیدند تہمت بر خود
می بستند و می فرمودند کہ اثر بد صفتی ہائے ماست۔ ہرگاہ در ما بد بہا باشد ایں فقیراں چہ کنند۔ ہر چہ در
ماست در ایشاں پرتو می اندازد۔ وقتے میاں شیخ تاج کہ از خلفائے حضرت ایشاں اند و در سنبھل
توطن دارند در باب یکے از سنبھلیان کہ خالی از جذبہ و جنونی نبود شکایت گونہ نوشتند کہ اہل سنبھل
از مشاہدہ احوال و اوضاع وے زبانِ طعن دراز می کنند۔ حضرت ایشاں در جواب عریضہ میاں شیخ
تاج چنیں نوشتند کہ دماغ خشکی شما را کہ در باب شیخ ابابکر نمودہ بودند خواندیم۔ ایں نوع چیزہا مناسب
مقامِ شفقت دکار شناسی نیست۔ اولیا از کبائر محفوظ نیستند۔ نامراد بیچارہ کہ روزے چند
سلوک طریق تصفیہ کردہ باشد از کجا محفوظ و معصوم شد تا خلاف چشم داشت از و ظاہر نشود خصوصاً
کہ در اصل دیوانہ و منحرف العقل باشد استقامت صفات از و نباید چشم داشت اگرچہ بولایت برسد
خداداد اند کہ دراں وقت چہ نامعقول معقول او شدہ باشد و صورت صواب را از نظرش پوشیدہ باشند
کارخانہ دیوانہا دیگر است نمی بینید کہ تکالیف شرعیہ مربوط بعقل است۔ بالجملہ ہمہ را در مرتبہ اش
معذور می باید داشت و نظر بر فاعلِ حقیقی می باید گماشت بل معیت وجود را باید دید۔ ادب شناخت

این است نفوس مختلف اند بعضے امّارہ بعضے مطمئنّہ و بعضے درمیان کہ لوّامہ میگویند آں ہم اگر ذوی العقول باشند مطمئنّہ نفوس اولیاست۔ ارباب نفوس امّارہ را نیز معذور می باید داشت۔ بل بنظرِ لطف دید در ہر کارے مطالعہ ہائے جمیل بکار باید برد طعن اہلِ سنبھل را نیز انکار نمی باید کرد بل بہ نظر رحم در ایشاں باید دید کہ از استقامت عقل بر آمدہ اند و شیوہ نفوس را فراموش کردہ۔ اگر عاجزے یک گناہ بکند حکم بر بطلانِ او چرا کنند و مجموع امور را بر تلبیس چرا حکم فرمایند۔ الحمد للّٰہ والمنّۃ کہ ملامت اولیاست ما خود در ظہور ایں امور طریقے دیگر داریم۔ ہر گاہ ملامتے میرسد در خود می نگریم۔ و یک بد صفتے در خود می یابیم و ایں اشارت را موعظۂ غیبی میدانیم۔ چنانچہ دریں مادہ نیز در خود نفاق ہا و تلبیسات یافتیم و التجا بحضرت کرم او بردیم اِنشاء اللّٰہ مرتفع شود۔ بارے بگوئید کہ از ملامت سنبھلان چہ ضرر لاحق خواہد شد عبادت را قبول نخواہد بود و یا صفائی توجہ برطرف خواہد شد یا ردّ درگاہِ الٰہی خواہد شد چہ خواہد شد ؎ معشوق تر ادبر سرِ عالم خاک۔ انتہیٰ کلامہ قدس سرہٗ

روزے عزیزے از مخلصاں شکایت حال خود را در ملازمت حضرت ایشاں برد کہ مرا حالی پیش آمدہ ہر چند می دانم کہ دیگراں بہ از ایں احوال دارند ولیکن نفسِ من بداں مغرور شدہ است باوجود آنکہ استغفار می کنم۔ آں عجب و غرور از من نمیرود۔ یکے از صوفیاں در ملازمت عالی نشستہ بود فرمودند ایں مرد نیز بطورِ شما گرفتار ہمیں حال است از وعلاجی بپرسید آں عزیز عرضہ کرد کہ ما ہر دو بجاں علاجے کہ ایشاں بمن خواہند کرد بچہ خواہد بود۔ فرمودند شما ہر دو مردم عزیزید حاصل ہا دارید لاجرم چیز ہا در خود مے بینید ما کہ ہیچ نداریم ہیچ نمی بینیم۔ بچہ چیز ما را عجب شود آں عزیز گوید کہ از استماع ایں سخن نزدیک بود کہ تارو پود ہستی من از ہم بگسلد تا بعجب و خود بینی چہ رسد۔ دیگر ہرگز گرفتار از آں گونہ عجب نشدم ؎

ساقیان لعبہ او چوں شراب اندر دہند

ہوش گوید گوش را ہاں ساغری کن ساغری

روزے یکے از متفقہاں بے خبر کہ خود بمشروعات مقید نبود بر حضرت ایشاں زبانِ اعتراض دراز کرد۔ بعضے دخل ہائے ناحساں و بیجا بر اوضاع و لباس مرضیہ می کرد و حضرت ایشاں تحسینش می کردند می فرمودند کہ مثلِ شما در عالم کم کسے یافتہ می شود۔ می باید کسے شما را ہمیشہ با خود می داشتہ باشد چہ خوب کسی بودہ آید۔ دریں مدت ما را مثل شما کسے ملاقات نشدہ ہر چہ تواضع می کردند۔ او در

اعتراضات قوی تر شد اصلاً بوئے اظہار گرانی نہ کردند و کج خلقی کار نفرمودند باوجود دے ریش تراشی بود و مروے نبود کہ در ہیچ فرقہ اعتبارے داشتہ باشد۔ عزیزے از دانشوران عہد بوے گفت۔ کہ اے از خدا بیخبر تو چہ دانی کہ علم شرائع چیست برو کتاب رجوع کن یعنی ہرگز از اولیا خلاف کتاب نیاید خصوصاً از مثل حضرت ایشاں کہ از ارباب صحو اند نہ اصحاب سکر۔ فرمودند دریں جزو زماں وجود ایں چنیں مردم غنیمت است ہم دریں محل طعامے درمیان آمد۔ اورا با خود شریک کردند و انواع شفقت و مہربانی فرمودند چوں بتمام خالی شدند اعتراضات ویرا از روئے کتاب ہائے مفتی بہ جواب فرمودند بعد ازاں تا امروز آں متفقہ پیدا نشد گویند از شہر برآمد و روش حضرت ایشاں شب ہا در ایام تخفیف امراض مزمنہ کہ خادماں اورا صحت می نامیدند ایں بود کہ بعد از نماز خفتن کہ از مسجد تشریف مے بردند قدرے مراقب می نشستند۔ چوں ضعف اعضا بیشتر می شد پائے دراز می کردند وہمیں کہ چشم بخواب گرم می شد و خادماں در خواب می شدند بر می خاستند و بمتوضا می رفتند و تجدید وضو می ساختند و شکر وضو می گزارند و می نشستند باز چوں اعضا ضعف کردے دراز می شدند۔ ہم چنیں پنج مرتبہ گاہے شش مرتبہ می شدند و تجدید وضو کردہ بخواب می رفتند و احتیاط بلیغ می کردند کہ از خادماں کسے بیدار نشود و شب ہا باوجود آنکہ دو خانہ داشتند بیروں می بودند و اگر میل غسلے پیدا می شد درخانہ کہ نوبت آں می بود می درآمدند وہماں جا غسل کردہ بیروں تشریف می آوردند و خواب می کردند و اہل خانہائے حضرت ایشاں حقوق خود را بتمام حتے قسم نیز بخشیدہ بودند۔ باوجود آں قدر رعایت قسم می کردند کہ سر موئے فروگزاشت نمی شد۔ چنانچہ در ایام غلبہ ضعف و بیماری نیز از خانہ کہ بخانہ یکے از ازواج قرب مسافت داشت بخانہ دیگر آمدند کہ مسافت ہر دو خانہ ازانجا برابر است و آں خانہ وسط حقیقی است و درجائیکہ شب می بودند سنت نماز فجر را در ہمانجا گزاردہ بمسجد جماعت تشریف می آوردند و در اوقات دیگر ورائے نماز شام بعد از وضو شکر وضو گزاردہ بمسجد مے آمدند و اکثرے از ارباب حاجات دریں راہ عرض مہمات خود می کردند۔ قدرے می ایستادند و حاجات ہر کدام را می شنیدند و بہر کس جوابے شافی بمہربانی می گفتند۔ آں گاہ بمسجد مے درآمدند اگر در وقت اتساعی می بود تحیت مسجد نیز ادا می کردند والا بر فرائض و سنن مؤکدہ اکتفا می فرمودند۔ ہم چنیں در وقت برآمدن از مسجد ہرگز از اہل حاجات اغماض نمی کردند۔ بلکہ ببشاشت و جبہ بانہا سخن می فرمودند و درجائے خود تشریف می بردند۔ چوں ایں شیمہ کریمہ فحمائے

عظیم یافتہ بودند۔ خیلگی درباب مہم سازی خلق اللہ متوجہ بودند۔ آخرہا این معنی بنابر نیستی کم پذیرفتہ بود
و از حضرت ایشاں فوائد ظاہر و باطن بمردم می رسید و تادیب مریدان جز از راہِ باطن نمی کردند مثل
سلب حال و درقلق انداختن نسبت بآں شخص این معنی باعث چندیں تنبیہ و فتوح می شد۔ یکے از
مخلصان را بنابر مصلحت دلے درقلق انداختند و این مرد لاہور می بود و از لاہور بصحبت یکے از شیخان وقت
تا بدہلی آمدہ بود۔ چوں ملازمت کرد فرمودند چرا ہمراہ آن شیخ بیشتر نرفتی۔ طرفہ حالے بران نامراد گزشت
کہ تمام شب در رنگ ماہی کہ بر تابہ باشد بیقرار بود و نعرہا میزد و گریہ ہا دردناک می کرد۔ چنانچہ خواب
بچشم اکثر یاران از نالہ او آشنا نتوانست شد و از غایت گریہ نماز خفتن و بامداد را آنچناں کہ باید نتوانست
گزارد۔ عشرۂ اخیر ماہ رمضان بود و یاران بعد از نماز بامداد حلقہ کردہ متوجہ بحضرت حق سبحانہ نشستہ بودند
کہ آں نامراد دریں جمع در آمد و گفت اے مسلمانان برائے خدا دردلے دارم بشنوید۔ اگرچہ ہیچ کس متوجہ
بسخن وے نشد چہ تمام شب گوش ہا راپر ساختہ بود۔ ہر کدام بذوقِ خود فرو رفتہ بودند۔ گریاں گریاں بنیاد
کرد کہ من پیوستہ طالب درویشاں و معتقد و خادم ایشاں بودم۔ شبے بخواب دیدم کہ ابلق سوار می گذرد و مردم
در دنبال او می روند و می گویند کہ این قطبِ وقت است۔ من نیز بر سرِ راہ وے دویدہ ایستادم۔ آں سوار بمن
گفت کہ نوکر من می شوی۔ قبول کردم و گامے چند در جلوے او دویدم۔ عاقبت بر یک کوہی بر آمد و از چشم
من غائب شد و بعد ازیں واقعہ پنج شش سال گزشتہ بود و انتظارِ من بآخر آمدہ کہ بتقریب حضرت ایشاں
از اں کوچہ کہ نزدیک بخانۂ من بود بہماں نسق کہ در خواب دیدہ بودم گزشتند بمجرد آنکہ چشمِ من بر جمال حضرت
ایشاں افتاد شناختم و از دنبال رفتم و این واقعہ خود را گفتہ مشغولی گرفتم۔ اکنوں پنج شش سال است کہ
محبت ایشانم۔ الحال می فرمایند کہ ہمراہ آں شیخ چوں نہ رفتی۔ اے مسلماناں برائے خدا بگوئید کہ من چہ کار کنم
چوں سخن بآخر آمد یا اہل قلعہ وجدے در گرفت کہ سر از پا گم کردند و بے طاقتی ہا نمودند این جماعت کہ قریب
بہ ہفتاد کس بودند یک کس ہوشیار نماند و از سنگ مسجد بعضے مجروح شدند و غریو در تمام قلعۂ فیروز آباد
برخاست و تماشائیاں ہجوم آوردند۔ چوں این غوغا بسمع شریف رسید بمسجد تشریف آوردند و فرمودند تا یک دگر
را گرفتند و مستی اینہا فرو نشست۔ بعد از آں آں لاہوری آتش زن را طلبیدہ از قلق بر آوردند غرضکہ تمام مظہر
رحمت بودند و می فرمودند کہ از ما بکسے ضرر نمی رسد الا منافع۔ و الحق فوائدیکہ دریں دو سہ سال از آں حضرت
بمستفیدان رسیدہ در زمان پیش بسالہا نمی رسید و تفصیلِ آں از حدِ بیان بیروں است ۔۔

یک دہان خواہم بہ پہنائے فلک | تا بگویم وصفِ آن رشکِ ملک
ثنائے او بدل ما فرو نیاید زانکہ | عروس سخت شگرفست وحجلہ نازیبا

و مہربانی بر مشربِ حضرت ایشاں آں قدر غالب بود کہ اگر گربہ بر دامن نزہت نشیمن خواب می رفت ہر گوش بیدار می کردند و منتظر بیدار شدن وے می بودند۔ تا زمانے کہ او بخواب بودے حرکتے نہ فرمودندے و خود را بطور او گذاشتندے۔ و اکثر اوقات بایں تقریب سرماہا می خوردند و لحاف از زیرِ گربہ نمی کشیدند و ہر قسم آشنائے کہ سابقاً با شنایان داشتند تا آخر با آنہا ہماں طریق سلوک می فرمودند۔ چنانچہ اکثرے از آشنایان سابق حضرت ایشاں را از خود بہ ہیچ وجہ تمیز نمی دانستند۔ عزیزے در ملازمت حضرت ایشاں نقل کرد کہ بعضے کوتاہ بینان تیرہ منش می گویند کہ مدار مشیخت حضرت ایشاں را بہ آشنائی یگانۃ الآفاقی مرجع الانامی قدسی القاب شیخ فرید است سلمہ اللہ تعالےٰ وہمیشہ در رقعات کہ بہ شیخ می نویسند عنوان آں قبلہ گاہی سلامت می باشد۔ از فقرا ایں قسم خوش آمد چہ زیبا است۔ در جوابِ ایں سخن فرمودند کہ شیخ را بر ما حق ہا است و بوسیلۂ وجودِ ایشاں درین راہ کشایش ہا دیدہ ایم و الحال ہم وجہی شرعی برائے قطع طریق آشنائی نمی یابیم۔ والا چناں می کردیم و ایں نوشتن را علت ہماں است کہ بہر نوعے کہ از ابتدائے سلوک یکسے کردہ بودند تغیر نمی دادند و معہذا احقوق سیادت و بلند منشی شیخ سلمہ اللہ و اوصلہ الی مایتمناہ رخصت بتغیر ایں عنوان نمی داد۔ روزے ضعف والدۂ ماجدۂ خود دیدہ امر طعام پختن را کہ بتکفل ایشاں بود۔ بہ بعضے از صوفیاں فرمودند۔ والدۂ حضرتِ ایشاں تا چند گاہ بہ گریہ وزاری گزرانیدند کہ از من کدام جرمیہ بوجود آمد کہ حق سبحانہ مارا ازین سعادت باز داشت۔ عمل خیرے کہ از دستِ من می آمد ہمیں بود کہ برائے حضرتِ ایشاں طعامے می پختم۔ آخر اہم از من باز گرفتند۔ مدتہا بریں حال بودند و از نہایت وانائی و زیرکی و غلبہ نسبت اخلاص و مریدی کہ مرکوز جوہر شریف ایشاں است نتوانستند اظہار ایں معنی کرد بعد ازاں کہ ایں سخن بحضرتِ ایشاں رسید و امر طعام پختنی بتصدی ایشاں گزاشتند۔ باطن سعادت موطن ایشاں ازاں قلق و اضطراب فراہم آمد و بی بی بانو کہ زن محمد صادق کہ خسر پورہ حضرت ایشاں باشند و زن شیخ محمد صدیق کشمیری کہ بی بی آغا باشد برائے خمیر نمودن و مدد در بعضے امور گزاشتند و نفی اختیار حضرت ایشاں آنقدر بود کہ باوجود ضعف و دوام بیماری مقید اختیار طعامے نبودند۔ و اگر نا ملائم طبع می بود اظہار ایں معنی نمی کردند و بدن شریف و عنصر لطیف از عدم ترتیب و بے توجہی بطعام و دوام مشغولی بحضرت

حق سبحانہ بغایت نحیف بود لیکن رونق چہرہ وطراوت روے باآں ہمہ نحافت کہ بالاتر ازاں صورت نہ بندد روز افزوں ے

خطِ سبز ولب لعل ورُخِ زیبا داری — ہرچہ خُوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

وہنگامِ طغیان قلق گاہے باوجود چندیں ظہور ومقتدائیت درکوچہا وبازارہا تنہا بطرفہ بے تعینی می گشتند ودرسایہ ہائے دیوار برخاک می نشستند ومضمون حدیث کُنْ فِی الدُّنْیَا کَاَنَّکَ غَرِیْبٌ اَوْ کَعَابِرِیْ سَبِیْلٍ لائح می شد وحضور وشہودِ حق از سراپائے گرامی می بارید ومحقق می شد کہ جمیع اعضا جداجدا بنعت خاص متوجہ حضرت حق سبحانہ اند واستفاضۂ خاص میکنند وپیوستہ باوجود چندیں فتوح وکشاد کہ آناً فاناً میدید ند ہمیشہ در انتظار وتفکر وحزن می بودند ے

دریک دم اگر ھزار دریا بکشی — کم باید کرد وخشک لب باید بود

وقتے بیکے از مخلصان بتقریبے می فرمودند کہ اگر ما ریاضاتِ شاقہ چنانچہ اربابِ سلوک می کشند نکشیدہ ایم لیکن انتظارہا وقلق ہا کشیدہ ایم کہ چندیں ریاضات ومحن درضمن آں می بود واز ابتدا تا انتہا از انتظار نہ آسودند چوں اطوار حضرت ایشان ومعموری اوقات پاک بتمام وکمال بیان کردن درطاقتِ بشریت چہ حقیقت بگفت نیاید ولذتے کہ رُوح از دریافت معانی وبسط حال یابد بیان از ادائے آں عاجز است ۔ لاجرم آنچہ اندیشہ وادراک نویسندہ از مشاہدۂ اوقات استغراق سمات حضرت ایشاں دریافت ۔ اگر ہزار کتب پرداز دوعمر ہم بالفرض مساعدت کند تحریر آن صورت نہ بندد ۔ خوش گفت ہر کہ گفت ے

نبود در کتاب ہا دل و درد — از دوے صد کتاب نتوان کرد

للہ الحمد والمنۃ کہ از دیدارِ گرامی حضرت ایشاں کہ نسخہ اخلاقِ انبیاء واولیاء بودند یقینی واعتقادے بویں طائفہ بطریقِ مشاہدہ پیدا شد ۔ قبل ازیں ہرگاہ کتب احوالِ مشائخ مطالعہ کردہ می شد بخاطر ناتجربہ کار می رسید کہ مریدان سخن را بسط دادہ اند والا ایں احوال از قیاس عقل بیرون است ۔ اکنوں مفہوم شد کہ حق سبحانہ بعضے از بشر را بجائے میرساند کہ اگر افلاطون وبوعلی ودقیق النظران عالم آگاہ گردند بنادانی مقر آیند ۔

فصل ثانی در بیانِ تربیت مُسترشدانِ طریقہ

عادت شریفہ حضرتِ ایشان در تربیت طالبان این بود کہ ہرگاہ طالبے می آمد کہ اظہارِ طلب می نمود چندگاہ دور انداز بہاشش می کردند۔ اگر اہلِ شہر می بُود و اگر مسافرے بود و محتاج نان در ابلاء کہ بامرِ ارشاد متوجہ بودند چندگاہ نانش نمی دادند بہ نیت آنکہ مردم برائے نان جمع نشوند و دکانے راست نہ سازند و ہرگاہ کسے از اربابِ دنیا برائے فقرا نذرے می فرستاد بمخلصانِ خود نمی دادند و فقرائے بیگانہ را تقدیم می کردند۔ اگر چیزے باقی ماندے تحقیق می کردند۔ ہرکہ از مخلصان غرض حقانی داشتے ہمگاہ ادنی آنچہ ضرورت وے بدان کفایت شدے عنایت می کردند و امداد مالی چنانچہ بعضے عوام گمان می بردند نسبت بمخلصان بغایت کم۔ و می فرمودند کہ بہر کس ما امداد مالی کنیم۔ یقین داند کہ نسبت با و در محبت فتورے داریم و نظر حضرت ایشاں در عدم امداد تنقیح صوفیاں و تربیت طالبان بود نہ عدم مہربانی بلکہ نہایت مہربانی نسبت بگرفتاران آز و ہمین است و آخر ہا کہ امر مشخیت و ارشاد متروک شدہ بود۔ فرمودہ بودند کہ آیندگان تا سہ روز نان بدہند کہ ضیافت تا سہ روز مسنون است دریں میان بعضے سُست طالبان نمی ایستادند و دوراندازی ہا تاب نمی آوردند اِلّا آنہا کہ طلب قومی میداشتند و دریں کار بجد تر می شدند با آنہا طریقہ می فرمودند۔ بعد از مشغول ساختن اگر محتاج روزمرہ می بودند برائے آنہا قوت لایموت تعین می شد و نہایت آن یک تنکہ دہلی بود و الا یک نیم بہلولی و یک بہلولی از وجہ قرض حسنہ کہ برائے حلیت لقمہ حیلہ شرعی است و ایں مخصوص مسافران بود نہ اہلِ شہر۔ مگر کسے کہ در جوارِ حضرتِ ایشاں دائم بودے و احتیاج او معلوم می شد داخل مسافران روزینہ دار گشت و طریقِ مشغول ساختن این بود کہ اوّل استخارہ اش می فرمودند بعد ازاں در خلوتش مے طلبیدند۔ و شغلے از اشغالِ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کہ در رسائل اکابر این سلسلہ مبین است می فرمودند و نسبت بہ بعضے بعضے کیفیات از پیش خود براں مشغولی ہا زائد میکردند۔ چنانچہ در رسالہ[۱] خود کہ در بیان طرق نوشتہ اند ایزاد فرمودہ اند۔ توجہے در باب وے میکردند و ہمتے مصروف میداشتند۔ اکثر طالبان در صحبت اول بیخود شدہ برجائے خود مے افتادند و در آنہا اثرے از حرکت و شعور نمی بود۔ تا ہرگاہ کہ صلاح حال آں ہا

---

[۱] ایں رسالہ را جامع در رقعاتِ شریفہ نوشتہ است۔ رقعہ ۶۲ را باید دید۔

می دیدند داں بے خودی میگزاشتند واین حالت بر بعضے ہا بنوعی میگذشت کہ حاضران آنہا اموات خیال می کروند۔ باز بر عکس آں تصرف می کردند بہوش می آمد و قول اَلشَّیْخُ یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ بوضوح می پیوست بعد از طریانِ این حالتِ بیخودی و بے شعوری اکثرے از اخلاقِ ذمیمہ او مہذّب می شد و شکستے در کارخانہ وجود او پیدا مے آمد۔ چنانچہ مردم از چہرہ او پے بمعانی محصولہ او می بردند و ابتدا بتغیر اوضاع وے امر نمی فرمودند۔ بعد از چشیدن لذتِ بیخودی او خود بوادی موافقت با وضاع مرضیہ حضرت ایشاں می آمد۔ ہم چنیں بہر کہ مرحمت بیشتر می داشتند یا غلطی در استعدادش میبو دیکرات تصرف بر و می کردند و بحالت بیخودیش می بردند و آں قدر قدرت بود کہ اگر کسے را میخواستند در یک روز بسر حد فنا و فنائے فنا کہ مقارن رُتبۂ ولایت است میرسانید و نسبت بدو سہ کس این معنی دریافتہ شدہ و ہر کسے را طریقے خاص پیش مے آمد۔ بعضے را کشف و بعضے را ترقیات در مقامِ قرب و بعضے را تلوّنِ احوال و باز کشف ہم انواع بود کشف حقائق اشیاء و کشف توحید و کشف قبور۔ چنانچہ این خط حضرت ایشان کہ درین باب بفرزند و برادر میاں شیخ احمد سرہندی مرقوم شدہ موئد آنست۔

رُقعہ قرۃ العین محمد صادق بر خوردار ظاہر و باطن گردد۔ احوالِ او چنانچہ ظاہر است مستوجب حمد است بر ہمان حضور خود باشد از غیبت و استغراق اندیشہ نیست انشاء اللہ از شکر بصحو و فنا در شعور اندراج یابد مولانا محمد مسعود از کشف قبور اعتبارے بر نگیرند۔ کشوف صوریہ محل خطا و لغزش است سعی کند کہ حضور مع اللہ ظہور یابد و دوام پذیرد و ہر چند کہ عالم صاف شدہ باشد و معنی نورانیت نیز از نظرِ بصیرت اسقاط یافتہ در کار دسعی باشد کہ جذبۂ خواجہا و حضور ایشان دیگر است دران مواطن از ماسوے نام و نشانے نیست۔ گاہ بالکلیہ و اکثر بالاصالۃ توجہی است از شش جہت معرا۔ گاہی جہت فوق بجہت خصوصیتے کہ عرش مجید راست در وہم مے آید و گاہے ہمہ جہات را یا اکثر را فرو می گیرد و معنی وَاللّٰہُ مِنْ وَّرَائِہِمْ مُّحِیْطٌ بظہور می رسد۔ اگر صور معنویہ و اشکال صوریہ محو نشدہ اند و ہمچوں سراب و خیال بے اعتبار افتادہ و درہمیں وقت نزد و دریافت خیالیہ صور ھُوَالْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ نیز درمیان مے آید و اگر در وقت فرو گرفتن آں توجہ ہمہ جہات را یا اکثر را صور و اشکال بالکلیہ محو شود و صفائی اتم بظہور رسد و معنی لَیْسَ فِی الدَّارِ غَیْرُہٗ دَیَّارٌ

درجلوہ آید بہوش باید بُود کہ کسوت معنویہ درمیان است لااقل صفت حیات و ہستی اکنوں یک دقیقہ دیگر بشناسند کہ دروقت ظہور وَاللّٰہُ مِنْ وَّرَائِہِمْ مُّحِیْطٌ نیز می تواند بود کہ ہمچنیں کسوتے درمیان باشد و می تواند بود کہ بالکلیہ نظر محبتش مجرد شدہ باشد۔ بارے حقیقت مقصود در دریافت و ادراک نمی آید آنجا عشق و محبت است و تصفیہ سراز ماسوے و آں تحقیقات کہ درسلسلۃ الاحرار نوشتہ شدہ بغایت غامض است۔ درین مبحث آنرا بگذارند و مدار بر ادراک متعارف بنہند حضرت خواجہ نقشبندؒ

خواجہ پاک نقش پاک نفس قَدَّسَ اللّٰہُ رُوْحَہُ الْاَقْدَسْ

می فرمودند کہ ہرچہ دیدہ شد و دانستہ شد آں ہمہ غیر است۔ بکلمۂ لا آں رانفی باید کرد۔ میاں شیخ احمد نیز حالِ خود را درین صحیفہ مطالعہ نمایند و بدانند کہ تا استغراق در حضور ذاتی و وحدت صرف بظہور می رسد۔ اہل این سلسلہ اسم فنا براں می نہند و آنکہ ماگفتہ بودیم کہ یک درجہ دیگر درمیان است۔ این است حقیقت این سخناں مشافہۃً معلوم میشود باوجود برائے خاطر شما نوشتیم والسلام والاکرام القصہ ہرکدام از طالبان واردات خود در خلوت رفتہ عرضہ می کرد و حضرت ایشاں بحکمتِ بالغہ الٰہی و وقتِ نظری کہ من عنداللہ یافتہ بودند بمصلح احوال و اوقات وے امرمی فرمودند و اگر کسے خوابے یا واقعہ نقل می کرد می شنیدند و درباب خواب گاہے می فرمودند کہ احتیاج گفتن نیست ہرچہ شدنی است خواہد شد و ہرگز تحسین صاحب حال دواقعہ یا تعبیر خوابے بحضورش نمی کردند۔ مگر کہ حالے عالی وارد شدے۔ دراں وقت این قدرمی فرمودند کہ بکوش تا از دست نرود و قدم بر تر نہی۔ بہ یکے از طالبان ہنگام عرض احوال فرمودند ؎

مرغے غمِ او بحیلہ شد باما رام ہشدار کہ مرغ رام را رم ندہی

یکے از طالبان را بنابر مصلحت وے دور می انداختند و می فرمودند کہ استعداد وے بسلاسل دیگر مناسب است وے سرگرم تر می شد۔ بعد از چار پنج ماہ بہ وے فرمودند۔ بیکے طالبانِ خود خواہیم فرمود کہ طریقہ بشما بگوید وے باین ہم راضی شدہ از سر دانشند و امیدوار می بود روزے میاں شیخ تاج الدین کہ از خلفائے حضرت ایشانند از دہلی متوجہ سنبھل کہ وطن اقامت ایشاں است می شدند و بخانہ آں مرد یک شب نزولے اتفاق افتادہ بود اہلیہ وے طلبے قوی داشت باجازت شوئے از شیخ مشغولی گرفت و بمقتضائے استعداد در مجلس اولے اورا بیخودی روئے داد و کیفیت ہائے عظیمش حاصل شد و دراں

کیفیتِ اخبار ہفت آسمان گفتن گرفت بسرگرمی آں مرد بجد افراط انجامید وازشیخ حرفے ازمطلب نشنیند سراسیمہ متوجہ بلازمت حضرت ایشاں شد و در راہ از کثرتِ شوق افتان وخیزاں در رنگ مست طافح مے آمد۔ چنانچہ بند ہائے زانو ومرافقش خونی شدہ بود۔ چوں نظرش برجمال حضرت ایشاں افتاد مانند خرمن گل تنگ در کنار گرفت و در صحن خانہ غلطیدہ میگشت۔ حضرت ایشاں لختے خود را بطور او گذاشتند۔ گاہے بربالائے وے می شدند وگاہے در تہ وے وآزار ہا بہ بدن شریف وعنصر لطیف راہ یافت چہ آدم مردے زبردستی بود ودرکنار گرفتہ برخاک مے غلطید واز در و دیوار مضمون ایں بیت مے تراوید ؎

ہزاراں دشمنے شد بانسیم کان تن نازک شود آزردہ گر اندر برش بند قبا جنبد

عاقبت فرمودند باہیچ کارے ہم داری گفت کارے کہ دارم بتو دارم ومقصد ومقصودِ من توئی۔ فرمودند پس مارا خود میکشی فائدہ نہ کرد۔ آں گاہ فرمودند بجانب روئے من بہ بیں۔ بمجرد دیدن از جائے برجست وبرخاک ادب نشست و ازیں جرأت ندامت ہا کشید وئے گوید کہ آں روز کہ در چشمان حضرتِ ایشاں چیزے دیدم کہ ہنوز لذتِ آں فراموش نشد وعبارت واشارت از شرح آں قاصر است۔ دا گر می خواستند تصرفی کنند یا خارق عادتے بنمایند۔ بخود نسبت نمی کردند بکتابے یا بقصۂ حوالہ می فرمودند۔ مثلاً اگر در بیمارے میخواستند۔ تصرف کنند واو را ازان بیماری برآوردند۔ کتاب طب می طلبیدند۔ وازروئے آں داروئے می فرمودند وہمت بجانب وے می گماشتند۔ بمجرد استعمال آں دارو وگاہے پیش از استعمال صحتش می شد۔ چنانچہ طفلے از قلعہ فیروز آباد بجانبِ دریا کہ ارتفاعِ آں زیادہ از نہ قدِ آدم باشد افتادہ بود واز راہِ گوش وبینی وے خون می آمد و نفسش تنگی میگیرد۔ مادرش او را در نظر مبارک در آورد۔ بریں حال شفقت فرمودہ قدرے متوجہ باطن حق موطن خود شدند وکتابے بدست گرفتند وفرمودند کہ دریں کتاب چنیں نوشتہ اند کہ او زندہ خواہد ماند آں طفل تا امروز زندہ است واز مشاہدہ احوال وے ہیچ عاقل بزندہ ماندن او نمی کرد۔

شبِ پانزدہم ماہِ شعبان

روزے دراوائل ہاکہ نونماشائی

این کارخانۂ بلند قدربودم و درملازمتِ گرامی ہوسنا کانہ آمد و رفت میکردم بخاطر آوردم کہ اگر امروز اشرافے کنند ومرابخود کشند داخل خادمانِ عالی گردم لااقل سخنے ازمرغبات راہ بفرمایند۔ شب پانزدہم ماہ شعبان فرمودند امشب شب برات است درسلسلۂ شما یعنے چشتیہ نمازے کہ دریں شب میگزارند چند رکعت است عرضہ کردہ شد۔ صد رکعت وبروایتے دو رکعت ہم آمدہ۔ فرمودند اگرشق آخر است شاید ماہم توانیم گزاردہم دریں محل فرمودند مثل ما بریش گاو میماند و آنچنان است کہ شخصے از پسر خود پرسید کہ ہرگز ریش گاؤ بودہ پسر گفت معنی آن چیست گفت کسی از خانہ برآید و بگوید بے آنکہ رنجے بکشم گنجے بیابم گفت بابا نا بودہ ام ریش گاؤ بودہ ام ماہم تا بودہ ایم ریش گاؤ بودہ ایم۔ یکے از صوفیان نقل کرد کہ روزے بخاطر آوردم کہ مراخدمتے فرمایند و از بازار چیزے ماکول طلب دارند ناگاہ کسے بطلب من آمد فرمودند برائے ما از بازار تربز بیار عرضہ کردم کہ معرفت تربز چندانی ندارم۔ فرمودند ہرکدام کہ بزعمِ تو خوب باشد بیار وعادت شریف این نہ بود کہ درائے خادمانے کہ متعین این چنین خدمتہا بودند بدیگرے بفرمایند۔ خصوصاً بنو درآمدگان این طریق و این مرد دران وقت از جملہ نو درآمدہ ہا بودہم وے نقل کرد کہ فصل زمستانی بود و پوششے نداشتم الاپختہ بے لحاف کہ با اہلیہ خود شب ہا می پوشیدم و از تنگی معیشت قدرت لحاف ساختن معدوم بود شبے از اہلِ خانہ خود خجالتے کشیدم کہ بخاطر این ہا می رسیدہ باشد کہ بطرفہ بے جمیتی کار افتادہ صباحش کہ درملازمت حضرت ایشان نماز

بجماعت می گزاردم ۔ دراثنائے نماز نیز خاطر شبینہ آمد اور انفی کردم بعد از فراغ نماز چوں نظر حضرت ایشاں برمن افتاد ۔ بیکے از مخلصان کہ معاملہ اخراجات متعلق بایشاں بود فرمودند کہ از یاران ما ہر سید ہر کہ لحافی یا جامہ نداشتہ باشد یا اہلِ خانہ وی نداشتہ باشد ہر طور کہ بگوید ساختہ بدہید دو سہ کس دیگر نیز ہم احتیاج من ظاہر شدند و بما یحتاج رسیدند ۔ گوید از آن باز ہمیشہ ترسان بودم کہ مبادا خاطرے بیاید کہ موجب گرانیِ خاطرِ اقدس بودہ برہم زن مقاصد سعادت مندی گردد و قوتِ علمی و قدرت براقسامِ سخن خصوصاً درعلمِ تصوف آن قدر بود کہ فضلائے وقت کہ سالہا درس علوم گفتہ اند استفادہائے عظیم می کردند ۔ روزے عزیزے التماس کرد کہ برائے شرح رباعیات کہ مسمی بسلسلۃ الاحرار ست دوران ولا بتازگی تسویدفرمودہ بودند ۔ تاریخ[1] اتمام گفتہ شود ۔ درہماں مجلس دوات و قلم طلبیدہ نوزدہ تاریخ برائے آن رسالہ املاء فرمودند ۔ دو تاریخ بیاد محرر بود برائے تمثیل ایراد یافت باقی در آخر سلسلۃ الاحرار مسطور است یکے "تخریج فصوص حکم" دوم "نظم وجوب" و مع ذالک بجہت رعایت ظاہر شریعت ازین تصنیفِ خود کہ سخنِ وحدت وجود دراںجا بخوب ترین تدقیقات مبین است ناراضی[2] بودند و می فرمودند ازما این تصنیف خوب واقع نشدہ و می فرمودند کہ محقق شد کہ ورائے طریق توحید راہے است ۔ وسیع و راہِ توحید نسبت بآن شاہراہ کوچہ تنگی بیش نیست و این نوزدہ تاریخ در یک مجلس نوشتن از قدرت اکثر عقول بیرون است خصوصاً با عدم ممارست و کمی ورزش بلکہ خارق عادت ست وچہ احتیاج بہ اثبات خارق کہ وجود حضرت ایشان تمام خارق عادت بود ازین جا نسبت سخن شیخ الاسلام پیر ہرات قدس اللہ تعالیٰ سرہ بہ یاد آمد کہ در نفحات در باب یکے از اکابرین این طائفہ زیبا گفتہ کہ وے را نہ بستایند بہ کرامات و نہ بیارایند بہ احوال و مقامات ۔ کرامت و حال و مقام و وقت و روست او شجرہ بود ۔ بلے ؎

در دل ہر بندہ کہ حق مزہ است ۔ وی داد اہ پیمبر معجزہ است

---

[1] مصنف این رسالہ آں نوزدہ تاریخ را بعد از اتمام رسالہ بطور ضمیمہ در آخر نوشتہ ۔ آن را بر صفحہ ۶۵ باید دید ۔

[2] عدم رضا غالباً بہ آن است کہ متمسک اہل بدع و ضلال است نشود چہ اینہا مسئلہ وحدت وجود را پیشوائے بدی و بدکرداری خودی سازند ۱۲

انتقالِ پُرملال حضرتِ ایشاں

حضرت ایشان رحمۃ اللہ تعالیٰ بتاریخ بیست و پنجم ماہ جمادی الآخرہ سنہ ۱۰۱۲ یک ہزار و دوازدہ اواخر روز شنبہ رخت اقامت بدار القرار کشیدند و روز یک شنبہ بیست و ششم در شمال رویہ قدم گاہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم بیرون قلعہ سلطان فیروز کہ برائے مجاوران قدمگاہ ساختہ و الآن آباد است مدفون شدند۔ محرر سطور در مرثیہ حضرت ایشاں ایں ابیات مرقوم قلمِ خونیں رقم گردانیدہ۔

نظم

دل بر گرفت ازیں چمن آں تازہ نوبہار — زیں غم بخون دیدہ نشستم چو لالہ زار
کو غم کہ داد خود بستاند ز عیش من — تا پیش ازیں بچہرہ بہ بندم بخوں نگار
ایں یک دو روزہ عمر مداری بریں منہ — ویں بر غلط فریب جہاں دل بریں مدار
بر حالِ خویش گریہ کُند مرغِ ایں چمن — بر عمرِ خویش خندہ زند کبکِ کوہسار
از ہمرہست قافلہ در نیمہ رہ نماند — ہشدار وہاں وہاں نظرے بر قضا گمار
خوشخواں سرودہاست دریں رہ کہ چوں جرس — ہر صبح و شام مرثیہ خوان ست روزگار
بر خونِ خلق چرخ دہن باز کردہ است — عبرت بگیر ازیں سبُع آدمی شکار

کان قطبِ نہ فلک بہ دلِ عرش جا گرفت
خلوت گزید باحق و جامِ لقا گرفت

امشب کہ نالہ بلبلِ خاموش تازہ کرد — آہنگ گریہ برمنِ مدہوش تازہ کرد
ہر نالہ ماتمے دگر افزود بر دلم — داغے کہ خفتہ بُود در آغوش تازہ کرد
جوشِ درُوں کہ از دمِ سرد م فسردہ بُود — آتش بہ سینہ در زد و آں جوش تازہ کرد
شوریدہ حکایت آں رُخ نہفتہ گفت — آشفتگی بہ سینہ بلا نوش تازہ کرد

آں خواجۂ کہ از دل غرّاے ہوش مند — آئینِ شرع و قاعدۂ ہوش تازہ کرد
وز بہر حلقہائے غلامیش مہر و ماہ — ہر روز سیقہائے بہ ناگوش تازہ کرد
از پیکِ روزگار بر آمد پیامِ چرخ — بر ما ہزار دردِ فراموش تازہ کرد

یک رہ خبر دہید کہ آں نو سفر چہ دید
بر اوجِ نہ سپہرِ بریں آں قمر چہ دید

آں ہادی زمانہ رُخ اندر نقاب کرد — زیں شیوہ خان و مانِ جہاں را خراب کرد
در عمرِ روزگار ندیدست کس بخواب — زیں صعب تر غمے کہ دل و دیدہ آب کرد
در کامِ عیش زہر شکست از فراقِ او — عشرت بجام و شیشۂ خود خونِ ناب کرد
خود وصل برگزید و بہ یاراں فراق داد — خود بادۂ بخورد جگر ما کباب کرد
ہر کس کہ نالہا جگرِ ریشِ ما شنید — شب را تمام روزِ قیامت حساب کرد
بیدار باد دیدۂ عبرت گزین ہوش — کاں بختِ ارجمند جہاں عزمِ خواب کرد

خوں شد دلِ سپہر ز بسیار خفتنش
در زیرِ خاک بادلِ بیدار خفتنش

داماں کشیدہ سرو ازیں بوستاں چرا است — کہ گلبنِ شگفتۂ رعنا نہاں چرا است
پیمانۂ مرادِ حریفاں نہ کردہ پُر — آں ساقیِ شرابِ بقا سرگراں چرا است
پژمردہ گشت غنچۂ اُمید بے رخش — افسردہ خاطر از چمن آں باغباں چرا است
آں مایۂ جمالِ جہاں گر سفر نہ کرد — افسردہ رنگ و رونقِ روئے جہاں چرا است
آں نو بہارِ تازہ اگر رُخ نہفتہ است — گلہا جگر فگار ز دستِ خزاں چرا است
از ہفت بامِ چرخ اگر سنگِ غم نہ ریخت — بر پشت جانم ایں ہمہ کوہِ گراں چرا است
آں آفتابِ اوجِ ہدایت اگر نہ خفت — ایں تیرگی روئے زمین و زماں چرا است

آں گنج شائگاں کہ نخفت است زیرِ خاک
از مخلصاں نیاز بداں آستانِ پاک

گویند خضرِ وقت و مسیحِ زمانہ مُرد — خورشید نور گسترِ ایں ہفت خانہ مُرد

پوشید چشم یکرہ و شُد زندہ ابد — معشوق دہر بُود ولے عاشقانہ مُرد
اِلاّ مُحبّتش ہو سم جملہ مُردہ باد — چوں آں مہ دو ہفتہ و فردِ یگانہ مُرد
نالند بُلبلانِ چمن از فراقِ او — ہیہات کاں طراوتِ زیبِ فسانہ مُرد
زنگِ رُخم شکستہ تر آمد ز جامِ دِل — خوں در رگِ ترانہ چنگ و چغانہ مُرد
رُشدی ازاں نفس کہ رخِ خود نہفت دوست — سازِ طرب شکست و نوائے ترانہ مُرد
بر حکم وہم و دیدۂ کوتاہ بیں مگوے — کاں رُوح بخش زندگی جاودانہ مُرد

چُوں نو عروس وصل در آغوشش بر گرفت
از بس حلاوتش لبِ خاموشش بر گرفت

آوخ کہ شہسوارِ زمین و زمن نماند — گلدستۂ کہ بود بہ دستِ چمن نماند
یعقوب وار دیدہ بہ کوری سپردہ یہ — چُوں در زمانہ یوسفِ گل پیرہن نماند
آشفتہ گشت خاطر مجروحم آں چناں — کز جوششِ گریہ ہیچ دماغِ سخن نماند
دل شاد بلبلے کہ بخود صد ترانہ داشت — آں گُل چو رُخ نہفت زباں در دہن نماند
شد برگ ریزِ لالۂ و گل از خزانِ دہر — در گلشنِ نشاط لبِ نغمہ زن نماند
دہر از فراق چوں شبِ دیجور تیرہ شد — کاں شمعِ بزمِ قدس دریں انجمن نماند
آں نورِ قدس روشنی از دید بر گرفت — خورشید گو مماں چو شہنشاہِ من نماند

دل خوں کن زمانہ غمِ خواجہ باقی است
جاں کاہ عاقبت المِ خواجہ باقی است

از حق ہزار مکرمت و آفریں برو — شد ختم سرفرازیِ دُنیا و دیں برو
چوں مادرِ زمانہ ندارد چو او پسر — زانست گریہای زمین و زماں برو
بر بامِ خود کشید پئے فخر چوں مسیح — دل بستہ بود چوں فلکِ چارمیں برو
دانستم آنکہ بود چو من عاشقِ رخش — کز بام ریخت زہرہ گلِ یاسمیں برو
بُلبل نہفت در غزلش خنجر و سناں — گُل چاک کرد پیرہن نازنیں برو
دلہا بخاکِ او چو مگس بر شکر گرد — صد حسرت است در جگرِ انگبیں برو

برفت در دِ او نتوانیم گریه کرد   گریند تا به حشرِ شهور و سنین برو

آه ایں چه ماتم ست که خونِ جگر بسوخت

هر لحظه ام بدرد وغمِ تازه تر بسوخت

نوزده تاریخ از اتمام رساله شرح رباعیات که مسمّی به سلسلة الاحرار است و ذکر آن بر صفحه ۱۶ آمده

(۱) هو الحکیم الفتاح المصور (۲) لوائح حکم موجودیه در کلم نقشبندی (۳) الله تعالیٰ بقایش بدهاد (۴) وجه عکس مرآت الصفا (۵) حظّ جود مولی (۶) فیوض علیا (۷) حلّ کلم خواجهٔ پارسا (۸) ظلّ حی موجود (۹) بل ظلّ حی وجوبی (۱۰) ملحظِ وجودی (۱۱) منافی تصور حدوثی (۱۲) نظمِ وجوب (۱۳) جملگی اسرار احباب توحید (۱۴) تجرع فصوص حکم (۱۵) فصوص الحکم بے ثقل (۱۶) لب مقدّمات نقد نصوص (۱۷) فیض جود بهاء الدین (۱۸) شیخ نکمل باد (۱۹) صَلِّ عَلیٰ اَنجُمِ الاَنوَارِ وَاَهلِهٖ۔

رساله شرح رباعیات سلسلة الاحرار در سنه ۱۰۰۷ھ هزار و هفت به اتمام رسیده و این تاریخ از متممات و مکمّلات آں رسالهٔ شریفه است ۔

مکتوبات

ہشتاد و ہفت رُقعاتِ شریفہ

از خواجۂ خواجگان قطبِ جہاں حضرت خواجہ مؤیّد الملّۃ والدین الرضی ابو الوقت محمد الباقی المعروف بہ حضرت خواجہ باقی باللہ قدس اللہ سرّہٗ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اکثر اصحاب ازیں ترتیب مشائخ خود خبر نداشتند۔ از غلبۂ ظہورِ احوال و علوِ مجلس عالی اگر چہ در خاطرہا می گزشت امّا نمی توانستند کہ ازیں قسم مقاصد را بعرض رسانید۔ بہ ناگاہ بعد از مدّتے درویشے از درویشاں عہد التماس بیان مشائخ ایں سلسلۂ شریفہ نمود و قاصدے برائے ہمیں غرض بخدمت فرستاد و حضرتِ ایشاں بقلم خاص نوشتند و سبب خوش حالی ہائے تمام شد۔

توجہ می کس پر نمبر نہیں لگایا گیا

۱۔ بہ التماسِ درویشے

ارتباط ایں بیحاصل از حیثیت مصافحہ و تعلّم ذکر و مراقبۂ سلسلۂ نقشبندیہ قدس اللہ تعالیٰ ارواحہم بخدمتِ عالیہ ذو البصیرت و البصارۃ منبع الحضور و مرجع الصدور و المنتہی بالصراط المستقیم و المتنزل فی الخلق العظیم مولانا خواجگی علیہ الرحمۃ و ارتباط ایشاں بوالد بزرگوار خود مولانا درویش محمد است و ارتباط مولانا بخالِ خود مولانا محمد زاہد است و ایشاں را انتساب بختم الکبار النور الاتم والدری الاعظم الظل الکامل للشجرۃ الزیتونیہ ؎

آں سرافیل عزّ و ناز از علم	ملک الموت شخص آز از حِلم

خواجہ عبید اللہ احرار است و نسبت بیعت و تعلّم ذکر حضرت خواجہ مولانا یعقوب چرخی است

ؔ آں سرافیل سر فراز از علم	ملک الموت شخص آز از حِلم

وبیعت وتعلّم ذکر واستفاضہ مولانا بخواجۂ بزرگ خواجۂ نقشبند است وتعلم ذکر وتربیت صوریہ خواجۂ بزرگ از سید امیر کلال است لیکن پیر معنوی وبستان حقیقی ایشاں خواجہ عبد الخالق غجدوانی از میاں حضرت امیر وخواجۂ جہاں خواجہ محمد بابا سماسی وخواجہ علی رامیتنی وخواجہ محمود الخیر فغنوی وخواجہ عارف ریوگری علی الترتیب المذکورۃ من المؤخر الی المقدم۔ واسطہ طریقہ وفیض اند تعلم ذکر خواجۂ جہاں ابتداء از خواجۂ زندہ ولاں خواجۂ خضر است وتربیت ذکر وافاضۂ نتائج الی ذروۃ الکمال والاکمال از امام ربانی خواجہ یوسف ہمدانی است ونسبت ارادت وخدمت امام بہ شیخ ابو علی فارمدی است ونسبت ذکر واستفاضۂ معنویۂ ایشاں بہ شیخ ابو الحسن خرقانی است لیکن شیخ ابو علی را بعد ازیں نسبت نسبت خدمت وصحبت واستفاضہ بشیخ ابو القاسم کرکانی نیز بودہ وچوں نزد محققین پیر سہ است۔ پیر خرقہ وپیر ذکر وپیر صحبت وپیر صحبت اتم واکمل است در ارتباط۔ پیر حقیقی ہمان است۔ لاجرم نسبت شیخ ابو القاسم نیز آوردم چہ ایشاں نیز پیر صحبت شیخ ابو علی فارمدی اند وخدمت وریاضت بسیار در حجر تربیت ایشاں کشیدہ اند وکار را بہ نہایت رسانیدہ۔ نسبت شیخ ابو القاسم تا امام علی موسی الرضا سلام اللہ تعالیٰ علیہ وعلی جمیع عباد اللہ الصالحین شش واسطہ دارد۔ ابو عثمان[1] مغربی۔ ابو علی کاتب[2]۔ ابو علی رودباری[3]۔ سید الطائفہ[4] جنید بغدادی۔ سری سقطی[5]۔ معروف کرخی[6] رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔ ہمچنیں شیخ معروف کرخی را بعد نسبت امام ہمام[2] نسبت بہ داؤد طائی وحبیب عجمی وحسن بصری نیز ہست نسبتے معتبر معروف۔ نسبت امام ہمام[3] تا بہ باب مدینۂ علم حضرت امیر المومنین علی بن ابی طالب اٰبًا عَنْ جَدٍّ معروف مشہور است ایں زماں بر سر سخن بیائیم۔ شیخ ابو الحسن خرقانی را نسبت استفاضہ واخذ طریقہ از روحانیت سلطان العارفین بایزید بسطامی است کنسبۃِ اُوَیْسٍ مِنْ مَنْبَعِ الْاَنْوَارِ عَلَیْہِ اَفْضَلُ الصَّلَاتِ وَاَکْمَلُ التَّحِیَّاتِ وہم چنیں نسبت سلطان العارفین بروحانیت حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ است وآنچہ معروف است از خدمت وصحبت غیر صحیح است ونسبت امام صادق رضی اللہ عنہ باوجود انوار وراثت آباء کرام خود بجد مادری خود قاسم بن محمد بن ابی بکر است۔ ایشاں در تابعین از فقہائے سبعہ واکمل علمائے ظاہر وباطن بودہ اند۔ طریقہ مخصوصۂ سلسلۂ نقشبندیہ ازیں راہ تنزل نمودہ وحضرت قاسم منسوب ومربوط بہ سلمان فارسی اند وسلمان فارسی دریں نسبت وطریق منسوب بہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ورحم علی

---

[1] واستاد [2] [3] مراد از امام ہمام حضرت موسی الرضا اند

جَمِیْعِ مَنْ تَوَلّٰی بِھِمَا وَالصِّدِّیْقُ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کَانَ فِیْ زَمَانِ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِمَامُ الْاَیْسَرِ وَھُوَ عَبْدُ الْمَالِکِ سَیِّدُ الزَّمَانِ بَعْدَ الْقُطْبِ وَصَارَ بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قُطْبًا وَھُوَ الَّذِیْ یَکُوْنُ فِیْ کُلِّ وَقْتٍ مُّتَوَحِّدًا وَیُسَمّٰی بِالْغَوْثِ سَیِّدِ الزَّمَانِ۔ وَاِمَامُ الْعَھْدِ وَالْقُطْبُ بَعْدَہٗ عُمَرُ ابْنُ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ وَبَعْدَہٗ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ وَبَعْدَہٗ عَلِیُّ بْنُ اَبِیْ طَالِبٍ کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْھَہٗ وَرَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ بَابُ مَدِیْنَۃِ الْعِلْمِ وَخَتَمَ جِھَۃِ الْخِلَافَۃِ وَبَعْدَہٗ حَسَنٌ وَبَعْدَہٗ حُسَیْنٌ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا اَکْمَلَانِ فِیْ ھٰذَا الْمَقَامِ سِبْطَا رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَسِرَّاہُ۔ ھٰکَذَا قُرِّرَ عِنْدَ اَسَاطِیْنِ الْکَشْفِ وَعُظَمَاءِ الْمُشَاھَدَۃِ۔ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْھُدٰی۔

قطب اور غوث

این کتاب بجناب خلافت پناہ مظہرِ الطاف الٰہی اُمید گاہِ مریدان و مخلصاں ایں خاندان میاں شیخ الہ داد ثبۃ اللہ علی مسند الارشاد نوشتہ شد۔

۲۔ برادر ارشد میاں شیخ الہداد۔ ایں دُعا گوئے معتقد خود را بتوجہ فاتحہ امداد می نمودہ باشند، باایں ہمہ پریشانی اوضاع و بے استقامتی کمال بے حیائی است کہ سخن تصوّف درمیاں آریم واز دقائق طریق انجذاب حقائق منتہی کشف تحریر نمائیم۔

ع از خود بطلب ہر آنچہ خواہی ہستی

بہرحال یک وصیّت می کنم بر شما باد کہ آنرا از دست ندہند۔ آنست کہ چوں ماہر زہ گرد بیابانِ ہیچ نباشید وخود را بر نسبت خود بدوزید و آنرا عزیز بدارید کہ اعزّ من الکبریت الاحمر است فافہم انشاءاللہ العزیز

لہ مُراد از امام ہمام حضرت موسیٰ الرضا اند ۲ہ قولہ امام الایسر الخ اَلْاِمَامَانِ ھُمَا الشَّخْصَانِ اللَّذَانِ اَحَدُھُمَا عَنْ یَمِیْنِ الْغَوْثِ اَیِ الْقُطْبِ وَنَظِیْرُہٗ فِی الْمَلَکُوْتِ وَالْاٰخَرُ عَنْ یَسَارِہٖ وَنَظِیْرُہٗ فِی الْمُلْکِ وَھُوَ عَلٰی مَنْ صَاحِبِہٖ وَھُوَ الَّذِیْ یَخْلُفُ الْقُطْبَ۔ ۱۲۔ اصطلاحات الصوفیہ تصنیف کمال الدین ابی الغنائم عبدالرزاق بن جمال الدین الکاشی السمرقندی رحمۃ اللہ

حصّہ اول زید نوشتہ و حاشیہ دوم بر حاشیہ کتاب نوشتہ است۔

ہرگاہ انبساطے دست دہد تفصیلے خواہم نوشت تا عزت آں نسبت کما ینبغی معلوم شود

پیش ازاں کہ جناب عالی مقام ارشاد پناہ میاں شیخ تاج الدین بحضرت خواجہ مامور بوطہ گردند۔ بالتماس مخلصے ایں کتابت را برائے ایشاں نوشتند و دراں زماں مشارٌ الیہ در سلسلہ شریفہ عشقیہ سلوک تمام کردہ باجازت پیر کامل مکمّل مرخص و مجاز شدہ بودند لیکن از رُوئے سعادت و بلندی استعداد بعد از رسیدن ایں کتاب بخدمت حضرت ایشاں رسیدہ بکمالات دیگر مشرف شدند و بآں قدر ترقیات و تصرّفات مشرف گشتند کہ از دائرۂ نوشتن بیرُون است و ہرگاہ کہ از وطن اقامت بخدمت پیر دستگیر میرسیدند اکثر بلکہ دائم بہم خانگی و شرف حضور مشرف می بودند و ایں دوام ہیچ یکے از اصحاب کبار را غیر ایشاں میسّر نشد وازیں وجہ و وجوہ بسیار مغبوط خلفا و خدام آں آستانہ می بودند۔

۲۳۔عریضہ سرگردان مملکت محمد باقی اشتیاق قدمبوسی سائران طریق انتباہ و متوجہان حضرت اللہ بسیار است بر آرندہ حاجات باسہل وجوہ میسّر کناد۔

شنودیم کہ روزے چند خلوت خانہ خواجہ حسام الدین احمد را معمور داشتہ انداز باز ماندگی خود دور یافت۔ بعضے از احبا صورت قبض و بسط در ہم آمیخت۔ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ مِنْ جَمِیْعِ مَاکَرِہَ اللّٰہُ۔ قلم بر سبیل عادت بر ہر رطب و یابس اقدام می نماید مقصود اظہار تحیر و خرابی باطن دست تا بود کہ ولے را بہ نیاز روئے آنند و دما شفقتے پیدا شود و ہمتے بر گمارد و توجہی نماید۔ بیت ؎

بے عنایات حق و خاصان حق گر ملک باشد سیاہ ہستش ورق

عنایات بزرگان و التفات خاطر ایشاں سرمہ سعادت ہا است و راں را در راہ مستعدان را آگاہ می سازد خصوصاً کہ ایں توجہ بصحبت و نشست و برخاست جمع شود۔ آہستہ بیارمی سپارد متقاطیس اسرار و اطوار است ؎

نار خنداں باغ را خنداں کند
صحبت مرداںت از مرداں کند

مخدوما حاصل ایں وطن سلوک و جذبہ است۔ ہرگاہ بہ برکت اختلاط خالص باطن طالب کسب صفت جذبہ میل و محبت ذاتی است بکند و قوت گیرد سلوک کہ نفی صفات بشریت است بحکم جَذْبَۃٌ مِّنْ جَذَبَاتِ

الرَّحْمٰنِ تُوَازِیْ عَمَلَ الثَّقَلَیْن۔ دست دہد بلکہ ایں روش خوشتر ازاں ست کہ بجز دنفی لوازم بشریت کند۔ حد معتدل و صفات نگہداشتن کارے است نہ بقوتِ بازوئے سالک۔ الغرض اشتیاق و آرزومندی بحکم ایں ایماں نسبت بہمہ دوستاں حق داریم حق تعالےٰ روزی کناد۔ عزیزے می گفت کہ زہے سعادت کہ طالب ملاقات ایں طائفہ راست کہ اگر یافت خدا دا یافت و اگر نیافت شفیع یافت الحمد للہ علیٰ ذالک التماس آنکہ نیازمندے ایں سیاہ دل عمر ضائع کردہ را در مواجہ مزار حضرت میاں ظاہر سازند و استمداد ے بکنند۔ والسّلام والاکرام

چوں جناب عالی مقام ارشاد پناہ میاں شیخ تاج الدین بنا بر ورود بعضے واردات و مستی ہا و بے نیازی ہا بملاحظہ دید مصلحت مسترشداں بے اجازت عالی صلاح وراں دیدہ بودند کہ از سلاسل دیگر کہ بفیوض آں آشنائی ہا داشتند۔ بعضے را ز داراں طریق تربیت کنند و نیز خود را بے حاجت و اویسی مشرب میدیدند تا ایں معنی را بکسے ظاہر می کردند برائے ایشاں ایں کتابت نوشتہ شدہ بود۔

۴۔ بہ شیخ تاج الدین۔ وفقک اللہ تعالیٰ فیما یحبہ ویرضاہ۔ بعد ازادائے ما وجب علی الاحباء مشہود ضمیر منیر می گرداند۔ فقیر را در بعضے از خواب ہا چناں می نماید کہ باطن شما را بہ فقیر یک نوع عدم انقیاد ے و طغیانے ہست ظہور ایں وقائع بعد از بیماری فقیر است۔ در ایں دفعہ کہ آمد بد شرم آمد کہ بایں نوع چیز ہا توجہ نمودہ اظہار آں نمایم مقصود حق است اگر حجاب ما درمیاں نباشد نُوْرٌ عَلیٰ نُوْرٍ۔ لیکن چوں سنت اللہ با اعتبار واسطہ و برزخیت او رفتہ از و چشم پوشیدن و او را درمیاں ندیدن مورث عدم ترقی است۔ اگر بنا گاہ بحکم یقیں انحرافے در باطن واسطہ پیدا شود برکت از میاں برخیزد۔ ہر چند اَلْفَانِیْ لَا یُرَدُّ اِلیٰ اَوْصَافِہٖ مقرر است و بی شبہ ایں طریق پیشِ خدا و رسول نامرضی و نامقبول است۔ ادب معلّم اطفال تا چہ حد نگاہ باید داشت۔ استاد طریقت کہ نا دوان فیض و بُستان کشف و شہود باشد ہر آئنہ برزخ الوہیت خود خواہد بود

۵۔ پیرِ من و خدائے من از تو بحق رسیدہ ام

من لم یشکر الناس لم یشکر اللہ۔ یادی دو درجہ است۔ درجہ اول آنکہ ہمیشہ مستمد و مستفیض باشند تا باب ترقیات بے نہایت مفتوح باشد و ادب ایں معنی را کما ینبغی رعایت نمانند

تابرخورداری وبرکت کامل گردد۔ درجہ دوم آنکہ بر تقدیر آنکہ مارا درمیاں نہ بنید وگماں برید کہ ازارواحِ طیبۂ خواجہا بے واسطہ مستفیضیم مانیز ازیں ابا نداریم۔ ہرچند کہ خلافِ واقعہ است وموروث بے برکتے دراتباع مسترشداں لیکن حفظِ طریقۂ خواجہا و استفاضہ در توجہ بایشاں وعدم خلط بطریق دیگو ناگزیر است وازاں بہ ہیچ وجہ چارہ نیست۔ ایں طبقہ درغائت غیرت ونازکی اند۔ شما کتب محققین مطالعہ نکردہ اید۔ طریقۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم باہیچ تفاوتے طریقۂ ایشاں است اخفاوعدم امتیاز ازخلق شکستگی ومتواضع بودن وخودرا در دائرہ عوام انداختن اکتفا بسنن معتادہ نمودن وباسبابِ ظاہر توسّل نمودن طریقۂ مصطفےٰ صلّی اللہ علیہ وسلّم است۔ چنانچہ شیخ کبیر محی الملّۃ والدّین محمد بن العربی درکتاب فتوحاتِ مکیّہ می گوئیند کہ ہذا مقام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم والوبکر الصدیق ومن المشیخۃ ابویزید البسطامی وصمدون القصار وابوسعید الخرّاز ومن سادات ہذ المقام ابوالسعود وہذا حالنا۔ باقطع نظر ازیں شما برسیدۂ ایں باغ وید ونائب ایں گنجوران شمارا ملازم آستانہ ایشاں بودن وبر مرضیات ایشاں قدم استوار داشتن لازم وواجب است والسّلام علی من اتبع الھدیٰ

ایں عنایت نامہ ہم درایامیکہ جناب مستطاب عالی مقدار میاں شیخ تاج ازمستی ہائے دید کمالات خود ترقی نہ فرمودہ بودند۔ برائے تربیت ایشاں صادر شدہ بود۔ بعد ازاں آنچہ باعث برایں کتابت ہا بود۔ ایں بود کہ ازبرکات توجہ شریف ازوساوس ولغزش ہائے خود تائب گشتند وآخر بخیر انجامید۔

۵۔ بہ شیخ تاج الدین۔ حق سبحانہ وتعالیٰ برکات تامیہ ابدیہ روزی کناد۔ محبت نامہ کہ مصحوب نظام مرسل بود مطالعہ نمودہ شد۔ ازشورش ہا عجب آمد۔ سخنے نوشتہ بودیم اگر خلاف واقعہ باشد فہو المراد بادی وصیّت آں است کہ اگر صفتے ازصفات مارا مخالف یابند۔ بآنچہ در خیال شما کمال قرار گرفتہ تکیہ بآں نکنند کہ اطوار مختلف است۔ بعضے ازمعانی اَلنِّھَایَتُ ھُوَالرَّجُوْعُ اِلَی الْبِدَایَتْ مرجح طور بے تکلفاں وعوام روشن است وہم چنیں اگر درخاطر آید کہ اہلِ ارشاد راکشف والہام می باید آں نیز اصلے ندارد۔ اہلِ ارشاد بعد از فنا وبقا مظہر اسم العلیم والحکیم والمتکلّم می باید کہ باشند چنانچہ درکتب آمدہ طریقت مقرر است وہم چنیں ہمیشہ خودرا نیازمند ومستفید بداریدا حتیاج

مسترشد بمرشد ہمیشہ است و آنکہ می گویند اکنوں حاجت فلاں از مرشد برخاست۔ ایں معنی دارد کہ قائم بنور اصل شد۔ اگر مرشد از میاں برود فتورے باو راہ نمے یابد ۔

دریک دم اگر ہزار دریا بکشی　　　　گم باید کرد و خشک لب باید بود

وہم چنیں در آدابِ طریقہ عالیہ احراریہ نقشبندیہ چوں کوہ راسخ باشید۔ زنہار کہ بطریقِ دیگر خلط نکنید و آنکہ از سلاسل مختلف مرید می گیرید۔ چیزے نیست ہر کہ مرید شما شود۔ شود۔ واللہ۔ فلاں تعلیم و تلقین منحصر در طریقِ نقشبندیہ سازید۔ نان دیگرے خوردن و دُعائے دیگرے کردن بسیار بے فائدہ است شخصے نورِ نقشبندیہ از شما گیرد و متوجہ شطاریہ باشد چہ مزہ دارد۔ دیگر مرید کالمیّتِ بَیْنَ یَدَیِ الْغَسَّالِ مے باید کہ آنکہ خودش گوید کہ مرا تعلیم فلاں شغل بدہید۔ بغائت قبیح است ناپودن ایں چنیں خود روی خوشتر ۔

جملہ سرِ خواص و سرِ عوام　　　　گفتہ شد والسلام والاکرام

ایضاً بہ میاں شیخ تاج الدین نوشتہ اند۔

۶۔ دوام وضو و دوام شکر وضو و احتیاط لقمہ و اجتناب از معاصی بالکلیۃ از غیبت و سخن چینی و تحقیر بندہ مومن از آزاد و بندہ و بغض و کینہ مومنے و غضب و سختی بر زیر دستاں از لوازم است و اساس ایں کار است۔ بے ایں ہا کار محکم نمی شود و امّا اگر دریں امور احیاناً فتورے برود ترک ایں کار نکند بلکہ بتوبہ و استغفار متوسل شدہ دراز و یاد ایں کار کوشد تا بحکم اِنَّ الْحَسَنَاتِ یُذْھِبْنَ السَّیِّئَاتِ صفائی تمام روئے نماید انشاء اللہ تعالےٰ والسّلام والاکرام علی من اتبع الھُدیٰ۔

(در نیازمندی و شکستگی خود بجانب پیرزادہ جناب خواجہ ابو القاسم سلمہ اللہ تعالیٰ نوشتہ بودند)

۷۔ بہ پیرزادہ ابوالقاسم۔ دُور افتادہ گرفتار محمد الباقی بعرض ملازمان آستانۂ ولایت می رساند کہ ہوائے خاک بوسی آں منبع سعادت و اقبال بسیار است لیکن کثرتِ علائق و ضعف قوائے جسمانیہ سدِ عظیم شدہ بحال آنکہ بہ ہیچ طرفے رفتہ شود نماندہ۔ آرے کرم الٰہی بعنایت برگزیدگان او باقی است۔ انّہٗ علیٰ کلّ شیءٍ قدیر۔ بہر حال امید آں است کہ در سلک ملازمانِ خود داشتہ بتوجہی

امداد می فرمودہ باشند۔ دریچہ سعادت و ارادت خوہماں درگاہ را امید انم حضرت ایشاں قدس اللہ تعالےٰ سرہٗ ایں گدائے بے حاصل را خود بخود قبول فرمودہ بودند۔ چنانچہ در اوّل وسیلہ طلب والتماس ھم درمیاں نبود۔ اکنوں ازیں آستانہ ہم ہمیں چشم داشت است۔

ترا ہست دستِ تصرّف دراز مگیر از سرِ غائباں دست باز
مرادستِ ہمّت بفتراک تست سرم گر بگردوں رسد خاک تست

زیادہ چہ زبان درازی کند۔ الحمد للہ اوّلاً و آخراً۔

(ایں کتابت در جواب عریضہ مخدومی ملاذی استاذی میاں شیخ احمد ادام اللہ برکاتہٗ صادر شدہ بود)

۸۔ بہ شیخ احمد سرہندیؒ۔ در مکتوب سیوم مرقوم بود کہ توجہ بجہت دفع بعضے از امراض و شدائد آیا مشروط است بسبق علم بمرضی بودن او یا نہ۔

مخفی نماند کہ توجہ فعلے است از افعال اختیاریہ و فعلِ اختیاری یا مرضی است یا نامرضی یا مباح بر توجہی۔ کہ متوجہ الیہ اش از امورِ نامرضیہ است۔ بے شک آں توجہ نامرضی است و ہر توجہے کہ متوجہ الیہ اش از امورِ مباحہ است۔ آں توجہ از مباحات است لیکن نسبت بعرفا سُوءِ ادب است۔ چہ حق سبحانہٗ را تابع خود ساختن است و از امر فاتخذہ وکیلا۔ برآمدن و لہٰذا جمع از عرفا ترکِ تصرّف نمودہ اند و خود را در مقامِ عجز فرو گذاشتہ کابی المسعود الشبلی۔ ایں طبقہ گاہے بہ نیابتِ نبی یا رسولے بجہتِ اثبات معجزۂ آں نبی یا رسول تصرّف می نمائند و مثلِ ہماں معجزہ را بظہور می آرند۔ و ہر گاہ معرفت علو یافت عاجز محض می شوند۔ اسم ترک از ایشاں بوجی رفتہ و اگر تصرّفے از ایشاں بظہور می رسد امراً و جبراً است۔ چنانچہ از اطوار حضرت خواجہ احرار رحمۃ اللہ علیہ مفہوم می شود چہ باطن مبارک ایشاں کہ از مظہر خاص ارادۂ الٰہیہ بود بہر جا است متوجہ امرے می شد و بقوتِ قاہرہ رفع آں می کرد و خود نیز می فرمودند کہ وائے بر آں روزے کہ دل من در پیش یکے داست بایستادہ و سخناں دیگر ہم ازیں صریح تر است۔ چنانچہ اہل تتبع کلمات ایشاں را ظاہر است و شیخ بزرگ در کتاب فصوص خود را در درجہ

ثانیہ میگوئد و مقام ابو المسعود را فی الجملہ نقصے می نہد۔ بر سر سخن رویم و ہر توجہی کہ متوجہ الیہ
اش از امور مرضیہ است سَوَاءٌ اُظْہِرَتْ مَرْضِیَّہ فی الشریعۃ اَوْ فِی الْکَشْفِ الصریح
الصحیح فالتوجہ الذی نحن فی بیانہٖ وھو جمع الھَمّ الذی یعبر بالھمۃ امر
آخر یحتاج بعلم اخر انہ مرضی ام لا از سخناں حضرت ایشاں چناں معلوم می شود کہ مرضی
است وہم چنیں تصرف یا ترک التصرف بجہت اثبات معجزہ فی الجملہ تائید ایں می کنید۔ قال
رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اِذا امرتکم بامر فافعلوا منہٗ ما استطعتم۔ اگر گفتہ
شود کہ انبیا صلوٰت الرحمٰن علیہم باوجود ہٰذہ الاستطاعت و امر جہاد و اعلائے کلمۃ الحق چوں در
مقامِ تصرّف نمی آمدند گوئیم وما علی الرّسول الّا البلاغ عذر آں می خواہد ایشاں مامور بودند
بنفس جہاد و اعلائے کلمۃ الحق از طریقہ مشروعہ نہ بطریقِ تصرّف۔ ایشاں از اہلِ عجز اند نہ از اہلِ تصرّف
نمے بینی کہ لوط علیہ السّلام طلبِ ہمّت کردہ در آنجا کہ حق سبحانہٗ وتعالیٰ می گوید لو ان لی بکم قوۃ۔ کما
قال صاحب الفصوص رضی اللّٰہ عنہ۔ ہرگاہ امر الٰہی می شود بجہت امر قوّت و ہمّت ظہور می کند۔ در آں
وقت معنی فافعلوا منہ ما استطعتم جاری می شود پس اہلِ ہمّت را حکم اتباع انبیاء صرف ہمت
در مرضیات مرضی است و ترکِ آں نامرضی۔ باز بر سرِ سخن رویم و ہر توجہے کہ متوجہ اش از امورِ مشتبہ
است اعنی معلوم نیست کہ مرضی است یا نامرضی است۔ چنانچہ سوالِ شما در مثلِ آں مادہ است
آنجا بہمت و توجہ دلیری نباید کرد بل دعا باید کرد۔ آں ہم باسم ذات مثل یا اللہ یا رحمٰن یا رحیم
اگر مرضی است مستجاب خواہد شد والا رفع درجہ یا کفارت سیّہ خواہد شد۔ عالم بخواص اسماء را مناسب
نیست کہ در ایں چنیں مادہ دعوت باسم بکند۔ امّا سوال آنکہ بعد از تحقق حضور مر طالباں را از ذکر باز
داشتن و امر بہ نگہداشت حضور کردن لازم است یا نہ۔ مخفی نخواہد بود کہ جمع حضور با ذکر احکم و
اوثق است ذکر از جمعے کہ بسببِ فتور حضور ایشاں شود ممنوع است وہم چنیں در وقتِ کسالت
و سآمتِ نفس ممنوع است حضور ذکر روح است و تصحیح حروف ذکر کہ درجہ اخفا است علی القول
الاصح فی المنفرد عند ائمۃ الحنفیہ نصیب خیال و نفس و زبان است چہ زبان نیز در وقت
نگہداشت بے حرکتے نیست۔ کما ظہر علی اہل الشعور و حقیقت ذکر آں است کہ آدمی بہ جمیع
اجزائش ذاکر باشد تا اسمِ ذکر براں حقیقت جامعہ تواں نہاد۔ و در حدیث الا انبئکم بخیر اعمالکم

(الحدیث) اشارت بایں ذکر است کما فی کتاب الفصوص اما سوال آنکہ در فقرات خواجۂ ماذکور است
کہ اہلِ صحبت را آخر بذکر امر می کنند کہ بعضے مقاصد ہست کہ بے آں میسّر نیست۔ آں مقاصد چیست و
بچہ وقت امر بذکر می باید کرد۔ مخفی نماند کہ وقت امر بذکر وقت ظہور حضور است و وقت ظہور حضور وقت
بتکلّف آمدن رابطہ است ونتیجۂ ذکر فنائے حقیقی وظہور اذکر لہ۔ وآنچہ بعد ایں است از حقائق و معارف
ومراد از ذکر لا الٰہ الا اللّٰہ کما ھو الظاھر من طریقھم تواند بود کہ در اثنائے رابطہ یا توجہ
ذکرے از اذکار بطریق انعکاس از باطن مرشد بباطن سالک بتابد خواہ ذکر قلبی وخواہ ذکر روحی۔
وھو المعارف وھو عین النتیجۃ کما شاھدتم خیر مرۃ واگر صحبت ورابطہ منتہی بایں قسم چیزے
شود۔ بازنفی واثبات درکار است رفیع الدرجات۔ گاہ باشد کہ کشف نیز منجر بایں سیر شود
ازجہت ظہور مرتبہ فوق اذا اراد اللّٰہ شیئًا ھیأ لہ اسبابہ بالجملہ طلب می باید من قرع
باب الکریم ولج ولج مقرر است کہ ہمت را اثرہاست وآنچہ در فقرات است کہ بے ذکر
نمی شود تواند کہ سیر محبی باشد چہ سیر محبوباں دیگر است ؎

عشقِ عاشق با دو صد طبل و نفیر — عشقِ محبوباں نہاں است و ستیر
عشقِ معشوقاں خوش وفربہ کند — لیک عشقِ عاشقاں تن زہ کند

اگرچہ باحقیقت ذکر کہ اعراض واقبال است وراں سیر ہم درج کردیم لیکن ذکر خفی پوشیدہ
است کہ ملک را نیز براں اطلاع نیست۔ ان ذکرنی فی نفسہ ذکرتہ فی نفسہ وھو الحافظ
لھذا الذکر وھو الذی یرقبہ بلاواسطۃ وسبب باالتجلّی فی الخلوۃ التی لیس فیھا الا
ھو وان ذکرنی فی ملاء الملائکۃ او غیرھم من الانس ذکرتہ فی ملاء خیر منہ۔
فان فی ھذہ الملاء نفسہ داخل وفی ملاء الحساب تفنی النفوس بظھور الکبریاء
عدم خیریۃ الملاء بالنسبۃ الی ملاء آخر لاینافی خیریۃ بعض اجزاء الملاء النازل
بالنسبۃ الی اجزاء الخیر۔ برسر سخن رویم ترقی در ذکر نفسی است وبس علی ما بینّا۔ وہر ذکر
ملائے کہ خالی از ذکر نفسی است درجہ بیش ندارد۔

؎ صاحب دردے وسوختہ جاں می باید
آتش زدۂ بجاں نماں مے باید

امّا سوال آنکہ بعض از طالبان اظہارِ طلب طریقہ می کنند لیکن در لقمہ احتیاط نمی کنند الی آخرہ۔ مخفی نماند کہ پیش ازیں در خاطر فقیر ایں معنی خطور می کرد کہ دریں باب وسعتے کردہ شود۔ اکنوں نیک افتاد دہر کہ می تواند رعایت احتیاط کرد و تقصیر نکند و نسبت بادشما نیز مبالغہ نمائید مبادا کہ از اہمال و مساہد دیگراں مساہد در ہمہ راہ یابد البتہ دریں باب مساہد نکنید کہ رعایت طریق جذبہ بے ایں درویش تمام نمی شود و جمعے کہ رعائت نمی توانند کرد در باب ایشاں مسامحہ بکنید لیکن در حدودِ شرعیہ باشند آں نکنند کہ ہر چہ از حلال و حرام یابند بخورند و ہیچ باک ندارند نعوذ باللہ منہا۔ اگر کسے ہم چنیں باشد ملاحظہ معنی اللہ حاضر می فرمائید تا آمدہ شد و ملازمت شما نجل شود۔ و ازاں معنی باز ایستد در اثنائے آمد و شد و مذمّت لقمۂ حرام و بے خاصیّتے آں سخن کنید و اگر ایں چنیں بے باک است لیکن مستعد تیز رو است می تواں باوجود آں خرابی طریقہ گفت امید کہ خود متنبّہ شود۔ و اگر نشود بعد ازاں کہ اورا یقینی بایں طریق پیدا شد و فی الجملہ نسبتے بدست آورد و سلب نسبتش کنید تا شامتِ لقمہ را بدریابد الغرض تا توانید مظہر رحمت باشید و فائدہ بخلق خدا برسانید اگر جمعے میخواہند کہ مجرد استناد بایں طریق پیدا کنند مصافحہ و معاہدہ کنید۔ او عہد کند بر متابعتِ شریعت و حفظِ عقیدت از کدورت ہوا و بدعت و شما عہد کنید بر ثواب و نجاتِ آخرت۔ فمن نکث فانما ینکث علیٰ نفسہ و من اوفی بما عاھد علیہ اللہ فسیؤتیہ اجرًا عظیما۔ اگر شجرہ طلب کنند نامہائے مشائخ را تا حضرت مولانا نوشتہ بدہید تا یاد گیرند مارا از خرابی خود شرم می آید کہ نام ما در سلک خواجہا در آید گاہے برائے توفیق ما فاتحہ خوانید ایں جماعہ کہ مصافحہ خواہند کرد اگر توانند دوازدہ رکعت تہجد و چہار رکعت بدو سلام اشراق و دوازدہ رکعت چاشت و چہار رکعت سنتِ عصر و بعد از سنّت مغرب چہار رکعت نفل بدو سلام بکنند و دو رکعت تحیۃ مسجد ہر گاہ کہ در مسجد در آئند و بنشینند مگر آنکہ بعد از طلوعِ آفتاب و بعد عصر در آئند و دو رکعت شکر وضو ہر گاہ وضو کنند الّا ہماں دو وقت۔ و دوام وضو رعایت کنند ازیں جملہ آں قدر کہ توانند بکنند و اگر ہمہ را کنند بہتر و کامل تر و اگر حق سبحانہ توفیق زیادہ بدہد ہمیں نماز ہارا خصوصاً نمازِ شب را بہ تطویل قرأت دراز بکنند۔ اگر سورۂ طویلہ یاد نداشتہ باشند سورۂ اخلاص را چنداں کہ توانند تکرار کنند۔ اگر فراغ و خفت باشد الیستادہ و الّا نشستہ نماز را بملالت و کسل جمع نکنند و دو رکعت آخر اشراق را بہ نیت استخارہ جمع بکنند و دعائے استخارہ تا اللّٰھم ان

کنت نعلم بخوانند وبجائے آخر دعا اللّٰھم انی لا املك لنفسی ضرا ولا نفعا ولا موتا و لا
حیوۃ ولا نشورا ولا استطیع ان اخذ الا ما اعطیتنی ولا ان اتقی الا ما وقیتنی
اللّٰھم وفقنی لما تحب وترضیٰ من القول والعمل فی یُسر وعافیة اللّٰھم خرلی
واختر لی ولا تکلنی الیٰ اختیاری طرفة عین ولا اقل من ذلك اللّٰھم اجعل الخیرۃ
فی کل قول وعمل اریدہ فی ھذا الیوم واللیة الی تلك الوقت بخوانند وعید ماثورہ صحیحہ
کہ بعد از فرائض در کتب صحاح مقرر شدہ آنچہ توانند وہر دعائیکہ در وقت کتب صحاح مقرر شد
بخوانند واز نوافل صیام آنچہ پیش علما مستحب است از صوم دوشنبہ وپنجشنبہ وجمعہ ولیکن جمعہ را
تنہا نہ واز صوم ایام بیض واز صوم سہ روز از اول ہر ماہے الا شوال آں قدر کہ توانند بر آرند
والسّلام والاکرام

حدیث فان ذکرنی فی نفسہ ذکرتہ فی نفسی وان ذکرنی فی ملاء ذکرتہ
فی ملاء خیر منہ را بعض از علماء دلیل جواز جہر ودلیل خیریت ملائکہ بر آدمی داشتہ اند کما ھو الظاھر
لیکن اگر مراد از ذکر نماز باشد واز ذکر ملائے قرأت جہر باشد کما اشار الشیخ رحمہ اللہ عنہ
فی صلوۃ الاستسقاء فی الفتوحات المکیہ لا یلزم شئ منھما اما الاول فظاھر
وکذا الثانی فان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لم یکن ماموما اصلا لیکن مذہب شیخ
فضل ملاء اعلیٰ است بر خواص بشر وھو راجع الی فضل ولایة الخاصة ای الوقت الذی
لا یسع فیہ ملك مقرب ولا نبی مرسل الی الولایة مع النبوۃ مع ان الفضل
الجامعیة مسلم فالولی المستھلك فی زمرۃ المھیمین من الملاء الاعلیٰ والبشر اسم
الجامع المراد ان المراد من الخواص الرسل وعامة العلماء یفضلون خواص البشر
علی الخواص من الملك وھو رسلھم ھذا متفق علیہ بین الشیخ والجمھور فافھم
مقامے نوشتہ بودند کہ رسیدم ومخصوص بحضرت ختم الخلافة یا فتم ما را دراں دو شبہ است یکے آنکہ
در اول خود را نامناسب می یافتند بعد ازاں بتدریج می رفتند ومتصل شدند ودریں میاں ترقی در
کدام جہت شد کہ سبب وصول شد اگر جہت جذبہ را می گویند ظن ایں است کہ جہت پیش ازیں
مقام بتمام شدہ بود صفا وغلبہ شہود سبب رسیدن آں مقام نیست۔ چنانچہ خود اشارت کردہ اند

کہ آں مقام مجذوب سلوک تمام کردہ است و اگر جہت سلوک راجی گویند می بائست دریافت کہ چہ صفت بدست آمد کہ آں مقام پیدا شد۔ شبہ دیگر آنکہ چوں تواند کہ آں مقام دیگرے را نباشد اقطاب وقت راکہ در ہر وقت سند زمان اند در جہت جذبہ یا سلوک چوں نقص باشد بارے رجال آں مقام را واہل قوام او را و فرود او را و نامناسباں او را بہ تمام بنویسند شاید امرے مشخص شود۔ می دانم کہ مارا مناسب نیست بآں مقام بارے بہ نویسند کہ عدم مناسبت چہ نوع است دیگر مکرّر توجہ نمائند بہ بینند کہ ترک مشغول ساختن مردم نسبت بما مرضی است یا نہ؟

ایضاً ایں جماعت کہ مصاحب مانند ایشاں را نیز در صحبت دیگراں فرستیم دخو و مجرد باشیم مرضی ہست یا نہ اندیشہ بادشاہ را در خاطر نیارند۔ غرض دیگر داریم البتہ مکرّر در اوقات نیک توجہ نمائند بدست معتمدے نوشتہ فرستند۔ اگر شیخ نور بہ نقطۂ فوق رسیدہ باشد۔ شیخ نور بیاد و دیگر اسرار محفوظ دارند چنانچہ خصوصیّت آں مقام را نسبت بحضرت ختم الخلافت اظہار نکنند مردم در غلط می افتند سبب فساد عقیدہ می شود والسّلام

ایں رقعہ بہ یکے از خادماں کہ او را بملازمت مہجور کردہ بخدمت و دیدن مشائخ عہد فرستادہ بودند و امر فرمودہ بودند کہ اختیار خدمت ہر یک از مشائخ دیگر کہ خواہد بکند و ایں درماندہ بحض ضرورت امر اختیار ایں سفر کردہ بود و بے اجازت بوطن اقامت مراجعت می توانست نمود یاد نوشتہ بودند۔

۹۔ بہ یکے از خادمانِ مہجور بایزید بسطامی قدس اللہ سرہ العزیز السامی در ہدایت حال بملازمت عزیزی بہ طلب مقصود حقیقی رفتہ بود آں عزیز فرمودہ کہ آنچہ تو مے طلبی در قدم اوّل گذاشتہ آمدہ ہماناں کہ حضرت سلطان را بخدمت والدہ امر کردہ بودند بارے بہر حال العود احمد شما را نیز بمتابعت آں قافلہ سالار شطار طریق مراجعت می باید نمود شاید مشابہت صورت منتج مناسبت معنوی شود حقیقت معیت حق و شمول وجود مطلق آشکارا گردد ؎

ہمچو نابینا مبر ہر سوئے دست
با تو در زیر گلم است آنچہ ہست

بیکے از طالبان کہ بواسطہ شغل کسب باسباب معیشت شغل باطنی بفرمودند واو مستدعی می بود
ایں رقعہ باو نوشتہ بودند ۔

۱۰۔ بہ یکے از طالبان ۔ محبت نامہ کہ دریں ولا مرسل بود مطالعہ نمودہ شد موفق باشند حق تعالے
درد خود کرامت فرماید آنچہ درباب طلب مشغولے مرقوم بود بالفعل برہماں چہ مقرر شدہ باشند ہفتاد
ہزار بار ذکر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ درمدت یک ماہ یا کم یا بیش نیک است مدار بر
رابطہ وصدق اعتقاد است انشاء اللہ تعالے آثار گسستگی وبے تعلقی روئے نمودہ مقصود
بحصول پیوندد واکابر فرمودہ اند کہ روئے دل از دشمن برگیر ودست طلبیدن چہ حاجت والسلام

۱۱۔ درمیاں شب خواہ در ثلث آخر خواہ در نصف آخر وخواہ در ثلثین آخر وخواہ در ربعین میانہ
از خواب برخاستہ ہر دو دست خود را بر دو چشم خود مالیدہ بذکرے از اذکار مشغول شوند خواہ تسبیح
خواہ تہلیل خواہ تکبیر خواہ آیتے از آیاتِ قرآنی اگر آیت اِنَّ فی خلق السمٰوٰت والارض
واختلاف اللیل والنہار تا آخر بخوانند بہتر چہ سنت است بعد ازاں دو رکعت شکر وضو گزارد
دعائے جامع مثل ربنا آتنا فی الدنیا حسنۃ وفی الآخرۃ حسنۃ وقنا عذاب النار یا
دعائے دیگر از ادعیہ ماثورہ لیکن دعا را مسبوق بتحمید وثنائے الٰہی وصلوٰۃ ودرود حضرت رسالت
علیہ افضل الصلوٰت واکمل التحیات بکند بعد ازاں دوازدہ رکعت تہجد بشش سلام بگزارد۔ نہایتش
این است اقلش دو رکعت یا چہار رکعت اگر کبر سن یا ضعفے باشد بکند بعد از فراغ نماز کلمہ لا الٰہ
الا اللہ محمد رسول اللہ را آہستہ چنانچہ خود نیز نشنود بگوید لیکن در اثنائے گفتن حق را جل جلالہ
حاضر داند چنانچہ گوئیا مے بیند چہ حق از رگِ گردن ہر کس باں کس نزدیک است ومعنی کلمہ لا
متصرف الا اللہ باندیشد چنداں کہ تواند تکرار ایں سبق نماید وچناں اعتقاد کند کہ در ہر نفس
از سر ایماں آورد قال اللہ تعالیٰ وتبارک یاایہا الذین آمنوا آمنوا قال رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جددوا ایمانکم بقول لا الٰہ الا اللہ ۔ چوں نماز فجر
بکند باز بہماں تکرار خود مشغول شود ۔ تا آفتاب مقدار یک نیزہ برآید ۔ چہار رکعت اشراق بدو
سلام ادا کند ۔ اگر حق تعالے توفیق بدہد کہ تمام اوقاتِ خود را مصروف ایں طریق بدارد واسطہ

فیوضِ عظیمہ خواہد بود وَمَنْ قَرعَ بابَ الکریم ولَجَ لَجَ ؎

اگر تو پاس داری پاس انفاس

بسُلطانی رسانندت ازیں پاس

وَالسّلامُ علےٰ من اتبع الھدیٰ۔

۱۲۔ بہ شیخ تاج الدین۔ دماغ خشکے شما راکہ در باب شیخ ابابکر منوّہ بودند۔ خواندیم۔ ایں نوع چیزہا مناسب مقامِ شفقت وکارشناسی نیست۔ اولیاء از کبائر محفوظ نیستند۔ نامراد بے چارہ کہ روزے چند سلوک طریق تصفیہ کردہ باشد از کجا محفوظ و معصوم شد۔ تا خلافِ چشم داشت از وظاہر نشود خصوصاً گہ اصل دیوانہ و منحرف العقل باشد۔ استقامت صفات از وئے باید چشم داشت، اگرچہ بولایت برسد۔ خدا داند دراں وقت چہ نامعقول معقول او شدہ باشد و صورت صواب را از نظرش پوشیدہ باشد۔ کارخانۂ دیوانہا دیگر ست نمی بینید کہ تکالیف شرعیہ مربوط بعقل است بالجملہ ہمہ را در مرتبہ اش معذور مے باید داشت ونظر بر فاعلِ حقیقی باید کرد بل معیت وجود را باید دید اوب شناخت این است نفوس مختلف اند بعضے امّارہ و بعضے مطمئنہ و بعضے درمیان کہ آں را لوامہ می گویند۔ آں ہم اگر از ذوی العقول باشد مطمئنہ نفوس اولیاء است۔ اربابِ نفوس امّارہ را نیز معذوری باید داشت بل بنظرِ لطف باید دید در ہر کارے مطالعہ ہائے جمیل بکار باید برد طعن اہلِ سنبھل را نیز انکار نمی باید کرد۔ بل بنظرِ ترحم در ایشاں باید دید کہ از استقامت عقل برآمدہ اند و شیوہ نفوس را فراموش کردہ اگر عاجزے یک گناہ بکند حکم بر بطلان او چرا کنند و مجموع امور او را بر تلبیس چرا حکم فرمایند الحمدللہ والمنۃ کہ ملامت نصیب اولیا است ماخوذ در ظہور ایں امور طریق دیگر داریم ہرگاہ ملامتے می رسد در خود مے نگریم و یک بد صفتے در خود مے یابیم و ایں اشارت را مواعظہ غیبی میدانیم چنانچہ دریں مادہ نیز در خود نفاق ہا و تلبیسات یافتیم و التجا بحضرت کردم او بر ویم انشاءاللہ مرتفع شود بارے بگوئید کہ از شنیدن ملامت سنبھلیاں چہ ضرر لاحق خواہد شد عبادت را قبول نخواہد بود یا صفائے توجہ برطرف خواہد شد یا ردّ درگاہِ خداوندی خواہد شد چہ خواہد شد۔

ع معشوقہ ترا و بر سرِ عالم خاک

والسّلام

۱۳۔ حق سبحانہ و تعالےٰ دریچہ کرم وراہ سعادت مفتوح دارد سعادت در انقیاد احکام شرعیہ است و قوی ترین سببے در تحصیل انقیاد محبت خدا و رسول است ۔ وسیلہ در رسیدن سعادت محبت خدا و رسول محبت و خدمتِ دوستاں حق است ؎

بے عنایاتِ حق و خاصانِ حق
گر ملک باشد سیاہ ہستش ورق

۱۴۔ وفقک اللہ تعالےٰ آنکہ صور موجودات یک موجود می نماید۔ سہل است لیکن مبشّر است بظہور واللہ من ورائھم محیط ۔ انشاء اللہ تعالےٰ ظہور کند و آنکہ جز محبّت حق تعالےٰ باقی نمی ماند۔ نیک است ، مبشّر است بفنا و استہلاک در انوار ذات رزقک اللہ۔ لیکن دریافت ایں کہ جز محنت باقی نماندہ دشوار است و ہر گاہ محقق شد کہ جز محبت حق سبحانہ ہیچ باقی نماند و ایں معنی غلبہ کرد و بے شعور مطلق ساخت نوعے از فنا است ۔ مبارک است بشّر است بظہور سعادت وصول۔ لیکن فہم ایں و تحقیقش بغائت دشوار است صور شبیہ بسیار دارد بالفعل غائت اہتمام مرعی باید داشت و بکار باید کوشید۔ بعد از ملاقات تحقیق خواہم کرد ۔ دیگر بر تقدیر و بر تقدیر وصول نیز سعی بلیغ باید نمود کہ انوارِ الٰہیہ بے شمار است ہمّت را پست نباید داشت ۔ والسلام علےٰ من اتبع الھدیٰ ۔

ایں رقعہ بجناب میاں شیخ احمد سرہندی نوشتند۔

۱۵۔ کتابت کہ ارسال داشتہ بودند رسید و آنچہ از کشوف مذکور بود طریق آں بغایت مرضی و صحیح و مستقیم و مستحسن است ۔ چوں ایں طریقہ شما بر نہجے واقع شدہ کہ بے قول و زباں چیز ہا مکشوف می شود چہ حاجت است کہ بیاں ہمہ وجوہ نمودہ شود ۔ انشاء اللہ تعالےٰ بعد از ملاقات آنچہ باید گفت بحضور گفتہ خواہد شد ۔ ہر گاہ استخارہ کنند و ظاہر شود کہ البتہ باید آمد بیایند والا فلا ۔ الحمد للہ علی الاحسان ۔ دیگر ضعفِ ما بغائت قوی است و لہذا جواب مکتوب اوّل نوشتہ نہ شد یاراں ایں جائے یک نوع بکار طور می باشند صحبتے نیست کہ واسطہ سرگرمی شود ۔

ایں رُقعہ بجناب میاں شیخ احمد سرہندی نوشتند۔

۱۶۔ بہ شیخ احمد سرہندی۔ ابواب کرم یوماً فیوماً مفتوح باد کتابتے کہ مشتمل بر وقائع و احوال بود رسید فرصت مطالعہ وتحقیق نہ شد انشاء اللہ العزیز بعد از تحقیق چیزے نوشتہ خواہد شد۔ آنچہ در نظر اجمالے در آمدہ خود نیک است تعبیر جامہ پارہ وشخص و پوست اگر بعین ثابتہ و تعین در مرتبہ وجوب باشد بسیار نیک است مرتبہ وجوب ہماں وجہ خاص است تعین حادث از انعکاس عین ثابتہ بظاہر وجود برزخی است بین الوجود والعدم وہما الظاہر والباطن کالنسبۃ بین الطرفین فالممکن ہو التعین الخارج الذی ہو من المعقولات الثانویۃ والمعقول الثانوی ایضا برزخ بین الوجود والعدم فان لہ من وجہ تعلقاً بالوجود ومن وجہ تعلقاً بالعدم۔

اما آنچہ خود نوشتہ کہ آں جامہ پارہ را عین ثابتہ خود تعبیر کردہ وآں پوست را کہ آخر خود را ہماں یافتہ اید وآں جامہ را از خود بیگانہ اشارت برزخیہ داشتہ اید۔ خالی از تکلفے نیست آرے شما خود برزخ مذکور کہ غیر آں است کہ ما نوشتہ ایم شدہ اید و اتصال بآں یافتہ لیکن بیگانگی آں جامۂ پارہ از آں جملہ بعید است۔ بارے بہر حال نیک است وآنچہ در رسالہ سلسلۃ الاحرار در برزخ بین الوجود والعدم نوشتہ ایم غیر اینہا است اِن شاء اللہ العزیز بتفصیل کتابت اوّل و آخر را جوابے خواہم نوشت۔ سفر وطن را رعائت بسیار بکنید کہ تحصیل مقامات سلوک پُر ضروری است۔ مولانا عبدالہادی را دریں چند روز بجانب خانہ اش بفرستید تا والدۂ خود را بہ بینید کہ می گویند بسیار دلگیر است بعد از تسلّی والدۂ خود باز پیش برود و محمد صادق باہمہ دوستاں بدعا مخصوص اند

ایضا بجناب شیخ احمد سرہندی بقلم مشکین رقم صادر شد۔

۱۷۔ ابقاکم اللہ تعالیٰ۔ خدمت میاں صدر بہماں استدعائے تعلیم ذکر و مراقبہ کردند تعلیم ذکر کردہ شد۔ چوں مراقبہ خاصہ ایں طبقہ از مقولہ درس و بیاں نیست وایشاں ارادہ ہماں داشتند مصلحت چناں دیدکہ درخدمت شما تصحیح آں نمائند حصول آں بے ظہور تصرّف متعذر است انشاء اللہ تعالے وجہ اتم ظاہر شود۔ دریں اوقات ضعف کاتب قوی است فرصت صحبتے

سروبرگ توجہ نمانده شما نیز بعد از استخاره بیائید چنانچه پیش ازیں مرقوم بود که اگر البتہ باید آمد۔ بیائید والا فلا۔ شاہ حسین نیز ہماں نوع کند والدعا

۱۸۔ بہ شیخ احمد سرہندی۔ میاں شیخ محمد در خدمت شما خواہند بود ملتفت باشند و بر آنچہ لائق بحال ایشاں است امر نمائید جناب حاجی عبد العزیز دعا گفتند بعز اجابت مقروں باد محمد صادق و محمد سعید و سائر اعزہ دعا قبول نمائید۔ والدعا

مکتوب مرغوب بجناب شیخ الہداد رقم فرمودند۔

۱۹۔ بہ شیخ الہداد۔ جناب مخدومی میاں شیخ الہداد سالم و غانم در سیر و سلوک باشند سیر فی اللہ را بحقیقت آنہا دارند کہ بعد از تحصیل جذبہ و استہلاک در معنی کہ مستفاد است از نحن اقرب بمدد فیض الٰہی تزکیہ نفس می یابند و از جانب دیگر محل ظہور اعتبارات حقیقت می شوند از حال ایناں مجز ہم سبقاں نیز ہوش و استادانِ حاذق باخبر نیستند اولیائی تحت قبائی لایعرفہم غیری علی روایۃ من قرء بیاء النسبۃ بارے ایں قدر می دانیم کہ سلطان اہل طریقت و گنجور گنج حقیقت قطب ارشاد و پیر آگاہ خواجہ عبید اللہ احرار قدس اللہ سرہ العزیز در فقرات فرمودہ اند کہ اتباع حضرت رسالت علیہ من الصلوٰت اَتمہا و اعتقاد اہل سنت و الجماعت و نسبتِ باطنی خواجگان بہتر از نعیم عالم است چہ دنیا و چہ آخرت دیدار نشار آخر صورت ایں نسبت است چنانچہ بہشت صوری صورت اعمال صوری است والسلام

یکے از مخدوم زادہ ایں سلسلہ شریفہ کہ بجانب ولایت بود بقلم مشکیں رقم قلمی فرمودہ بودند نامِ او معلوم نیست۔

۲۰۔ بیکے از مخدوم زادہائے ایں سلسلہ۔ حضرت حق سبحانہ و تعالیٰ از جمیع نابایستنی ہا محفوظ و مصؤن دارد و خاطر مبارک متفرق نباشد۔ بمدد ارواحِ طیبہ اکابر کلفتے روئے نخواہد داد۔ آنچہ می باید آن است کہ قصداً و اختیاراً در اکمنہ خبیثہ نمی باید در آمد باقی مجموع امور از آفات محفوظ

خواہد بود۔ ظاہر است کہ اعتمادِ کلی بہمت حضرات خواجگاں خواہد بود۔ ایں کمترین مرید اں نیز دریں معنی موافقت خواہد نمود و ازاں برگزیدگاں التماس لطف خواہد نمود وظیفہ خدمت آں بود کہ در ملازمت مولانا ترسول بشرفِ ملازمت می رسید لیکن خدا علیم است کہ ضعفِ جسمانی سدِّ راہ است ۔ اگرچہ بعضے از موانع دیگر نیز ہست ۔ باری اگر خواست الٰہی باشد و رفع موانع شود بجان و دل متوجہ خدمت خواہد شد مخدوم زادہ برخوردار بندگی قبول نمائند۔ جناب شیخ ابوالحسن نیز والدِ مامع الاخلاص ۔

۲۱۔ ہماں شکستہ دل و دردمند و مسکینم
ہماں جفاکش و سرور کمند دیرینم

ایں بیت مجملاً مارا از اظہار محزونات خاطر فارغ ساخت چہ عرض محرومی از وصول بہ مقصد المقاصد و چہ بیاں خار خار چہرۂ دل کہ تفصیل مرتبہ رُوح است و چہ از مہجوری از مقام انس بہ صفات جمیلہ خواہ جمال صوری خواہ جمال معنوی شاہدِ دل را وجوہ بسیار است بہر دو جہے مائل مشاہدی است ۔ آں لطیفہ روحی است کہ راہ خاص او جز احدیت صرف نیست زندگی و مردگی آدمیاں منوط و مربوط بہ ہمیں رفتار است از محبوباں تفصیلی بندگان درویشی نظر بکرم جوئی و آراستگی و بے عرفی مارا مشتاق خود دارند۔ دُعائے نیازمندانہ قبول نمائند و بتوجہ و فاتحہ مددمی نمودہ باشند۔ مخدومی مولانا محمد صوفی بحقیقتِ اسم خود برسند والسّلام والاکرام ۔

۲۲۔ ضیق وقت مانع تمہید مقدمات مخلصانہ شد ۔ لاجرم بکوتاہی املا و کمی کاغذ و بے ربطی عبارت راضی گشت چہ سخن ہر گاہ از مرکز خود برآید ۔ بر مجموع اسباب آں فتور می رود و مدعائیکہ از مدرکہ سر می زند قطب دائرہ ملاحت است خیالی و تکلفی کہ لائق حال اہل آں است آنہا سرانجام آں می توانند داد حال بہ تمام معلوم شما است کہ خلوت خانہ اندیشہ مارا چہ می رود ۔ باوجود تفصیل آنرا خود خواہم کرد انشاء اللہ تعالےٰ دریں چند روز بشرفِ ملاقات خواہم رسید والسّلام

۲۳۔ اللہ ولی الذین امنوا یخرجھم من الظلمات الی النور۔ برحمت سابقہ دریابد وبوساطت نگاپوئے صوری ومعنوی حجاب نابود مارا از ما برباید بمنہ وکمال کرمہ وعنایت نامہ نامی مملو از جواہر لطافت رسید دل در اہتزاز و روح در پرواز آمد۔ بیت ؎

زہر نکتہ خرد کامی دگر یافت

زہر خط خاطر آرامی دگر یافت

الحق باہمہ اجمال وکم سخن نسخہ تفصیل آدمیت بود مقصود آفرینش راکہ طلب مقر اصلی وتنفر از اختلاط بہ وحوش صحرائی باز ماندگی باشد باخود داشت حق سبحانہ وتعالے ایں شکستہ پائے زاویۂ سیاہ دلی وکاہلی طبیعے را نیز بایں برساند

ایں کتابت بجناب ملاذی امید گاہی خدمت شیخ تاج نوشتہ شد۔

۲۴۔ بہ شیخ تاج الدین۔ نیاز مند مخلص ومحب مختص دولت خواہ وآرزو مندمی باشد۔ کرم فرمودہ درباب رفتن بآگرہ مشورت کردہ بودند استفت قلبک ولو افتاک المفتون۔ ہرچہ خاطر الہام پذیر بر آں قرار می گیرد صراط مستقیم است۔ باوجود استخارہ طریقہ مسنونہ است و آنکہ از خواب ہائے مختلف غریب مرقوم بود بحسب تجربہ معلوم شدہ کہ گاہے منشاء آں ضعف قوائے جسمانیہ می باشد خصوصاً کہ مردن شخصے دیدہ شود گویا کہ طبیعت خود را دیدہ ایں قدر ہست کہ آں شخص را بحسب طبیعت وضعف مناسبتے بایں راہ دریں وقت پیدا شدہ خدا تعالے در حفظ خود نگہدارد و باکے نخواہد بود و ایضاً بعضے از مقامات را مناسبتے بموت است ہمانا کہ دراں مقام صفت افادہ از اں سالک منعدم می شود من زاد حیًّا ولم یرزق منہ شیئًا فکانما زار میتًا شاید بعضے از مناسبت ہا دیگر ہم باشد۔ بارے موت را باآں مقام مناسبتے ہست دیگر ظاہر ایں است کہ بعد از رفتن جماع واقع شدہ باشد ودریں میاں بعضے از ادویہ حارہ نیز خوردہ باشند۔ شک نیست کہ نسبت بمزاج شریف ایں معاملہ واسطہ پریشانی خواب وفراموش کردن آں می شود وہم چنیں واسطہ یک قسم فرود آمدن از استغراق نیز می شدہ باشد وایں ہم سبب خواب پریشاں می باشد انشاء اللہ العزیز خیر باشد ایں مخلص نیز بغایت ضعیف و بے قوت و فسردہ

می باشد۔ طاقت یک ذرّہ نیروئے نماندہ۔ حکیم مطلق کریم و رحیم دوہاب است کارہا بمراد خواہد شد۔ بر مرضیات خود بدارد و بر ہماں بمیراند و در سلک اہل رضا محشور گرداند عنایت نمودہ بودند کہ خبر بسیار است کہ نوشتن آں خالی از خللے نیست۔ التماس آں است کہ بر ہر تقدیر بقدرے کہ تواں نوشت بنویسند دیگر سیّد بخاری کہ اود ترقی دارد۔ چوں در خدمتِ شما است چہ حاجت کہ ایں جا بیاید اگر از غیب اشارتے برسد و ناچار باید آمد آں چیز دیگر است۔

ع من کیم لیلےٰ و لیلےٰ کیست من

مولانا یعقوب راکہ فرستادہ ایم نیز باں نیّت البتہ خبرے بیارد و اگر مرضی است د خیر است بیارد و الّا فلا۔ و کان ایں معاملہ چنداں گرم نیست نزدیک است کہ سردی تمام رو نماید الّا ما خدا نگہدارد۔ والدعا مع الاخلاص اگرچہ تصدیع است لیکن ہرچہ باشد نوشتہ ارسال دارند۔

ایں رقعہ بیکے از طالبان وقت بہ قلم مشکیں رقم اصدار نمودند۔ مراد از یکے طالبانِ وقت نواب مرتضوی انتساب نواب مرتضیٰ خان است

۲۵۔ حق سبحانہ وتعالےٰ بمنتہائے مطالب برساند۔ اہلِ تحقیق می گویند۔ آئینہ مدرک را دو رُو است۔ یک رویش بخلق و دیگر بخالق۔ ہرگاہ کہ رُوئے بخالق است درمیاں آید مقصود حاصل است و ایں سعادت در ہر یک آں می تواند بود۔ مجذوباں سالک بایں طور اند الغرض رشتۂ امید را ہیچ وقتے از دست نمی باید داد۔ بیت ؎

یک چشم زدن غافل ازاں ماہ نباشی
شاید کہ نگاہے کند آگاہ نباشی

ایں رقعہ بجناب شیخ تاج الدین قلمی فرمودند۔

۲۶۔ بہ شیخ تاج الدین۔ السلام علیکم و علی من لدیکم۔ جمیع اہل بیت از خورد و بزرگ و سایر اعزہ در رفاہیت و عافیت باشند۔ مَا عِنۡدَكُمۡ يَنۡفَدُ وَمَا عِنۡدَ اللّٰهِ بَاقٍ

اہتمام باید نمود کہ زندگانی جز در مرضیات الٰہی صرف نشود و مابقی زاید و بے اعتبار بل مکروہ و مُردار است۔ حیاتِ صوریہ معلوم است تا چند و ناخواہد کرد۔ اہلِ عقل را فکرِ آں منزل از ضروریات است زیادہ چہ گوید والدعا۔

۲۷۔ حق سبحانہ و تعالیٰ استقامت در کار نصیب کند۔ احتیاط در لقمۂ پراگندہ و اجتناب از ظہورِ صفاتِ نفس مقوی شوق است سعی و کوشش نمائند کہ لقمۂ حرام و مشتبہ خوردہ نشود و صفاتِ ذمیمہ نفسانیہ از غضب و بدخلقی و شہواتِ غیر ضروریہ بظہور نیاید۔ خلاصے از مہلکات جز بحسنِ انحصار و التجا بجناب حق سبحانہ میسّر نیست دائماً متضرع و نیازمند می باید بود و پیش ہر ذرّہ از ذرّات تواضع و فروتنے باید نمود ؎

بے عنایاتِ حق و خاصانِ حق

گر ملک باشد سیاہ ہستش ورق

حرکت قلبی ہرگاہ بروفق حرکت ذکرے شود یا بسمع خیال کلمہ اللہ مسموع شود۔ عبارت از ذکر آں گوشت پارہ صنوبرے است آں را نیز ذکر قلبی می گویند و از غیر اعتبار بیرون است و ذکر قلبی عبارت از حضور و شہود است بجناب حق سبحانہ ہرگاہ ایں معنی دست دہد دل شمار را از خطور اغیار برہاند و ذکر را گزاشتہ محافظت او نمائند و ہرگاہ فرونشیند باز بر سر ذکر او بروید تا زمانیکہ آں دولت ثباتے پیدا کند آں زماں ذکر را با او جمع کردہ منتظر الطاف بے نہایت باشید بعد از آں رسیدنی است نہ گفتنی و ہرچہ بظہور رسد بہ تفصیل بما بنویسند۔

ایں رقعہ قبل مرض موت کہ امراض مزمنہ غلبہ ہانمودہ بود بجناب ارشاد پناہ مقرب آنحضرت شیخ تاج الدین جیو نوشتہ بودند بجناب مشارٌ الیہ بعد از وصال آنحضرت قدس سرہ رسید۔

۲۸۔ ؏ نیازمند تو ایم ای نیاز پروردہ

الحمد للہ والمنۃ کہ دریں اوقات در عارضہ سردی یک قسم تخفیفے ہست لیکن گاہ گاہ از حرارت و یبوست دماغی صورت عجب رُوئے مید ہد کہ بتقریر راست نمی آید انشاءاللہ

تعالےٰ واسطہ خیر باشد و دراوقاتیکہ خوش آید عبودیّت و شکستگی و نیازمندی ہرچہ میسّر شود از حمد و ثناء و استغفار و تسبیح و تہلیل و صلوٰۃ و تلاوت نیک است مگر در غیر تلاوت و صلوٰۃ رعایت اخفا از طریقہ ایں خانوادہ است والسّلام والاکرام

خارے بیکے از اُمرائے مخلص مستعد کتابتے نوشتہ بود و ایں امیر مکرراً عرائض و نیاز ہا بدرگاہِ عالی عرضداشت می نمودہ بود و فرصت جواب نوشتن نشدہ۔ در پست کتابت ہمیں خادم چند کلمہ حسب التماس جمعے از اربابِ حاجت قلمی شدہ بود و بایں تقریب درجواب عرائض مشارُ الیہ ایں چند سطر شرف ورود یافت۔ بعد از رسیدن ایں دو سہ سطر مسموع شد کہ در اطوار ایں مستعد مذکور تغیّر بسیار راہ یافت و اثر کرد امید کہ سر رشتۂ آنرا با عمالِ خیر استحکام دادہ باشد تا برکات ایں تصرّف سرمدی کردہ باوجود بمقتضائے رب حامل فقہ الیٰ من ھو افقہ و بہ توفیق اللّٰہ تعالےٰ درویشے را مصحوب نیاز نامہ خواہد فرستاد و اشارت بروشے خواہد کرد و انشاءاللّٰہ تعالےٰ موافق اُفتد و درے مفتوح گردد۔

۲۹۔ بہ یکے از امرائے مخلص حضرت واہب العطیات از خزائنۂ غیب أضعاف آنچہ دلخواہ دولت خواہان است برساند بمنہ و کمال کرمہ امید می دارد کہ رقیقۂ مناسبتے کہ جوہرِ رُوحانیتِ عالی فطرتاں را در حرکت دارد۔ در عرصۂ شعور بظہور آمدہ دستِ تطاولِ طبیعت و ہوا را بیکار و کوتاہ دارد۔ ایں ہا ہمہ عبارت آرائی است۔ اللّٰھم لا تکلنی الیٰ نفسی طرفۃ عین۔ تمام است۔ بیت ؎

کے بود ماز ما جُدا ماندہ
من و تو رفتہ و خُدا ماندہ

وانکہ در التفات نامہ قلمے بود کہ ایں بے حاصل متصدی شرح طریقے شود کہ موصل بمقصود باشد ہرچند کہ نہ در خورِ حال و مقام من است۔ بیت ؎

در عشق تو معرُوفم از وصلِ تو محرومم
گرگِ دہن آلودہ یوسف ندریدہ

۳۰۔ حق سبحانہ وتعالےٰ براں دارد کہ رضائے او باشد۔ دنیائے دوں خصمی است قدیم ہیچ کس را دو روز بر یک حال نگزاشتہ۔ عاقبت از دوستاں وخویشاں بریدہ قطع دنیائے بے مدار میباید کرد۔ عاقل آن است کہ عمرِ چند روزہٗ خود را صرفِ طاعتِ حق کردہ تمام متوجہ دار خلو باشد۔ والسّلام والاکرام

۳۱۔ توفنی مسلما والحقنی بالصالحین۔ مسلمانی گردن نہادن است احکامِ الٰہی را۔

رُباعی

خواہی کہ بصوفی گری از خود برہی
باید کہ ہوا وہوس از سر بہ نہی
آں چیز کہ داری بکف از کف بدہی
ہر سنگِ بلا کہ بر تو آید نہ جہی

سخن سلطان ابوسعید ابوالخیر قدس سرہ است کہ تصوّف آن است کہ آنچہ در سر داری بنہی وآنچہ در کف داری بدہی واز آنچہ بر تو آید نجہی۔ مسلمان آن است کہ او را در ہر دو سرا جز حق سبحانہ مرادی نباشد۔ والسّلام والاکرام

ایں رقعہ بجناب عالی مرتبت شیخ تاج الدین در اول حال حضرت خواجہ بقلم مشکیں رقم شرف صدور یافت۔

۳۲۔ بہ شیخ تاج الدین۔ بدانکہ سالکِ طریقِ حق را قدمِ اوّل توبہ نصوح است واعتقاد صحیح ودرست بر مذہب اہلِ سنت وجماعت۔ چوں مدار ایں صفت بر علم است پس بر تو باد کہ ملازمت علماء، تمام عمل پاکیزہ اعتقاد را بقدرِ حاجت از دست نہ دہی وحتی الامکان تحقیق دین وملت خود می کردہ باشی مدار ظہور حقیقت بر جذب وکشش الٰہی است وجذب وکشش موقوف است برانکہ ترا بوصف محبوبی برگزیند وایں موہبت علیا مشروط است بر متابعت سیّد الاوّلین والآخرین ظاہراً وباطناً قال تبارک وتعالیٰ قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ

فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ دیگر توجہ تام بحضرت او بتوفیقہ باید کہ نفسے از تو بے یاد او نہ بر آید اگر بناگاہ غفلتے رو د آنرا گناہِ عظیم شمردہ سخت متالم و محزون شوی و دراں حزن بدرگاہِ حق بدر فنبالی کہ لوازم بشریّت از تو بر گیرد می باید کہ ہمیشہ بصفت عجز و اضطرار بر آئی تا مجیب مضطرین کار تو سازد۔ دیگر بر تو باد کہ بر کسے اعتراض نکنی و آزارِ خاطر بخوئے و محبت دوستان حق سعادت عظمٰی شماری۔ امّا از اختلاط بصوفیاں جاہل احتراز نمائی۔ دیگر از غیرِ خدا طلب نکنی کہ حجاب بزرگ و سر قوی طلب از غیر اوست۔ ہر گاہ کلمہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ را بگوئی در دل بیندیشی کہ نیست معبودے غیر او۔ بدانکہ ہر چہ محبوب و مقصودِ تست ہماں معبود تست و ہر چہ ہوائے تست خدائے تست افرأیت من اتخذ الٰھہٗ ھواہ۔ پس می باید کہ در گفتن آں کلمہ صادق باشی و محبت غیرِ او را بتمام از دل بر آری و قبلہ توجہ خود را در ذاتِ الٰہی حصر کنی ؎

یارب ز تو آنچہ من گدا می خواہم

افزوں ز ہزار پادشاہ می خواہم

ہر کس ز در تو حاجتے می خواہد

من آمدہ ام از تو ترا می خواہم

سخن خواجہ احرار است کہ ہر چہ دیدہ شد و دانستہ شد ہمہ غیر است بکلمہ لا آنرا نفی می باید کرد بدانکہ با ایں تنزّہ و تقدّس ہر کجا موجود است چہ در عالمِ معانی و ارواح و چہ در غیر آں مثال و اشباح اوست کہ از اطلاق تنزّل نمودہ۔ پس بر تو باد کہ سعی کنی کہ اوّلاً حضرت خود را در تو بے تو ظاہر سازد تا چوں دراں مقام استقامت بیابی۔ ہم تفصیل او و ہمہ بہمہ ہمہ او را یابی و حق را از باطل امتیاز دہی نہ آنکہ چوں نابینایاں بے تفرقہ و تمیز ہمہ را خدا دانی و خدا گوئی

رُباعی

سوفسطائی کہ از خرد بے خبر است

گوید عالم خیالے اندر نظر است

آری عالم ہمیں خیال است ولے

پیوستہ درو حقیقتے جلوہ گر است

لیس کمثلہٖ شیءٌ وھو السمیع البصیر والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ۔

بہ یکے از مریداں کہ خیلے از عمر صرف خدمتِ ملوک کردہ بود و اورا انواع گرفتاریہا و مستی ہا بود صلاح او دریں دیدہ بودند کہ بجلالت و صفتِ قہر تربیت و پرورش فرمائند۔ مدتہا در ذلت و بے اعتباری از ہر چہ تمام تر می داشتندش و بظاہر نادر بود کہ باو التفاتے فرمائند باآنکہ در تربیت اکثر مریداں بلکہ ہمہ صفتِ جمال و عنایت غالب بود و ہمیں مخلص بدیں قسم تربیت اختصاص یافت اما بعد سہ چار سال کما ینبغی بحمد اللہ کہ از رعونت ہا و ہستی ہا کہ غایت الغایت قوی بود و ایں مخلص از سعی خود دست شستہ بود و ببرکت الطاف حضرت پیر دستگیر علیہ الرحمۃ حق سبحانہٗ خلاصی بخشید و آں مہر ہا بانواع الطاف تبدیل یافت چنانکہ در حیز بیاں نیاید ایں رقعہ بآں مخلص نوشتہ شد۔

۳۳۔ بہ یکے از مریدان۔ حق تعالیٰ از قیدِ ہستی و حجابِ خود پرستی برہاند۔ قوی تریں اسبابِ وصول احتراز و اجتناب از آزار خاطر اربابِ قلوب است۔ بزرگان فرمودہ اند کہ اگر کسے از عرش بفہد آں قدر نیست کہ از دلے بیفتد القصّہ خوں می باید خورد و تمام ادب باید شد تا طفل نیاز و عجز بظہور آید۔ از پستان مکرمت شیر تربیت در جوش شود۔ بخود سیری و خود مرادی و قلندری کارے پیش نمی رود۔ مَا عَلَی الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلَاغ چوں خاطر ولی نعمت شما بسیار متوجہ مراجعت شماست البتہ عنانِ عزیمت بگردانید تا نخواہید آمد مارا نخواہند گذاشت ہمیشہ در تکلیف طلب شما خواہم بود

ع بیا و از دلِ من کوہ ہائے غم بردار

زیادہ مبالغہ نرفت۔ والدعا۔

ایں رقعہ در فقر و نیستی و ترغیب بعلو ہمت و بندگی نمودن بر وفق شرع شریف و از حال و سکر کہ مانع رعایت شرع باشد جستن مناسب حال طالبے قلمی فرمودہ اند۔

۳۴۔ بہ مناسبِ حال طالبے۔ چنداں کہ می خواہم کہ خود را در خلوت خانہ فقر و نیستی انگندہ با بود نابود خود بسازم و شکایت گرفتاری و خرابی خود در میاں نیارم میسّر نمی شود۔

ع دل ہمی گوئید کہ من تنگ آمدم فریاد کن

شیریں تو آنکہ مطلبے کہ گریباں گیرِ طلب و قلق گشتہ از جائے در آمد و بدست نمی آید۔ پیر جام علیہ الرحمۃ می گوید کہ آسودہ ترین خلق در ہر دو سرا غافل چند اند کہ در نفس آخر تائب و موفق میروند خوش گفتہ است۔ اگر طلبِ حقیقی دراں وقت دامنگیر شاں نشود من کان فی ھٰذہٖ اعمیٰ فھو فی الاٰخرۃ اعمیٰ۔ بارے بہر حال الحمد للہ علیٰ ما انعم

ع بلادِ محنت شیریں کہ جز با او نیا سائی

حضرت حق سبحانہ با درد خود بدارد و بہماں درد بہ برد و بہماں درد محشور کند ہر چند کہ در نظر باریک بیناں و عالی ہمتاں حقیقت شناس بود و نابود امور یکساں است حقیقت سر دا با فقر آرامی است۔ ہر چند کہ نفس و دل را بحکم بعد و غفلت گاہ گاہ حرکتے بجہت مقاصد خود می شود و آں حرکت بسطوت تجلّی ذاتی و ظہورِ غیب ہویت فرو رفتہ ناچیز می شوند۔

ع صفِ مغلوب را ہوئے بسند است

غائتہ الامر بجہت امتثال بعضے از عبادات ماموره و اخلاص در آں بلکہ بجہت تحصیل فقر و حقیقتِ بندگی آدمی محتاج است بانکہ یک دفعہ او و با بائیت او در سطوت تجلّی ذاتی تمام بسوزند چوں اثرے از آثار شعور نماند و فنا و غیبت بکمال خود برسند و داں مقام ایستادن نقص و تعطیل است کار بندگی و عجز و مظہر شیون لامتناہی شدن دارد و البتّہ بہر حیلہ خود را در مقامِ شعور می باید داشت بشرط آنکہ شعور و آگاہی محفوظ باشند سیر فی اللہ بے نہایت است بہ ہیچ وجہ بنقصان راضی نباید شد کہ خلافِ مرضی حق است۔ حق تعالےٰ عالی ہمتاں را دوست می دارد۔ والقصہ عبدالوہاب می باید شد عبادت بے غرض و بے عوض می باید کرد۔ قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ۔

امر واجب الامتثال است ہر حالے و کمالیکہ ہست و البتہ بمتابعت سیّد الاولین و الآخرین است صلّی اللہ علیہ وسلّم۔ سیّد الطائفہ جنید بغدادی علیہ الرحمۃ می گفت کہ پیش من شراب خوردن بہ از حالے کہ مانع رکنے از ارکانِ شریعت باشد رضوان اللہ تعالیٰ علیہ این است حق صریح و علم صحیح زیادہ چہ گستاخی کند۔ والسّلام و الاکرام۔

و از اجتناب از آنچه نباید و ترحّم بر خلق بر وجہے کہ مرضی شرع است بیکے از سپاہیاں کہ اظہار اخلاص می نمود صادر شدہ بود۔

۳۵۔ بیکے از سپاہیاں۔ حق جل جلالہ و عمّ نوالہ بمقتضی فضل و کرم معاملہ نماید و محتاجاں را در پرتو چراغ افروختہ خود راہ مقصود کشاید اِرْحَمْ تُرْحَمْ کلمہ محقّق است فمن یعمل مثقال ذرّۃ خیرًا یرہ۔ ہر چہ بکاری بدروی مثلے مشہور است ؎

آسائشِ دو گیتی تفسیرِ ایں دو حرف است
با دوستاں تلطّف با دشمناں مدارا

سیاستے کہ بحکمِ شریعتِ غرّا و ملّتِ بیضائے محمدیہ علی مصدرہا الصلوٰۃ والتحیہ مقرر شدہ خارج ایں حرف است امریست با دوست و دشمن و نفس و غیر کردنی آں سیاست بحقیقت مروت است۔ یکے از حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پرسید کہ خُلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہ حق سبحانہ در قرآن مجید ستائش آں نمودہ کہ اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ چہ بود۔ آں صدّیقہ عارفہ فرمود کہ کان خُلقہ القرآن یعنی ہر کجا کہ بحسبِ قرآن لطف بائستے نمود لطف می نمود و ہر کجا قہر، قہر، او بتمام اخلاقِ الٰہیہ بود ؎

بود آئینہ کہ عکس خورشیدِ وجود
جاوید درو بصورتِ اصل نمود

بالجملہ مسلمان می باید شد و بتمام منقادِ فرمانِ الٰہی

ع ایں مشو آں مشو مسلماں شو

والدعا مع الاخلاص

طالب علمے مسافر التماس نصیحت نمودہ بود از برائے او ایں چند کلمہ را نوشتند و ایں طالبعلم متوجہ زیارت حرمین شریفین زادھما اللہ شرفًا و کرامۃً بود۔ در ہماں سفر در راہ حضرت مدینہ رحلت نمود۔ وقت مصحوب بر قفائے خود نیازمندی کہ نسبت بخادمان ایں درگاہ نمودہ بود از آں عبارات چناں مفہوم بود کہ ببرکتِ نورانیت ایں سفر مبارک و تذکار محامد علیا حضرت ارشاد پناہی

طالب علم مذکور را رابطہ عظیم بایں درگاہ حاصل شدہ بود اَللّٰھُمَّ مَتِّعْہُ

۳۶۔ بہ طالب علمے۔ نعوذ باللہ من علم لا ینفع عاقل عاقبت شناس را لازم است کہ تحصیل علومے را کہ عمل بمقتضائے آں ہا فرض است اختیار کردہ عمر صرف تصفیہ دل و تزکیۂ نفس کند کہ حجاب میان بندہ و آفریدگار عز شانہ جز وساوس وخطرات و توجہات بصور اکوان و گرفتاری بہ ہوائے نفس و آرزوئے لاطائل ہیچ نیست۔ حضرت حق عز و اعلیٰ از ہمہ چیز بہ ہمہ چیز نزدیک تر است ؎

او بما از ما بسے نزدیک تر

داند آنکس کو ز خود وارد خبر

بازماندگی و دوری از اندیشہائے گوناں گوں است و سرمایہ اندیشہ صفات بشریہ و قوی تریں سببے در تخلیص و تفریغ باطن ازیں ظلمات التفات خاطر برگزیدہ از خود رستہ مظہر ردّ و قبول گشتہ۔ قبول او قبول و ردّ او رد باید کہ دریوزہ دلہائے کنی و بصد عجز و نیاز در دولی پیش آری ؎ گرد ہر درویش می گرد از گزاف

چوں نشاں یابی بجد میکن طواف

چوں ترا آں چشم باطن بیں نبود

گنج مے پندار اندر ہر وجود

وصیّت دیگر آنکہ باہر کہ در باطن او طلب معرفت الٰہی نیست صحبت نداری از علمائے دنیا کہ علم را وسیلہ جاہ و تفاخر و زباں آوری ساختہ اند چناں اجتناب نمائی کہ آدمی از شیر۔ ہموارہ توسل بقربات و عبادات نمودہ و صلوات بر سید کائنات فرستادہ از خدا بخواہی کہ آرزوئے غیر خود را از دل تو برآوردہ صورت لمن الملک الیوم للہ الواحد القہار بظہور رساند۔

؎ کاریکہ درو منفعتے نیست مکن

یارے کہ درو معرفتے نیست مگیر

والسلام والاکرام

رُباعی

۳۷۔ ہ افضل ویدی کہ ہرچہ ویدی ہیچ است

وآں جُملہ کہ گفتی وشنیدی ہیچ است

سرتاسر آفاق ودیدی ہیچ است

واں نیز کہ در کنج خزیدی ہیچ است

ایں رُباعی از فطرتِ عالیہ واِستعدادِ لطیف بظہور رسیدہ۔ نشأ تفریدی از باطنش شعلہ می زند شاعر دریں معنی اصیل بودہ یا مرتبط با صیلے چوں ظہور کلامِ الٰہی در باطن کاتب وحی بہر حال طوبیٰ لہ۔ تفریدے ودید جمال اقدس از نعمت جمال است والّا از نسبت دید میسّر نیست۔ برہنہ گویم بے تجلّی کنہ ذات صورت نمی بندد۔ ہاں تا ہرزہ برخود نہ بندی علامت ایں سعادت تبرید دل است از مجموع نعم دنیوی واخروی وگزشتگی وبے نیازی از مجموع احوال و مشاہدات وانجذاب وقلق دائمی بجناب احدیّت۔ آرے وجود تعطش بمشاہدات باوجود نسبت تفرید از سادہ لوحی بجہت ظلم وجہل انسانیہ بظہور می رسد کہ مورث لوک ومکر است یعنی شائد مرادمن ازیں در برآید ودر بستہ من ازاں جانب کشاید یا از نظرِ تلطف محجوب واصطفاء او یا از عالم اطلاع بحقائق رسد۔ بالجملہ مفرد را از آنچہ دراں است ازاں تنزیہ وانقطاع شرط است اکنوں آمدیم بطریقِ تحصیل ایں سعادتِ عظمٰی اقرب طرق نیازمندی ودوام ملازمت ورعایت ادب باقصی الغائت لنسبت بکسی کہ باطنش توجہ راست بجناب الٰہی پیدا کردہ باشد وخود را دراں توجہ بر باد دادہ واز توجہ نیز مفلس گشتہ باشد وبعد ازاں تعلم ذکر یا مراقبہ ازاں متمکن عزیز الوجود والسّلام والاکرام

ایں رقعہ بیکے از مریدان مخلص کہ در کسوت تائباں خود را می گرفت از رُوئے لطف نوشتہ بُودند۔

۳۸۔ بہ یکے از مریدان مخلِص۔ از کار رفتہ محمد الباقی عرضداشت می کند کہ خاطر پریشاں را ہموارہ نگراں آنجناب دانستہ از حق سبحانہ وتعالےٰ عافیت حقیقی آں حضرت مسألت می نماید باجابت

مقرون گردد امید کہ فضلاً وکرماً از آں طرف نیز ایں معنی بظہور رسد و تا ہنگام شرف دریافت آگاہان گوشہ خاطر دریغ نباشد مخلص پناہا نفی وجود و بذل روندگاں را دُوبال است کہ بامداد آں در فضائے نیستی طیران کردہ بسوادِ اعظم فقری رسند خوش وقت آنکہ توفیق قبول ایں دو مسافر غیبی پیدا کند والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ

ایں رقعہ در مصیبت پرسی یکے از آشنایان قدیم نوشتہ بُودند۔

۳۹۔ حق سبحانہ وتعالےٰ باخود دارد و از اندیشۂ غیر خود رہائی کرامت فرماید الا کل شیٔ ما خلا اللہ باطل ؎ خدا است آنکہ نہ مُرد است وجاوداں جامی

و ماسواہ خیالِ مزخرف باطل

حقیقت ایمان کندن و پیوستن است ع

یعنی از غیر کنی دل بخدا پیوندی

درویشی ہمانا ایں معنی را از پیرِ خود سوال کردہ وجواب بقطع ماسوی شنیدہ سکرحال سائیل را برآں آوردہ کہ در برابر گفتہ کہ پیش ازیں اگر ایں حقیقت را می شنیدم بتو نیز نمے پیوستم الغرض

؎ تعلق حجاب است و بے حاصلی

چو پیوند ہا بگسلی واصلی

زیادہ چہ گستاخی کردہ شود عذر تقصیر ہر چند کہ در حیز قبول نیفتد ناچار اشارتے بآں بیاید کرد خدمت طلغائی کہ از بے قوتے وضعف ما باخبر اند و از شیوۂ تکلیف مبرّا اند بیان عذر ما خواہند کرد حق علیم است کہ کبر و ہستی وکاہلی و خویشتن داری و عدم اخلاص وحقیقت نا اندیشی مانع نیست۔ والدعا

یکے از علماء مخلص کہ بنا بر ضرورت معیشت بلشکریان ہمراہی اختیار نمودہ بودند دریں عصر دریں ملک ہند تحصیل معیشت بے ایں چنیں صورتے مشکل بود و ترک ایں علاقہ در نظر عقول زمانیاں مستبعد بل محال می نمود عالم مذکور خواست کہ ترک اسباب معیشت نماید وبایں

آستان را ستاں رجوع کنند و آں سپاہے کہ ہمراہ بودند نزدِ ایشاں سبق می خواندند۔ یکے از مخلصانِ درگاہ کہ دراں شہر بود رجوع نمود کہ سعی باید نمود کہ حضرت ارشاد پناہی منع مشارُ الیہ ازیں خیال کنند و تجویز فرمایند کہ ما ہم باشیم و درس ہم برپا باشد آں مخلص عرضداشتے نوشت متضمن آنکہ ایں ولولہ ترک ایں عالم مسطور خوب معلوم نیست کہ مستحکم باشد یا نہ مبادا تفرقہ بار عیال سبب عدم حصول جمعیت مطلوبہ گردد بلکہ ایں مخلص گمان غالب داشت کہ ایں عالم طاقت محنت بلے آرد و درسے کہ منعقد است برہم می خورد۔ اگر ایں عزیز مدرس را از ترکِ معیشت و آمدن منع فرمایند صورتے دارد۔ درجواب آں مخلص ایں رقعہ نوشتہ شد۔

۴۰۔ بیکے از علماءِ مخلص۔ ان بعض الظن اثم۔ حسن ظن بدانایان آخرت ہمیں آنست کہ مطالعہ فنائے دنیا و بے حاصلی اہل آں و جمال توجہ بمطلب علیا ارباب ہمت از خود و مرادِ خود گزشتن واز ننگ مطلب قاصر و بے حاصل بُودن واز دائرۂ وجود رستن خبر کردہ باشند اکنوں صاحب ایں دید اگر در ہمراہی لشکر کہ بے نیّت صحیحہ شرعیہ مجوّزہ نیست فتورے در اسباب تحصیل مقصد مذکورہ بیند چوں تواند خود را بودن لشکر قرار داد غمِ رزقِ فرزنداں لائق بحال توکّل نیست اگر درخود ایں حال را بیابند فہو المراد و الّا بضرورت بامور مجوزہ شریعت چنگ می باید زد و بالجملہ ہر کجا کہ عبادتِ حق سبحانہ بر وجہ اتم بظہور می رسد و بیم تفرقہ نیست آنجا را از دست نمی باید داد و شک نیست کہ تعلیمِ علومِ دین از عبادات است خصوصاً وقتے کہ متعلم منقاد احکامِ دیں شود و بصوابدید عالم در امورِ شرعیہ عمل نماید باقی علم خدمت مولوی نسبت بفقرا اتم است

درجواب مخدومی ملاذی استادی میاں شیخ احمد سلمہ اللہ کہ متضمن احوال میاں محمد صادق و میاں مسعود ہم بود صادر شدہ و چناں بخاطر است کہ اوّل کتابتے کہ حضرت ارشاد پناہی باستادی مشارُ الیہ نوشتہ اند ایں است و محمد صادق مذکور کہ ولد استادی مشارُ الیہ است از طفولیّت بعض آثار و احوال عظیم او ظاہر است و در زماں نوشتن ایں عنایت نامہ بغایت خردسال بود بنابر حکمتے و مصلحتے ابتداء کتابت بنام ایں ولد شریف ایشاں نوشتہ شد۔

۴۱۔ بہ محمد صادق و شیخ احمد سرہندی۔ قرۃ العین محمد صادق برخوردار ظاہر و باطن گردد احوالِ او

چنانچہ ظاہر است مستوجب حمد است بو ہماں حضور خود باشد از غیبت و استغراق اندیشہ نیست
انشاء اللہ العزیز از سکر بصحو آید و فنا در شعور اندراج یابد مولینا محمد مسعود از کشف قبور اعتبارے
نگیرد و کشوفِ صوریہ محل خطا و لغزش است سعی کند کہ حضور مع اللہ ظہور یابد و دوام پذیرد۔
ہر چند کہ عالم صاف شدہ باشد و معنی نورانیت نیز از نظر بصیرت اسقاط یافتہ در کار دسعی باشد
کہ جذبہ خواجہا و حضورِ ایشاں دیگر است۔ وراں موطن از ماسوی نام و نشانی نیست و گاہے بالکلیہ
و اکثر بالاصالۃ توجہی است۔ از شش جہت معرا گاہے بجہت فوق بجہت خصوصیتے کہ عرشِ مجید راست
در وہم می آید و گاہے ہمہ جہات را فرو می گیرد و معنی واللہ من ورائھم محیط بظہور می رسد۔
اگر صور معنویہ و اشکالِ صوریہ محو نشدہ اند و ہمچوں خیال و سراب بے اعتبار افتادہ و درہمیں وقت
نزد دریافت خیالیہ صور ھو الاوّل والآخر نیز درمیاں می آید و اگر در وقتِ فرو گرفتن آں توجہ
ہمہ جہات را یا اکثر را صور و اشکال بالکلیہ محو شود و صفائے اتم بظہور رسد و معنی لیس فی الدیار
غیرہ دیار در جلوہ آید بہوش باید بود کہ کسوت معنویہ درمیان است لا اقل صفت حیوۃ
و ہستی اکنوں یک وقیقہ دیگر بشناسد کہ در وقتِ ظہور واللہ من ورائھم محیط نیز می تواند بود
کہ ہم چنین کسوتے درمیان باشد بارے حقیقت مقصود در دریافت و ادراک نمی آید آنجا عشق و
محبت است و تصفیہ سر از ماسوی و آں تحقیقات کہ در رسالہ سلسلۃ الاحرار نوشتہ شد۔ بغایت
غامض است درین مبحث آں را بگزارند و مدار بر ادراک متعارف بہ نہند حضرت خواجہ نقشبند ؒ

خواجۂ پاک نقش و پاک نفس

قدس اللہ سرہ الاقدس

می فرمودہ اند کہ ہر چہ دیدہ شد و دانستہ شد آں ہمہ غیر است بکلمہ لا آنرا نفی باید کرد میاں
شیخ احمد نیز حال خود را درین صحیفہ مطالعہ نمائند و بدانند کہ تا استغراق و استہلاک در حضور ذاتی و
وحدت صرف بظہور نمی رسد۔ اصل ایں سلسلہ اسم فنا برآں نمی نہند و آنکہ ما بودیم کہ یک درجہ
دیگر درمیان است این است حقیقت ایں سخناں مشافہہ معلوم می شود باوجود برائے
خاطر شما نوشتیم والسلام والاکرام

ایں رقعہ بیکے از مخلصاں در ابتداہا نوشتہ بودند۔

۲۴۔ بہ یکے از مخلصاں در ابتداہا۔ عبارتیکہ ترجمان حال ایں بے حاصل تواند بود۔ مرہم تکلّف است بناء علیہ ازاں مقولہ اغماض عین نمودہ بدعائے سلامت قلب و استقامت عمل می کوشد حق سبحانہ وتعالیٰ ظاہر را بمقتضائے شریعت و باطن را در استیلائے حقیقت دارد۔ فوق ہمہ سعادت این است قبول دعا و ظہور تصرّف لازم کمال نیست۔ ع

تو مباش اصلا کمال این است وبس

چوں در عمل تمام انقیاد و متابعت شدی و در علم بے تعیّن و بے نہایت وجود تو از میاں برخاست بعد ازاں اگر تعیّن نمود ہم تواند ع

رو در وگم شو وصال این است وبس

بعد از ظہور حقیقت وصال صحبت واصل کبریت احمر است و مفید کامل گو مظہر تصرف نباش۔ بارے آنچہ از سخناں اکابر دین فہمیدہ ایم و مطلب باطن ما آن است حصول ایں چنیں سعادتے است رزقنا اللہ تعالیٰ وایاکم۔ چوں از عنایت نامہ اشرف بوئے آں می آید کہ قبولِ دعا و افادہ تصرفے را داخل مطالب داشتہ باشند بدفع آں قلم جریان یافت۔ امید گاہا ہمت براں گمارید کہ خاطر اہل حقوق خصوصاً والدہ از شما در بار نباشد واللہ العظیم کہ شرطِ اعظم در ورودِ موہبتِ الٰہی این خلق است باقی حاکم اند و دانا۔ جذبہ الٰہی و قوت حال بہ کیفیتے کہ اختیار از دست رود دیگر است ما بداں اطلاع نداریم اگر پیدا شدہ عذر را می خواہد القصہ مدار ایں راہ بر تیز ہوشی و نیز گوشی است۔ قلق و اضطراب و دید بعد و نقصان و مضطر بودن در احکامِ الٰہی بتوسط خاطر جوئی و تسلیم ولی مقصودِ آفرینش است مشاہدہ خود در عالم ارواح ہم بود خواجہ ابو المظفر کہ معاصر شیخ ابوسعید ابو الخیر بود می گفت کہ مثل ما با شیخ ابوسعید چوں کاسہ ارزاں است کہ یک دانہ شیخ است و باقی من و چوں شیخ شنیدند تواضع نمودند و فرمودند کہ آں یک دانہ نیز ایشانند ما ہیچ نہ ایم می گفتہ اند کہ آنچہ مردم در قطع بوادی و مفاوز یافتہ اند ما در چادر بالش صدارت یافتہ ایم۔ فی الواقع این معنی را ہیچ چیز حائل نیست۔ نیازمندی و شکستہ دلی می باید آں نیز در اغلب بارے از برائے خدا خاطر ضعیفاں را بے ضرورتِ شرعی شکستہ نسازند۔ در جمع سخناں مولانا زین الدین

محمود کمانگر نوشته اند که مولانا علاؤ الدین مکتب دار می فرمودند که یک بار خاطر بدِ فقیر از فقیر در بار بود و بحسب شریعت حق در جانب من بود و مع ذلک فوطہ در گردن انداختہ سر بر زمین نہادم و عذر خواستم باوجود سی سال است کہ زیانِ آنرا در خود بینم در نفحات در ذکر بعضے از اکابر مذکور است کہ در نصیحت بعضے از طالبان کہ خدمت والدہ را گزاشتہ بحج می رفتند۔ فرمودہ اند کہ من سی حج پیادہ بے زاد و راحلہ کردہ ام بتو می دہم تو اضائے خاطر والدہ بمن دہ۔ زیادہ چہ گویم۔ والسّلام۔

ایں رقعہ بیکے از مریداں شرف صدور یافتہ

۴۳- بیکے از مریداں۔ عرضداشت دور ترین مخلصاں محمد الباقی نمی داند کہ چہ نویسد نہ دلے کہ مرآت شیون و احوال خود شدہ محصلے بدست آرد و نہ بالی کہ بقوت فصاحت تمثالی از شکست و ریخت باطن بر عرصۂ ظہور بنگارد۔ القصہ ہماں طفلم کہ نہ از مرض آگاہم و نہ از بیان ایں کہ بر سر آنم و با ظہار وجود سید طریق ترقی می کنم نیز از قوی ترین مرضہا است ؎

ہر چہ گیرد علّتے علّت شود

ایں ہا ہمہ یک طرف خود را بر شاہراہ فضل و کرم انداختہ ام۔

تو بعلم ازل مرا دیدی

دیدی آنگہ بعیب بخریدی

تو بعلم آں و من بعیب ہماں

رو مکن آنچہ خود پسندیدی

عروۂ وثقی ہمیں قبول است حق سبحانہ و تعالیٰ آثار و برماست آں بظہور رساند۔

مخلصی بعنایت الٰہی و برکت صحبتِ عالی حضرتِ ایشاں از کسب و معیشتگی کہ داشت قطع نظر نمودہ بود و دریں وقت بحسب ضرورت و حکمِ سلطانِ وقت از شرفِ صحبت دور افتادہ بود۔ ایں رقعہ برائے او نوشتہ بودند۔

۴۴- بر مخلصے۔ الحدیث۔ انما الاعمال بالنّیّات ولکل امرءٍ ما نوی فمن کانت

هجرتہ الی اللہ والی رسولہ فہجرتہ الی اللہ والی رسولہ (الحدیث) مبارک باشد ہر کہ تہی کیسہ تر آسودہ تر خصوصاً دریں وقت کہ دنیا طلبی و عزت جوئی عین بے دینی و چشم از آخرت پوشیدن است آنچہ سابقاً مرقوم بود نہ باختیار ما بود شکستہ دلی ہائے خلق بیک بار خاطر ما را دررلبود و در تحت سلطان شفقت علم التعظیم لامر اللہ جمال خود را از ما پوشیدہ قلب المومن بین الاصبعین من اصابع الرحمٰن یقلبہا کیف یشاء با ایں ہمہ ہمچناں بر سر آنیم کہ تعظیم امر والدہ در اموریکہ علماء دین پرور قرار دادہ اند اہم امور است تحقیق و تفتیش بلیغ نمودہ ساختہ و مہیا خدمت باشند۔ مرضی ولی نعمت آنست کہ خود را بجانب کابل بکشند و بجہت شمامدد معاشی بامداد آشنایاں دراں جانب بگیرند چنانچہ بمرزا کوکہ و والدۂ ایشاں و بعضے از عورات دیگر ایں معنی را ظاہر ساختہ اند انشاء اللہ العزیز آنچہ مرضی حق باشد بر آں قرار یابد سخن خواجہ عبداللہ انصاری است کہ اگر نخواستی داد نہ دادی خواست غائیتش دریں میاں نازہا و محبوبی ہا می رود۔

ایں نیز یافتنی است۔ مثنوی ؎

چہ خوش نازی است نازِ خوبرویاں

ز دیدہ راندۂ و ز دیدہ جویاں

بچشمے ناز بے اندازہ کردن

بدیگر چشم عذرے تازہ کردن

اگر نیک درنگری از تو ہمیں طلب و نیاز مندی و بے آرامی مقصود است نہایت محبت آن است کہ جز محبت طلبی نماند۔ مثنوی ؎

عشق عاشق چو سر کشد بکمال

باشد از غیر عشق فارغ بال

عشق را تبدگاہ خود سازد

دل ز معشوق ہم بہ پردازد

ازیں جا است کہ در عین مراد از مراد نامراد شوی ؎

دریں مشہد کہ انوار تجلی است | سخن دارم ولے ناگفتن اولیٰ

دریں روزہا داعیہ سیر ولایت قوی گشتہ امید است کہ بعد از چند روز دیگر متوجہ شویم خدمت میاں شیخ الہداد خویشتن داری کردہ خود را بودن و ماندن قرار دادہ از طوبی لمن یکون معہ فیغوننہ فوزا عظیما۔

بیت ؎

داغ بے یاری و دردِ بے دلی

ایں ہمہ بر خود پسندیدیم و رفت

بارے ہرگرا ملازمتِ ایشاں میسر شود غنیمت است حقّا و بعزت اللہ کہ نہ بتکلف میگویم

؎ دادیم نشان ز گنجِ مقصود ترا

گر ما نرسیدیم تو شاید برسی

۴۵۔ حق سبحانہ و تعالےٰ لطیفہ انسانیہ را بر صراطِ مستقیم دارد۔ توجہ راست کہ گرفتار غیب ذات بودن و از حقائقِ توحیدیہ و فروغ آں پرہیز نمودن است بالاترین ہمہ سعادتہاست انشاء اللہ العزیز صفائے آں و استقامت دراں روزے گردد۔

ایں رقعہ بجانب یکے از امراء کہ اظہار اخلاص می نمود بالتماس و مبالغہ مخلصے کہ خود را در لباس صلحا می گرفت قلمے فرمودہ بودند۔ و آں مخلص را دریں التماس میاآخرت بود۔

۴۶۔ بد یکے از امرا۔ حق سبحانہ بمنتہائے مقاصد کہ ہمگی امر و فرمان شدن است رساند اعتماد جز بداں نیست کہ ما و بائیست ما برخیزد و شرع و بائیست آں بجائے ما بہ نشیند۔ حقیقتِ آدمی کہ بہ نزدِ اہلِ تحقیق رُوحِ مجرد است مجال مخالفت بمعبود خود ندارد۔ چہ از عالم امر است۔ د عالم امر حلے را گویند کہ بجہتِ عدمِ قدرت بر نافرمانی نہی از فعل نامرضی دراں عالم واقع نشدہ۔ اما چوں تعلقِ حبّی بایں پیکرِ ہیولانی پیدا کرد خود را درو گم ساخت و باحکام او متحقق شد۔ تا بحدیکہ بسیارے منکرِ وجود خود شدند و ہیکل محسوس را بخودی بر داشتند۔ فانی از خود و باقی بجوانی زیستند و بعضے پیشتر فرو رفتند و ظلمت وافر کسب کردند۔ ہوائے نفس را خدائے خود دانستند

بتمام منقاد فرمان او شدند القصہ مقصود آدم شدن است کہ از لوازم آن است انقیاد و تسلیم تام
و این جز بہ فنائے نفس و رُوح بدست نیاید و این فنا اگرچہ موہبت محض است شرائط دارد و آں
سبق کہ در خانوادہ عالیہ بعضے از بزرگان است مجملاً شامل شرائط است و بے آنہا حصول مقصود
بطریقِ سلوک متعذر و محال است و آنچہ گفتیم کہ ہمگی مقصود آدمی شدن است بجہت آن است کہ
دیگر ہر چہ از احوال و مقامات است از نتائج است۔ اگر دریں نشاء بظہور نرسد در نشاء آخر کہ محل
ظہور نتائج است بو وجہ اتم و اکمل بظہور خواہد رسید۔ سبحان اللہ چہ جائے احوال و مقامات است
وصاحب دولتے کہ بفنائے نفس و رُوح مشرف شدہ لابد استیلائے شہود وجہ مطلق وصف
لازم باطنش گشتہ حقیقت آں۔ رباعی بزرگوار این است ۔ رباعی

امروز دریں خانہ یکے رقصاں است

کہ کل دو کوں پیشِ او یکساں است

گر در تو ز انصاف رگے جنباں است

آں ماہ دراں کار تو ہم تاباں است

غذائے رُوحش شدہ من حیث الباطن نہ خبر از خود دارد و نہ از ماسویٰ۔ اگرچہ من حیث الظاہر
حاضر است بو آنچہ می رود کما تقرر عند الذاہبین الی اللہ والسلام علی من اتبع الھدیٰ
از جملہ فنائے رُوح آنست کہ دنیا و آخرت در نظر ہمت حقیر در آید و در کشف عظمت و کبریائی
حق کرامات و مقامات از خاطر محو گردد۔ طالبان و سالکان راہِ حق را قدم اوّل در طریق توبہ نصوح
است چہ جوہر اول را کہ آئینہ جمال نمائی مقصود است بقدر معصیت و نافرمانی و غفلت و پریشانی
ظلمت و زنگار فرو می گیرد و بقدرِ ظلمت نابینائی و تردّد ظہور می کند۔ ہمہ خرابی ہا ازیں جا ست۔
مقاصد را بچراغ دُود ناک آلودہ بمعاصی می جوئند۔ لاجرم بدلالت مظاہر اسم المضل در بادیہ
حیرت و ہاویہ بطالت می اُفتند سخن آں عارف ربانی ابوالحسن خرقانی است کہ راہ دو است یکے از
بندہ بحق و دیگرے از حق بہ بندہ۔ اوّل ہمہ ضلالت بر ضلالت است۔ دوم ہمہ ہدایت بو ہدایت است
آدمی چوں آئینہ دل بکمال صفا رسید و نور ظہور ہستی حق تاباں شد معنی یھدی اللہ لنورہ من یشآء
روشن می شود و حقیقتِ ایمان روئے می نماید۔ اکنوں در ہرچہ رجوع بدل می کند بحق می کند

قلب المومن عرش الرحمٰن ازیں جاست۔ ایں دل خزینۂ اسرار و صدف چندیں ہزار دُرِّ شاہوار است۔ بخطاب حضرت نبوی علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ کہ استفت قلبک بایں چنیں صاحب دولت است الغرض چوں بتاثیر اسم الہادی ارادۂ وصول بمقصودِ حقیقی و مشرف شدن بایمان تحقیقی در صاحب دولتے پیدا شد۔ قدم اول آں است کہ در پرتو نور معرفت و ایمان بہ بیند کہ گناہ زہر قاتل است و وے ایں زہر بسیار خوردہ و بہلاک نزدیک رسیدہ بضرورت پشیمان شود وہراسے در دلش پدید آید و در مقام تدارک آید۔ چوں کسے زہرِ قاتل خوردہ و پشیمان شدہ و ازاں ہراس انگشت بگلو فرو می برد و تدبیر وار و می کند تا آں اثرے کہ از زہر حاصل آمدہ از خویش بیروں کند ہم چنیں چوں بہ بیند تائب کہ ہر شہوت کہ راندہ است چوں انگبیں بودہ کہ در و زہر تعبیہ بودہ است درحالے اگرچہ شیریں بودہ باخر اثر پیدا کند و روئے پشیمانی پدید آید بر گزشتہ و آتشِ خوف و پشیمانی شرہ شہوتِ گناہ را بسوزد و آں شرہ بحسرت بدل شود و عزم کند کہ گزشتہ را تدارک کند و در مستقبل بر سر آں نشود۔ ہمہ حرکات و سکنات بدل کند پیش ازیں اگر با اہل شادی و رنج بود اکنوں با اہل معرفت باشد پس نفس توبہ پشیمانی آمد و اصل آں نورِ معرفت و ایمان و فروغ آں بدل کردن احوال و نقل کردن جملہ اندام ہا از معصیت و مخالفت و روئے آوردن بطاعت و موافقت ــــ پس صاحب ہر نفسے را کہ ایں معنی بظہور نرسد ہر رنجیکہ کشد ضائع است و بیہودہ باید کہ آگاہ باشد کہ ہنوز از طالبان نشدہ طلب حق حقیقی منبعث از معرفت و ایمان است و نور ایں ناچار آں معنی را ظاہر می سازد و اگر صورت طلبی در نظرش می آید منشائے آں طبعی است کہ بحظوظِ نفسانی خوگرفتہ چہ در شنیدن مقامات و احوال ایں طائفہ و بزرگی شان ایشاں خود را و احوالِ خود را ناقص و ناچیز می یابد۔ حبِّ جاہ عند النّاس و یا عند الحق درحرکت می آید و خلقے در و پیدا می شود اما ثمرہ ندارد آرے ثمرہ آں دم دہد کہ بیقین بداند کہ ایں احوال و مقامات بورزش شریعتِ حقّہ بہم رسیدہ باشد و در مقام ورزش افتد ناچار از مخالفات رو گرداند و بموافقات بیارامد صورتِ توبہ بدست آرد و بلے صورت طلب جز صورت توبہ برندہد تا آنکہ ایں نیز جز بنور ایمان بشریعت بدست نیاید ازیں مقدمات روشن شدہ کہ توبہ نیز ازاں جانب است چہ ظہور نورِ معرفت و ایمان ازاں جانب است ایں جاسخن قطب وقت خود شیخ ابوالحسن

خرقانی رحمۃ اللہ علیہ را معنی دیگر بدست آمد مخفی نماند کہ توبہ را درجات است۔ درجہ اوّل توبہ از کفر است بعد از اں از ایمان تقلیدی بعد ازاں از صفاتی کہ تخم ایں معاصی است چوں شرہ طعام و شرہ سخن و دوستی مال و جاہ و حذر کرد ریا و امثال ایں مہلکات بعد ازاں از وسواس و حدیث نفس و اندیشہائے ناکردنی بعد ازاں از غفلت از ذکر حق و اگرچہ ساعتے باشد چوں درجات ذکر را کہ عبارت از حضور و آگاہی است نہایتے نیست توبہ را نیز نہایتے نخواہد بود چہ توبہ از ہرچہ ناقص است واجب و لازم است۔ پس در قدم اوّل پشیمان شدن از ہرچہ گزشت و عزم برانکہ در آئندہ آنچہ قدرت داشتہ باشد بر سر آں نیاید از لوازم طلب است ایں چنیں توبہ اگرچہ در قدم اوّل ظاہر می شود ہیچ وقت از سالک منفک نیست سخن سہل تستری رضی اللہ عنہ کہ توبہ آن است کہ گناہ فراموش نکنی۔ نظرے بر ایں معنی ہم دارد چہ توبہ ہر گاہ پشیمانی از جمیع حجابات و منازل باشد ہرگز بآخر نمی رسد المرید ھو الرامی باول قصدہٖ الی اللہ چوں انجذاب از مبدو حقیقی شدہ نظر باطنش بر انجا افتادہ ہرچہ درمیان است گناہ دانستہ بہیں نظر جمعے مشاہدہ را بر مجاہدہ مقدم داشتہ اند و آں نصوح کہ صفت توبہ افتادہ فعولی است بمعنی فاعل یعنی کثیر النصح و کثرۃ النصح بہیں اعتبار می تواند بود اگرچہ معانی دیگر نیز وارد و بعضے از انہا ایں است کہ حسرت و پشیمانی توبہ چناں لازم تائب گردد کہ قدرت بر ارادۂ اقدام بر گناہ نماند و آنچہ آں بزرگ گفتہ کہ توبہ آن است کہ گناہ فراموش نکند مطابق این است و آنچہ از سید الطائفہ جنید مروی است کہ توبہ آن است کہ گناہ را فراموش کنی ہم از روئے این است آنجا یاد داشت حسرت و ایں جا فراموشی حلاوت فالنصوح مبالغۃ الناصح بمعنی قوی النصح غایۃ قوۃ او کثرۃ النصح بمعنی انھا ینصح التائب لحظۃ بعد لحظۃ فیحفظ عن استماع حدیث النفس وتلبیس الخناس فی اظھار المعاصی المھلکۃ فی صورۃ المحسنۃ۔

ایں رقعہ بیکے از خلفاء در جواب عریضۂ کہ رسیدہ بود قلمی فرمودہ اند۔

۴۷۔ بہ یکے از خلفا۔ حق سبحانہ و تعالےٰ یوماً فیوماً آثار عنایت و انوار ہدایت را در تزائد

وارد وسخنی در باب درویشی کہ بطریق رابطہ مشغول بود و در سطوت آں مغلوب و غائب می گشتہ نوشتہ بودند۔ ایں نوع چیز ہا چہ لازم است کہ از ما پُرسند۔ در اوقات صاف از اکابر باہم از رُوحانیت فقیر تحقیق نمائند و اگر بناگاہ تحقیق نشود پس بطریق خفیہ بے وقوف طالباں بنویسند بارے مضیٰ مامضیٰ اکنوں علاج آں نوع مشغول آن است کہ روزے چند کارہائے دنیوی را بگوشہ بگذارد و بجد و اہتمام تمام اوقات خود را مصروف آں شغل سازد تا از مراتب صور و اشکال عبد نمودہ بشرف حضور برسد و دراں تمکن یابد و در اوقات شخصے را متعین کنند تا او را حاضر سازد و اگر در اثنائے شغل او توجہات متعدد برو برسد امید است کہ زود تر عبور نماید اما بشرطیکہ حقوق عیال دامن گیر او نباشد والا ہماں توجہ اوّل کافی است لیکن در اثنائے شغل اگر دروازہ کشف را برو بکشائند و بسیرش بعالم مثال افتد اصلح و اولیٰ آن است کہ او را بگویند کہ نفی آں وقائع بکند و نظر خود را از دائرہ وجود خود بیروں نہند از و ہمیشہ سعی در صفا و فنائے خود می کردہ باشد مگر آنکہ غیبتے دست دہد۔ آں زماں خود را بآں بے شعورے دہد و اگر در اثنائے بے شعوری باز صور مثالیہ ظہور کنند ہماں نفی را از دست نہد کلمہ بازگشت را کہ خداوندا مقصودِ من توئی و رضائے تو در نفی وقائع دخل تمام است۔ اگر بیش از فنا ارواح انبیاء و خواص اولیاء ظہور کند محل اعتبار نسازد کہ اکثر لطائف ایشاں است نہ ایشاں و محقق شدہ کہ در انسانِ کامل ہفت لطیفہ است لطیفہ قالبی و لطیفہ نفسی و لطیفہ قلبی و لطیفہ رُوحی و لطیفہ سرّی و لطیفہ خفی و لطیفہ اخفیٰ و معتبر رُوح مظہر انسان است کہ مجمع لطائف است و آثار ہر لطیفہ علیحدہ چنداں معتبر نیست اگرچہ ظہورِ ایشاں مبشر سعادت است۔ والدّعا

یکے از مخلصاں مستعد بود کہ سر رشتہ دقائق ارادت و حقوق خدمت را نمی دانست و ازیں سبب متفکر می گشت ایں کتابت برائے او نوشتہ بودند ہنوز قاصد نبردہ بود کہ بتقریبی غیب پیش آمد و ایں وعدہ توجہ قرینہ عظیمہ کہ دریں کتابت است بدیگرے از اصحاب کبار کہ حاضر بود بظہور رسید و ہمیں کتابت را بایں عزیز دادند و انواع ابواب ہدایت و ارشاد برو کشادہ شد۔

۴۸ - بہ یکے از مخلصان مستعد

کاری مکن کہ وحشت اشکم فزوں شود

صیدی چوں من ز دامِ وفائیت بروں شود

مرغ دست آموز شما مزاج نازکے وارد واللہ کہ بدست ایں مسکین نیز نیست کم پروازی است گرم و سرد ایں بیاباں ندیدہ بالجملہ بنازش می باید داشت بسنّت اللہ تعالےٰ بریں جاری است کہ اعزاز واسطہ و تعظیم او مورث فیض لاتیناہی است ؎

چوں زمای بغیر ما مہنگر

الحذر الحذر ز غیرتِ ما

زیادہ گستاخی است انشاء اللہ تعالیٰ دریں پنج شش روز متوجہ شما خواہیم شد پیش ازیں بیک روز یک نوعے اشارت شد باآنکہ اہمال در توجہ بجانب شما نکنیم و از ہمیں جا غائبانہ نیز ہمت بر ترقی شما بربندیم بتوفیق اللہ تعالےٰ تقصیر نخواہیم کرد۔ دیگر ظاہر شد کہ شمارا فی الجملہ جنگ و نزاعے درمیان است اینہا و چنین وقتے چہ مناسب اہتمامے نمائید کہ از عین الیقین بحق الیقین رسیدہ و در اوج بقا باشند نزول فرمائید تا آثارِ سیر معشوق در عاشق مشاہدہ افتد و معنی مارمیت اذ رمیت ولکن اللّٰہ رمٰی ذوق شود و سہ کل شئی ھالک الا وجھہ بتحقیق رسد خلافتِ الٰہیہ جز دریں موطن صورت نمی بندد سلطانِ مملکت تحقیق خواجہ احرار می فرمودہ اند کہ تا پرتو مارمیت اذ رمیت در باطن نیفتد واصل نمی تواں گفت کسے را گماں نشود کہ ایں معنی در ظہور انوار توحید بدست می آید۔ ہمہ را بہ نعت ہمگی ویدن دیگر است و ہمہ را بنعت یگانگی ویدن فہم من فہم ایں معنی ظہور کان اللّٰہ ولم یکن معہ شیٔ است چنانچہ در ازل بود و باز سر الآن کما کان دیگر است و دقیق است گنجائش تحریر و تقریر ندارد۔

والسّلام والاکرام

ایں رقعہ بیکے از خلفا صادر شدہ

۴۹ - بہ یکے از خلفا محبت نامہ آں خلاصہ مخترعات مشیر از احوال و آثار رسید حق سبحانہ و تعالےٰ

باعلائے درجات و منتہائے مقاصد برساند مکشوف ضمیر فیض پذیر خواہد بود کہ وقت بغائت نازک است ہمہ مہمات را نسیاً منسیاً می باید کرد و بتمام قویٰ و مشاعر آں رابطہ مقصود را بقلب صنوبرے می باید رسانید تا کمال حق الیقین بظہور رسد ما نیز دریں پنج شش روز متوجہ شما خواہیم شد۔ اشارت خواجہ بزرگ برایں است کہ شمارا دریں وقت تنہا نگزاریم۔ ہر چند کہ ازیں جانیز غافل نیستم چہ تواں کرد مارا خادمِ شما ساختہ اند یا داؤدُ إذا رَأیتَ لِی طَالِباً فَکُنْ لَہٗ خَادِماً الحمد للہ والمنۃ

۵۰۔ زادکم اللہ تعالےٰ شہوداً و معرفۃً صورت واقعہ جمیل است انشاء اللہ تعالےٰ آں راکہ فنا سوختہ شدن تعینات وظہور آتش تجلی است بروجہ اتم ظاہر گردانند می باید کہ متفرس و متجسس باشید کہ توحید وجود و نسبت سابق چہ رنگ پیدا کردہ وچہ تفاوت یافتہ اگر رنگ دیگر است و ترقی در درجات ہست پس صورت معنی جدید است والا صورت حال سابق مطالع افتادہ بارے بعد از ملاقات متحقق خواہد شد ایضاً

ع او بما از ما بسے نزدیک تر

ایں اشارت بکمال قرب است کہ از صفات سلبیہ است و عبارت از عدم بعد است یا تفرقہ باعتبار صورت و حقیقت است یا ثانی عبارت از صورت است و یا اول عبارت از حقیقت و قرب مطلق است نسبت بمقید از صفات سلبیہ است و قرب مقید بمقدار صفات ثبوتیہ بلکہ قرب مخصوص تو ہمے بیش نیست العالم غیب لا یظہر قط۔ اصلی است محقق والسلام

۵۱۔ ان اللہ یحول بین المرء وقلبہ۔ کلامیست جامع مر ظہور امور بر خلاف ارادت را وظہور حق وفنائے مطلق را کہ شعور بشعور نیز نماند خواہ مرء را عبارت از اندیشہ بگیر د خواہ قلب را یعنی رفع شعور بالکلیہ جز بشہود ذات الٰہی میسر نیست واگرچہ ضعیف الحال در ابتدا بایں معنی مطلع نباشد ہم چنیں خواہ مرء را عبارت از تعین اوّل گیری خواہ متعین واگر قلب را عبارت ازاں حقیقتِ جامعہ کہ عرش الرحمٰن است گیری نیز تمام است چہ مانع از ظہور آں

حقیقت مرادات وخواطر پراگندہ است ومجموع ایں ہا صورت تجلیات حق از من لم یملک عینہ فلا قلب لہ صاحب دل کسے است کہ بمرتبہ عین رسیدہ است ومقرر است کہ ارادہ وجہ باقی مسخر است چہ ارادہ بے شعور بمراد متصور نیست وہمیں شعور عبارت از عین است پوشیدہ نماند کہ توجہے کہ نزد فقدان شعور بعد از ظہورش سالک دامی باشد باوجودکہ مطلقاً بے شعور نیست وآں نیز حالے است مندرج در علم بے او باوست فی الحقیقت ارادہ وجہ باقی نیست بلکہ ارادہ حصول اوست پس آنرا کہ متصرفاتِ الٰہیہ باطلہ نظر منصرف باشد ہلاک اوست چہ آدمی بوجود دل نسبتے باآدم دارد ؎

ہر کس کہ بصورت آدمی شد — خاصیت آدمش ندادند
ایں بہرہ زہر سری تواں یافت — تا نور یقیں کجا نہادند

---

۵۲ - از سہل تستری پرسیدند کہ ما الیقین گفت الیقین ھو اللہ اکابر طریقہ علیہ نقشبندیہ قدس اللہ تعالیٰ ارواحھم فرمودہ اند کہ طریقہ ما دوام حضور وآگاہی است بے آنکہ پراگندگی عزیمت و فتور متخلل شود خواہ در لباسِ ذکر وخواہ درصورتِ توجہ وخواہ بتوسط رابطہ کیف ما کان مقصود حضور مع اللہ است ۔ ہرگاہ حضور بکیفیتی شد کہ شعور بوجود غیرے مزاحم او نشد آں حضور را وجود عدم می گویند وہرگاہ کہ ایں معنی ملکہ سالک شدہ مشاہدہ می گویند وہرگاہ نعت حضور را نیز از خود ندید بفنائے حقیقی مشرف شد ایں جا معنی لا یعرف اللہ الا اللہ متحقق می شود ۔ ودریں موطن نہ ارواح است نہ اشباح شہود بجانب مشاہدہ افتاد ۔ ہرگاہ لباس وجود حقانی پوشیدہ بظاہر آید

لے چہ فیض حق ناگاہ رسد اما بر دل آگاہ رسد ۔ دوام بردل آگاہ رسد ۔ دوام مراقبہ دولتے است پس بزرگ سبب قبول دلہا است وقبول دلہا نتیجہ قبول الٰہی است القصہ چوں حال بریں منوال است روزے چند خود را بر قبلہ خود دوختن فرض راہ است ۔ دریں طریق اوراد واذکار مختلف نیست کہ بعد از فراغ آنہا بہ کارہائے دیگر پردازند ۔ وِردِ اینہا ہوش در دم است سخن حضرت مولوی خجستہ فرجامی مولانا عبدالرحمٰن جامی است کہ اوّل چراغ روشن می باید کرد وبعد ازاں بمطالعہ مشغول می باید شد ؎

دل خم را مے کہ داری دل در دبند — دگر چشم از ہمہ عالم فروبند منہ قدس سرہ

ومجموع صفات خود را ہمچوں حضور در خود نیابد تواند بود کہ فضل الٰہی مدد نماید[۱] و فصول واجناس اجسام را اعراض بر بیند و بودن اعراض را از معقولات ثانویہ دریابد و سر الاعیان ما شمت رائحۃ الوجود در و آشکارا شود و بزبان حال بایں ترانہ مترنم آید۔ رباعی ؎

تا حق بدو چشم سر نہ بینم ہر دم

از پائے طلب نہ می نشینم ہر دم

گویند کہ بچشم سر نتواں دید

آں ایشانند من چنینم ہر دم

وآنکہ در راہِ سلوک تجلیاتِ الٰہی را بعضے سہ قسم نہادہ اند وقسمِ اوّل را کہ تجلّی صوری است نسبت بمبتدیاں داشتہ اند وقسمِ ثانی را کہ تجلّی معنوی است نسبت بمتوسطاں داشتہ وقسم ثالث را کہ تجلّی ذاتی است نسبت بمنتہیاں داشتہ اند وہم چنیں آنکہ بعضے چہار قسم داشتہ اند بایں طریق کہ قسمِ اوّل را دو قسم کردہ اند۔ تجلّی صوری وتجلّی نوری نام نہادہ اند وطریقۂ اکابر صریحاً نیست از مہلک اتحاد وحلول وتشبیہ فارغ[۸] از غائت الامر در ظہور وجود عدم اسرار نما مضمر است بعد از رسیدن نہایت بعضے از اں اسرار منکشف می شود وتجلّی صوری ونوری ومعنوی را در آں مشہد مندرج می نماید۔ اکابر در کتب تصریح بایں معنی نکردہ اند ما نیز طریق متابعت سپردہ قلم را از تحریر آں نگہداشتیم۔

بیکے از طالبان نوشتہ بودند

ایں کتابت را بتقریب بزرگ زادۂ مخلصے بروفق استعدادِ او نوشتہ شدہ کہ مائل بمراتب علیائی توحید بود نوشتہ بودند۔ وچوں نسبت ایں سلسلۂ شریفہ جامع نسبت است

---

[۱] اول در آمد اینہا در فنا است کہ محل انوار تجلّی ذات است۔ اینہا نفع تعینات از وجہ ذات احد می کنند چوں مبدء ومرجع ہمہ است حقیقت بدیکیا منکشف می شود مشاہدہ در مظہر است اما مظہر درمیان نہ ؎ چوں شوی فانی احد بینی ہمہ   منہ قدس سرہٗ

اقسام تجلی

[۸] حضرات القدس ... اکثر ... (handwritten marginal note, partly illegible)

از راهِ توحید بمقصودِ حقیقی راهبری نموده اند و اگر نه تقید بتوحید را بانسبت ایں برگزیدگان جمع نمودن صورت پذیر نیست۔

۵۳۔ بہ بزرگ زاده مخلصے حضرت حق جل جلالہٗ وعم نوالہ از اطلاق تنزّل نموده در لباسِ ارواح متجلّی شده ارواح را از غائت لطافت قوت آں داد که بهر چه متوجه می شوند حکم آں می گیرند و رنگ آں می پزیرند و از غائت[1] امتزاج خود را ازاں نمی شناسند چنانچه عامۂ ناس خود را از ہیکلِ ہیولانی امتیاز نمی کنند و ایضاً ہر مخلوقے جمیع مخلوقات را مندرج ساختہ چوں ایں چند مقدمہ معلوم شد بدانکه ہرگاه روح متقیّد گرفتاری را نخواهند که لباس تقیّد و تعلق از بر بکشند و بوطنِ اصلی خود برود بعضے از اذکار را که حکم برزخ دارد من حیث الوضع مناسب اطلاق است ومن حیث التلفّظ والتخیّل مناسب تقید مونس او می گردانند سریعًا او بطیئًا علے حسب الاستعداد رُوے بآں جانب می آرد۔ چُوں رشتہ تعلقش ببدن عنصری محکم است و معذلک توجه بقلب صنوبری که منظّم ارکان اوست می فرمائند درہمیں شاہراه می درآید تا مشاغل بیرونی رو بانہدام نهد حواس معطّل شود۔ قوت لامسه که مدار علیه دریافت صورت بدان است از ہم فرو ریزد چوں

---

[1] در فقرات قدسی آیات خواجۂ ما مسطور است که واذکر ربك اذا نسیت یعنی اذا نسیت غیره ثم نسیت نفسك ثم نسیت ذکرك فی ذکرك ثم نسیت فی ذکر الحق ایاك بکل ذکر خواجہ ما بزرگ مشغولان طریقه را در مقدمۂ ظہور بیخودی می فرمودند که۔ مراماں و خود را به آں بیخودی در ده ؎

در راه خود اول ز خودم بیخود کن ۔۔۔ وانگه بیخود ز خود بخود راهم ده

در اشتغال بفرائض وسنن مؤکّده چاره نیست۔ صاحب لمعات دریں معنی میگوید ترک محبوب غالباً بعدو فراق محب می طلبد ؎ ہجرے که بود مراد محبوب ۔۔۔ از وصل ہزار بار خوشتر

کار بر خود دراز نمی باید کرد سعی و اہتمام می باید کرد که ملکۂ یادداشت حاصل شود آں زماں ہر مباحے که خوش آید بکنند ؎ اُستاد تو عشق است چو آنجا برسی ۔۔۔ او خود بزبانِ حال گوید که چه کن منه قدس سرہٗ

ھذه الدائرة فصل عن الوصل ۔۔۔ منه قدس سرہٗ

فصل الدائرة مغنی عن الوصول ۔۔۔ منه قدس سرہٗ

معیت رُوح بابدن ثابت است وجود حقیقی بداں کہ پرتو صفت حیات است تجلی نماید وچوں تلبس ظاہر وجود باحکام حقائق الٰہی موجب تعدد وجود ے نیست حقیقت منکشف شود و فنا دست دہد چہ تجلی معنوی معیت است و بقائے مترتب بر آں مورث بی یبصر و بی یسمع وکمال این آنکہ ؎ رُباعی

عشق آمد و شد چو خونم اندر رگ و پوست

تاکرد مرا تہی و پر کرد ز دوست

اجزاء وجود من ہمہ دوست گرفت

نامی است ز من بر من و باقی ہمہ اوست

واز انجا کہ الکل یندرج فی الکل است در حالت[1] شعور باختیار خود متمکن دریں مقام بہ تجلی نوری کہ عبارت از تجلی بصورت نور بیرنگ بے حیز بے شکل است می تواند مشرف شد چہ ایں فرود منزل است ایں است وفائق منزل وجود عدم اما وجود فنا در مقام لا یعرف اللّٰہ الا اللّٰہ است و ایں فنا را فنائے اتم می گویند۔ جناب ارشاد مآب مخدومی و قبلہ گاہی مولانا خواجگی قدس اللّٰہ تعالےٰ سرہٗ در اشارت بفنائے اتم ایں بیت می خواندند کہ ؎

مدح و ذمت گر تفاوت می کند

بُت گرے باشی کہ رویت می کند

می فرمودند کہ تاثیر مدح و ذم باید کہ آں توجہ و شکستگی را کہ بجانب حق سبحانہ است مزاحم نشود تا فنائے اتم گویند ازیں جامعنی آں سخن کہ از خواجہ بزرگ قدس سرہٗ مروی است کہ وجود عدم بوجود بشریت عود کند اما وجود فنا ہرگز عود نکند معلوم می شود والسّلام والاکرام

---

[1] ایں جا حقیقت رُوحانیت کہ مظہر تجلی حق سبحانہ بنعت احدیت است ظہور کند۔ خواجۂ ما قدسی آیات خود می فرمائید کہ بُریدہ شدن و تہی گشتن دل از ماسوائے حق سبحانہ دلیل است بر مظہریت مر تجلی حق سبحانہ را بنعت احدیت کہ نیل معارف بحقائق اسماء و صفات ایں معنی متعذر است و اضح باشد کہ گرفتار مشاہدہ نیز گرفتار غیر است ایشاں در عین مراد از مراد نامراد اند۔ منہ قدس سرہ

۵۴ - دعاگو محمد الباقی در آگرہ گستاخی نمودہ ایں کتابت سر بمہر را مفتوح ساخت و نیاز خود را در ضمن عرض مرسل کتابت اندراج نمود انشاء اللہ العزیز مقبول افتد ہر چند کہ ایں پروانجات جمیعہم برمحل و کثیر الاجر است و دخل در قبول وجریان او موروث ثواب لیکن چوں سابقہ محبت و معرفت ما نسبت بمیان شیخ رفیع الدین واقع است درباب پروانہ ایشاں زیادتے التماس اظہار می کند حسن امید آں است کہ در محل قبول افتد۔ ثانیاً گستاخی می نمائید کہ مروی است وجوہ استحقاق از صلاح علم و معنی درویشان و ارتباط نسبتے باکابر ایشاں دارد و بعلت احتیاج و بعضے حوادث ضروریہ مبلغ دو بیست روپیہ محتاج الیہ او شدہ آں درویشی درباب ایں احتیاج بغایت مضطر و متفرق است۔ ایں خیر را بخیر اتیکہ جناب خواجہ حسام الدین مستور ساختہ اند جمع نمودہ در محل لائق سہل الحصول تنخواہ فرمائید موجب سرور دلہائے مومناں خواہد شد۔

ایں رقعہ بشیخ نظام تھانیسری کہ یکے از مشائخ وقت است و بمقتضائے آنچہ از زبان ہر یک شنودہ می شود دریں زماں سلوک ہیچ یک از درویشان ہند باو نمی رسد بتخصیص چشتیاں و چوں خود تحقیق عقائد اہل دیں و تفحص طرق اہل طریق نہ نمودہ و باایں از قوت فہم و روشنی باطن در ادراک سخنان طریقہ کہ باصطلاحی وابستہ نباشد فہم و ذوقے دارد و از تصنیفات اکابر در مجالس خود حاضر نمودہ ترجمہ عربی و یا فارسی را از بعضے طالب علماں و علماء زبان دان شنودہ قیاس بادراک سلوک و مشرب خود تحقیق آں مبحث می نماید و چوں علماء مذکور در بیان ترجمہ و اصطلاح مردم غلطہا می زنند چہ فہم سخناں بزرگاں از مشکلات است و تحقیقات و تصنیفات شیخ مذکور مبنی بترجمہ مسطورہ است دریں تصانیف نقصانہا و غلطہا ظاہر می شود و بواسطہ گرمی وقت و امتیاز شیخ مذکور از اقران خود مرجع خلق است و نیز بر حسب ایں ترجمات غلطہا و نقصہا بہ بعضے اکابر و گزشتگان اسناد می نمود حضرت ایشاں نور مرقدہٗ بواسطہ اظہار حق بالمشافہ کلمات الحق بظہور رسانید و نیز ایں کتابت دراں باب بمشارٌ الیہ نوشتہ فرستادند و بعد ازاں دراں مسائل بہبوت عنہ از بعضے یاران ایں عزیز دیدہ شد تغیرات تقریری می کند لیکن یقین نہ شد کہ شیخ مذکور کہ در اصل جوہر عالی دارد پے بمقصود بردہ یا نہ حق سبحانہ مشارٌ الیہ را و ہمہ طالبان خود را در شاہراہ

شریعت دارد. بجوده و وجود حبیبه صلّی اللہ علیہ وسلّم

۵۵۔ حق سبحانہ و تعالےٰ بمنتہائے مقاصد رساند مقصود ازیں ہمہ گستاخی جز رواج مذہب فرقہ ناجیہ کہ متوسلاں بکتاب وسنت اند و بشرف مَا اَنَا عَلَیْہِ وَاَصْحَابِی مشرف اند۔ نیست۔ و ایضاً تحقیق سخن اکابر ایں فرقہ کہ طائفۂ عالیۂ صوفیہ اند منظور است۔ تامبادا سادہ دلے بغلط افتد وطعن ایں برگزیدگاں را در دل جائے دہد یا خودش در ورطۂ بد اعتقادی افتادہ ہلاک شود۔ الغرض آں روز در خدمتِ ایشاں بیاں کردیم کہ کشف ملکوت وجبروت داخل در تجلّی صوری است وکشف لاہُوت شما نیز بطور صاحب لمعات داخل در تجلّی صوری است۔ چہ تجلی صوری نزد آں برگزیدہ عبارت از ظہور حق است۔ درصورت ممکنے از ممکنات موجودہ فی الخارج۔ خواہ از عالم حس شہادت باشد وخواہ از عالمِ مثال۔ خواہ ایں صورت نور بے رنگ بے شکل بے حیّز باشد وخواہ امرِ دیگر باشد۔ ونزد ابُوالبرکات شیخ علاء الدّولہ سمنانی تجلّی نوری است و آں متوسطان سلوک را در بدایت توسط دست می دہد۔ شما خود عنایت کردہ فرمودہ بودند کہ تجلّی درصورت نور بے رنگ بے شکل بے حیّز تجلّی ذات مطلق و دیگر درمیان مشہد اثبات رویت و دریافت بہ بصیرت می کند و ایں دریں نشأۃ از خواص تجلّی صوری است بمذہب ثانی قطب المحققین و برہان الموحدین خواجہ محمد پارسا در کتاب تحقیقات مفصّل بیان نفی رویت دریں نشأۃ کردہ اند از جملہ عبارات قدسی سمات ایشاں دراں کتاب ایں است ہمہ مشائخ اتفاق کردہ اند۔ بر تضلیل آنکہ ایں سخن گوید و تکذیب آنکہ ایں دعویٰ کند۔ ویرآنند کہ ہر کس ایں دعوی کند حق سبحانہ و تعالےٰ را می شناسد و ابوسعید خراز و جنید و دیگر مشائخ رحمۃ اللہ علیہ در تکذیب و تضلیل مدعی ایں معنی سخن بسیار راندہ اند و کتب و رسائل بسیار ساختہ اند و کتب و رسائل ایشاں شاہد است بریں معنی۔ تم کلامہ۔ مخفی نماند کہ تجلی معنوی درصورت علوم و معارف و اذواق می باشد و فرق عظیم است میاں علم وصورت مثالی۔ و مراد ازیں علم علمِ سالک است و تجلی ذاتی عبارت از ظہور ذات است درصورت اسمے کہ مبدء تعین صاحب تجلی است و مشاہدۂ جمال مطلق کہ در فنا فی اللہ می گویند معنی دیگر دارد۔ و آں عبارت از انجذاب رُوح است۔ بہ جمالِ ہستی حقیقی کہ عبارت از حیثیتے از حیثیات ذات است۔ بہ کیفیتے کہ شعور بہ ایں انجذاب نیز نماند

بطور متوجہاں بوجہ خاص و مشاہدہ جمال ذات است و پردہ ہماں اسم بطور سالکان طریق تربیت
ہرگاہ منتہی بہ آں اسم شود و مطلق گفتن باعتبار اطلاق او ست از تعینات گویند و تعین عبارت
ازاں معنی است کہ از معقولات ثانویہ است نہ امر مشکل ۔ و امثال آن است و دیگر صور مثالیہ را
کہ عالم جبروت می گویند صفات حق ندانند صفات حقیقیہ علم و قدرت صفات اضافیہ عبارت
از خالقیت و رزّاقیت و امثال آنہا است دیگر کشف ملکوت و جبروت کہ باصطلاح شما است
وعبارت از کشف در عالم حس و مثال است ۔ کشف در عالمے است کہ بحقیقت موجود است
و وجود او عین وجود حق است نزد صوفیۂ موحدہ و غیر وجود حق است نزد علماء و بعضے از صوفیہ و
اگر بہ ناگاہ کسے نہ عین و نہ غیر گفتہ باشد نہ باں معنی است کہ شما می گوئید و آں معنی مخالف عقل است
بہ آں معنیست کہ نہ عینست من حیث الاطلاق و نہ غیر است من حیث الوجود ۔ و آنچہ بزرگان در
صفاتِ الٰہی گفتہ اند معنی آں در کتب مبین است ۔ القصہ اگر شما را دریں سخناں توقفے باشد امر کنید
تا چندے از عالمان محقق بلکہ بعضے از صوفیہ را نیز جمع کردہ بیان ایں امور نمایم ۔ بلنہ و کمال کرمہ

در سفارش عالمگیرہ دولتمندے طلب نمودہ بود قلمے فرمودہ اند و ایں دولتمند در عبادت
بغایت موفق و در زمرہ صلحا بود بر حسب ضرورت بخدمت سلاطین مبتلا شد و تا وقت تحریر آنچہ شنودہ
می شود ہنوز او ضاعش بخیر مائل است و کثیر العبادت است ۔

۵۶ ۔ بیکے از دولت مندان ۔ حق تعالےٰ و سبحانہ عافیت امور را در مستحسنات و مرضیات
فرود آرد انت ولیّٖ فی الدنیا والآخرۃ توفنی مسلما والحقنی بالصالحین ؎

بس گبر کہ از کرم مسلماں کردی
یک گبر دگر کنی مسلماں چہ شود

بالجملہ مقصد ہمیں است امید کہ ہمتے بندید و فاتحہ بخوانید کہ حق عزّ و علیٰ ایں فرود افتادۂ عاجز
را بمنتہائے ایں مطلب برساند بقیۃ المقصود خدمت مخدومی اخوندی بر حسب ارادہ شما ایں ہمہ
ساخت قطع کردہ رضا و خوشنودی شما را بر فراغت و آرام خود اختیار کردند پاداش ایں عمل نیست
مگر آنکہ شما نیز خوشنودی و رضائے ایشاں را بر مراد خود بگزینید اَحْسِنْ کَمَا اَحْسَنَ اللّٰہُ اِلَیْکَ

اصلی محقق است والدعا مع الاخلاص۔

۵۷۔ من از محیطِ محبت ہمیں نشاں دیدم
که استخوانِ عزیزاں بساحل افتادہ است

بعون اللہ تعالے بولایت بلخ رسیدیم از جماعتے کہ در مسندِ ارشاد مقرر اند علم عدم مناسبت ذاتی تاثیری نیافتم بشہر خاں بقصد ملازمت ملا آگہ رفتیم۔ بحمد اللہ تعالے بر منزلِ خود و بصفا در نظر آمد خدمتِ مولوی بکمال تجرید باطن اند آثار معرفت از دیوانِ شعر ایشاں کہ دریں ایام در اتمام آنند ظاہر و ہویداست و دو سہ روز آنجا بودم زیارت مزار فائض الانوار برہان المحققین وحجۃ المرشدین حضرت خواجہ احرار قدس سرہ و دخاطر متمکن بود آنجا نیز نتوانستیم قرار گرفت شکستہ و مایوس طے منازل می کنم تا بعد ازیں چہ روئے دہد بفاتحہ امدادے نمودہ باشند بمنتہائے مقاصد برسند ناظم مناظم طریقہ درویش نظر مجذوب الاطوار بندگی قبول نمائند فریاد از نفسہائے از کشف برخاستہ و ایشاں از حالِ ما غافل نباشند والسلام

صالحہ از منتسبان آستانِ ہدایت نشاں بود و تجویز آمدن بحضور شریف نمی فرمودند بہ تقریبے از شوہرش حال صالحۂ مذکورہ را پرسیدند و ایں نوشتہ را فرمودند کہ شوہرش نزد او بردہ بخواند و بفہماند شوہر حیراں بماند کہ عورتے ہندی نژادے[1] کہ فارسی خوب نمی داند ایں مضمون را چہ طور تواند فہمید لیکن حسب الامر رفتہ نزد او خواند و معنی را بہندی گفت ظاہر شد کہ خوب فہمیدہ و ایں صورت در نظر شوہر مذکور از خوارقِ عظمی می نماید

۵۸۔ بہ یکے از زنانِ صالحہ ملاحظہ بکنید کہ در وقتِ صفائے دل مراقب نفی و اثبات اند یا اثبات تنہا و بر تقدیر یکہ نفی و اثبات باشد تحقیق نمائند کہ نفی معلوم و اثبات مجہول است یا نفی معلومی و اثبات معلومی است یا نفی موہوم و اثبات معلوم است و بر تقدیر یکہ و اثبات معلومی است یا نفی موہوم و اثبات معلوم است بتقدیر یکہ اثبات تنہا باشد نیز تفتیش کنند کہ اثبات معلوم است یا اثبات مجہول است در صورتِ اوّل معلوم جدید است یا قدیم بادے بر تقدیر

[1] شاید یہ عورتِ ہندی نژادے ہو گا (یزدانی)

اثبات تنہا کوشش نمائند تا اثبات مجہول شود ؎

واند اعمیٰ کہ مادرے دارد

لیک چونے بوہم در نارد

القصہ سعی و اہتمام در نفی می باید کرد و ہیچ معلوم در خاطر نمی باید گزاشت۔

۵۹- حق سبحانہ و تعالےٰ تاجِ کرامت و لباس معرفت و محبت خود را بر وجہ اتم عطا نمودہ مستقیم داراد۔ ایں از پا در افتادہ گرفتار را بہ پرتوے ازاں مشرف گرداند و رعنایت نامہ جناب خواجہ حسام الدین مرقوم بود کہ واسطۂ نانوشتن کتاب بغلانے عدم ظہور احوال و مقامات است چہ حکایت رسمے راچہ نویسم عجب است نسبت محبت و وِداد طالب زواید اخبار نیست تجرّد صحت و استقامت شریعت و صفائی توجہ بحضرتِ بیچوں و غلو محبت و گسستگی از ما سوی مطلوب است اللّٰھم ارزقنا بحرمۃ النبی و آلہٖ

۶۰- بہ شیخ احمد سرہندی- برادرِ عزیز میاں شیخ احمد و محمد صادق دُعائے مخلصانہ قبول نمائند کتابتے کہ مشتمل بر شرح احوال مشارُ الیہما بود رسید- الحمد للّٰہ و المنۃ کہ دوستاں را باخود می دارد در خاطر بود کہ جواب ہر مقدمہ را علیحدہ بتفصیل بنویسم غایۃ الامر تا مشافہہ مذکور نشود شفائے تمام حاصل نمی شود بنائً علیہ ترک نمودیم بارے مجمل آنکہ حال محمد صادق بغائت اصیل است و حال شیخ احمد کہ گاہے توحید است و عبارت غائت شاہد است از علم بعین آمد و از گوش بآغوش دراں مقام نوشتہ محلِ تفتیش است کہ یارب مطالعہ احدیّت در کثرت یا توحید صوری اگر اوّل است مبارک است و کمال و اگر دوم است بر تقدیرے اصیل است و بر تقدیرے معلول اکنوں محل تفصیل تقادیر نیست اگر سوم است خود البتہ معلول است لیکن ظاہر عبارت مشارُ الیہ ناظر در دوم است انشاء اللّٰہ تعالےٰ کہ از قسم اصیل باشد و دیگر آں رُباعی ملحدانہ[1] کہ نوشتہ بودند در غائت سفاہت است حاشا کہ قائل

---

[1] رُباعی ملحدانہ ایں است
اے در ریغا کیں شریعت ملّتِ اعمائی است   ملّتِ ما کافری و ملّتِ ترسائی است
کفر و ایماں ہر دو زلف و رُوئے آں زیبائی است   کفر و ایماں ہر دو اندر راہ ما یکتائی است

آں مقبولے باشند زنہار ادب نگہدارید کہ کارخانۂ الٰہی محل استغناء وغیرت است والسّلام

ایں رقعہ در جواب عریضۂ مخدومی ملاذی میاں شیخ احمد سلمہ ربہ نوشتہ شدہ۔

۱۶۱۔ بہ شیخ احمد سرہندی۔ حق سبحانہ وتعالےٰ درمدارج کمال وتکمیل ترقیات بے نہایت کرامت نماید کتابتے کہ قاضی زادہ آوردہ بودند بشرفِ مطالعہ آں رسید بخاطر داشت کہ مفصلاً جوابے بنویسد درو قتے کہ برسر آں آمد آں کتابت رانیافت الخیر فیما صنع اللّٰہ الحق تحقیق وتشخیص ایں نوع سخناں جز بمشافہہ وحضور بدست نمی آید۔ چنانچہ ظکمۃً التجربہ کردہ باشد بارے آں قدر کہ مے باید نوشت آنست کہ حضرت خواجہ احرار نہایت را فنا ونیستی داشتہ اند واز فحوائے قدسی انتظام ایشاں چناں معلوم می شود کہ تا سالک بحقیقت تجلّی ذاتی نمی رسد ایں معنی بدست نمی آید تا در مشاہدات کہ در مراتب تنزّل است بند است گرفتار آں مشاہدہ است اگرچہ بدوام شہود و استقامت آنکہ عبارت از اتحاد مشاہد و مشاہد است[1]۔ وفنائے آنکہ عبارت از استتار آنست در سطوت وحدت آں گرفتار در نظر نمی آید ہمانا کشف بقائے صفت ارادہ وفنائے مرادات دریں مقام است فاذا کشف الاستار ای ظہر ستر تہا ظہوراً عینیاً واندرج العلم بین الساتر والمستتر حصل ما اشار الیہ الشیخ الکامل سیّد الاحرار فی وقتہٖ فطوبیٰ لمن ادرکہ۔ ایضاً مشرب شیخ علاؤ الدولہ سمنانی علیہ الرحمت وحدت وجود نیست آرے شہود ایشاں شہود اکمل است۔ فرق آنست کہ جماعتے از علماء اشیاء را معدوم خارجے میدانند وظہور ایشاں را در خارج چوں ظہور صور در مرآت می گویند وذوقاً موجود جنبیکے رانمی دانند وحضرت شیخ با وجود قوت شہود وارتفاع آں اشیاء را موجود خارجی می گویند ونیز فرق دیگر در حقیقت اشیا است کہ جماعۃ اولیٰ مظاہر شیون اصل می دانند وایشاں نیز وآنکہ بجہت قوت حال اشیا نسیاً منسیاً شدہ باشد امر دیگر است باوجود صفات وافعال را باصل نخواہد داد وعلماء و مقام لا تبقی ولاتذر از جملہ احوال است وآنچہ شیخ کبیر محی الدین ابن عربی فرمودہ از علوم است حال را باعلم نزاعے ہست اما علم را باحال نزاعے نیست ؎

من از شہر کلانم نہ از اں دِہ کہ توئی   باہمہ خلق جہاں دار مدارے دارم

[1] باقاعدہ اعراب کے استعمال سے اسے لئے شاہد و مشاہد پڑھا جائے۔

حضرت شیخ رضی اللہ عنہ از اوبائے متمکنین است۔ حق شناسی است در مرتبہ بحق آں قیام می نماید و آنچہ شیخ مہنہ[1] قدس سرہ فرمودہ در جواب سائل است چوں سائل از حال سوال کردہ بود ایشاں نیز از حال جواب گفتند۔ والدعا

ایں رسالہ بہ التماس یکے از مخلصان مخصوص الارتباط عظیم القدر شروع فرمودہ بودند۔ چوں آں عزیز از خدمت حضور بہ وطن خود رخصت شد دیگرے بہ التماس گستاخی نتوانست نمود و ایشاں را خود تقید بہ ایں امور نبود بلکہ احتراز تمام ظاہر می شود بہ ایں سبب ایں رسالہ ناتمام ماند۔

۶۲۔ رسالہ ناتمام در سلوک۔ بداں ایدک اللہ تعالےٰ بنور القدس کہ طریق وصول بفنائے حقیقی دو است۔ یکے طریق نفی و دیگر طریق اثبات۔ اگرچہ طریق اثبات را طریق نفی مندرج و لازم است و از اصناف طریق نفی یکے طریق غیبت و بیخودی است از لوازم وجود جسمانی خود و صفات او چوں بکمال ایں غیبت می رسند ظلمت حادثہ روئے بہ نورانیت می نہند و شعلۂ آگاہی بجناب الٰہی ظہور می کند۔ چوں جذب باطن بکمال آں نور قوت می یابد بے شعوری از لوازم وجود روحانی نیز دست می دہد و حجاب بالکلیہ مرتفع می گردد و شجرۂ سر دراں آتش حقیقی بتمام و کمال می سوزد۔ اکنوں دریں خلوت می تواند کہ کسوت معرفت پوشانند و بعد از سر بر آوردن ازاں گرداب دیدۂ آب را نیز بار دہد لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ۔ ایں وجہ خاص است اقرب طرق است واسلم و ادوم۔ رعایت وقوف قلبی کہ عبارت از توجہ است بقلب صنوبری موصل ایں طریق است و ہم چنیں رعایت بازگشت نیز در ذکر بوجدان مذکور ممد ایں طریق است و ہم چنیں بردن رابطہ از فضائے سینہ بجانب قلب صنوبری بتمام ہمت ممد ایں طریق است و ہم چنیں مجرد صحبت و نشست و برخاست باہم کناں از ارباب وصول نیز موصول بہ ایں طریق است و معنی اندراج نہایت در بدایت دریں طریق است خلوت در انجمن کہ یکے از اساس طریقۂ نقشبندیہ است بحقیقت دریں طریقہ است چہ ابتدا بجہت معینے کہ حق را سبحانہ بہ اوست متوجہ حق صرف می شود

---

[1] یعنی حضرت ابوسعید ابوالخیر رحمۃ اللہ علیہ جو کہ شیخ مہنہ سے مشہور ہیں۔

ودر طرق دیگر چنانچه بیان خواهم کرد خلوت باحق صرف نیست. خلوت به انوار مکشوفه وصور تجلیات وامثال آن است. وهمچنیں نظر بر قدم چه ظهور انوار وارولح کم است که بے پراگندگی نظر باشد. ودریں طریق چوں سیرش مستدیر است نظرش تمام بر قدم است بل بر قدم چوں قدم سالک همان نظر است هر دو یکے است وهمچنیں سفر در وطن چه سیرش مستدیر است. روشن است که ابتدائے توجه ایں سالک بوجه الیست که منبع شیون ومنشاء انسان است وسیرش بتمام مراتب ظهور نور اوست دیگر همچنیں سیر اصل صفات ذمیمه از زمین باطن کنده می شود بے آنکه سالک خود را در مقام قلع آنها بیارد وخاطر را پراگنده ومتفرق گرداند پس بحقیقت همان سیر حاصل است بے حرکت اقدام وهمچنیں هوش در دم که عبارت از دوام توجه است بجناب حق سبحانه وتعالیٰ آں عینیتے که ابتداء ایں طریق است آں نیز از مقولهٔ توجه است هر چند که بجهت ضعف باطن سالک باخبر نه باشد. مخفی نماند که از جملهٔ امورے که مناسب ایں طریق نیست. یکے مطالعهٔ کتب صوفیه وشنودن سخنانِ بلند ایشان است چه جمال آں مواجید که بفهمِ سالک می آید خاطر او را بخود می کشد. ودر ورزش ایں طریقه علیه فتور می افتد جمال ایں نسبت را می بلند مگر منتهی. ازیں مقدمه بدریاب که سماع کلمات واشعار توحید آمیز وامثال آں چه نسبت دارد. ایں هم وقتیکه در لباس نغمه نباشد والا خارج مبحث است. سماع مقبول سماع رُوحانی است که سماع معانی باشد اما سماع طبیعی که سماع نغمه است محل اختلاف است. عامهٔ علماء حرامش میدانند وجمع مشائخ در مقام علاج تجویزش کرده اند نه آنکه او را از قربات دانند وآلهی گویند وجمعے دیگر جهت تزویج وتزئین مستحسن شمرده اند. لیکن مبتدی را اہل آں نمی دانند چه هنوز از ارباب قلوب واہلِ محبت نشده طبیعتش بر همان نغمه می اندازد واز معانی کلمات وذوق آں بے بهره می ماند وجمعے دیگر هر چند که مباحش می دانند اولی ترکش را می گویند چنانچه از قطب طریق خواجه بهاء الحق والدین مشهور است که می فرمودند. نه ایں کار می کنم ونه انکار می کنم ایں مذهب صاحب فتوحات مکیه است رضی الله عنه. نزد ایں فقیر انم سماع نغمه قطعاً رُوحانی نیست رقت حاصله ازیں سماع را رقت طبیعت میگوید وحرکتِ او را حرکت طبیعیه ومیان حمل متحرک بسماع نغمه ومیان سالک متحرک بحرکت وریه از استماع نغمه هیچ فرق نمی نهد. همدراں کتاب از ابویزید بسطامی که از مشائخ ایں سلسلهٔ عالیه است می گوید که او مکروه میداشت. استماع

نغمہ را۔ وہمدراں کتاب از اقطاب نیاب کہ اکبر ایشاں صدیق اکبر را رضی اللہ تعالےٰ عنہ می گوید
ومنتہائے مشائخ سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ می نویسد کہ ایشاں قائل بسماع نغمہ نیستند وسماع مقید بنغمہ
را دین خالص نمی گویند وبہ حکم اَلَا لِلّٰہِ الدِّیْنُ الْخَالِصُ ترک او نمودہ اند۔ ہمدریں کتاب حضرت
صدیق وسلمان فارسی وابویزید بسطامی را کہ داخل شجرہ پیران ما اند از کبرائے ملامتیہ می نویسد وملامتی
جماعتے را می گوید کہ در کسوتِ عامہ مسلماناں اند ودر ظاہر بہ عملے از عامہ ممتاز نیستند ودر تمام مقام شریعت
اند ومتابع سنت۔ چنانچہ سرِ ایں جماعت حضرت رسالت پناہ را صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلّم می نویسد۔
حاصل آنکہ سماع نغمہ قطعاً مناسب طریق ما نیست۔ وآنکہ جمعے بجہت علاج تجویز کردہ اند ودریں طریق
سند نمی شود وچہ آں علاج عُبّاد وذوی الاحوال وذوی الاشتغال راست۔ مزاج شرب اہلِ ایں
طریق از چشمۂ مقربین است عبّاد وارباب احوال را ازیں مشرب نیست۔ وچوں ایشاں در مقام
لَا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ می در آیند وصبر مع اللہ را رعایت می کنند از
ذوی الاشتغال نیز نیستند۔ سخن بہ طول انجامید واز خلاصۂ مقصود باز ماندیم۔ اکنوں بر سر مقصود
بیائیم۔ دیگر از اصناف طریق نفی طریق بے شعوری از صور اجسام عالم است۔ صاحب ایں طریق عالم
را خالی محض می یابد۔ سلطان وحدت از ورائے کثرت بصیرتش را بخود کشیدہ وظلمت طبیعت غبار
دیدش شدہ۔ لاجرم در برزخ حیرت محبوس ومعطل ماندہ چوں آں کشمش قوت یابد وصورت خود را
نیز برباد دہد واز غرابت مقام برآید عروس مقصود در کسوت نور صاف جلوہ گر آید در تمام عالم حق
را باید معری از نقوش واشکال والوان وتعدد۔ بعد ازیں ہر چند کشمش قوی تر حجب ہستی کمتر آں
نور لطیف تر وچشم سالک روشن تر۔ در مقام فنای جسمانی کہ بعد از کمال لطافت بظہور میرسد بجہت
معیتے کہ میان رُوح وبدن ثابت است بنیندہ نیز حق را می یابد لیکن بجہت وجود روحانی حجب مخفیہ
باقی اند چوں درہمیں طریق عروج نماید جہات دمعنی نورانیت بلکہ ایں دید را نیز گم کند حیران صرف شود
نہ عالم ونہ خلائے متوہم ونہ نور ونہ حضور۔ چوں ایں حیرت غلبہ نماید فنا بمراتب وجود روحانی نیز برسد
بعد از افاقت اگر مراتب بقا حضورش بتدریج شود وتفاوت ہا در خود یابد کہ جز او کس نداند ایں
زماں حاصل معرفتش آنکہ در عرصۂ وجود جز یک ذات نہ بنید اِنَّ اِلٰی رَبِّکَ الْمُنْتَهٰى غالباً ایں
است کہ صاحب ایں دید صور عالم را وہم وخیال داند ونمود بے بود شناسد واگر از ہماں طریق

اوّل بر ایں وید برسد متحیر شود وهُوَ توحید المحبة وکشف الغلبة یعنی از غلبهٔ محبت در نظر کشفش جز یک ذات نماند۔ غالب بریں سالک حیرت است نہ آنکہ صور عالم را وہم وخیال گوید۔ مخفی نماند کہ صاحب طریق دوم از طریق نفی اغلب آن است کہ سر او را از راہ رابطہ بسر مرشد واصل اتصالے دست مید ہد واز اں اتصال نور را آگاہی کسب میکند و متوجہ طریق اوّل می شود لیکن پیش از انکہ آں نور مکتسب قوت گیرد وہم بہ تبعیتِ نظر مرشد نظر طالب بجہت عالم می افتد چوں آشنائے نور وحدت شدہ بوے مقصود از ورای صور روے ارادتش را بخود می افگند فَیَظْهَرُ مَا یَظْهَرُ مِمَّا سَلَفَ مِنْ مَرَاتِبِ التَّحَیُّرِ۔ لیکن ایں چنیں طالب را بشارت است بوسعت دائرہ اگر فضلِ حق دستگیری کند و دریچۂ تحقیق برُ رویش بکشایند بعد ازاں کہ بہ منتہائے جذبہ رسیدہ باشد سریان وحدت را در کثرت دریابد و مستغرق وحدت صرف شود فَاتَّحَدَ الشَّاهِدُ وَالشُّهُوْدُ وَالْمَشْهُوْدُ ۔

کجا غیر کو غیر کو نقش غیر　　　سوی اللّٰہ واللّٰہ ما فی الوجود

ایں تجلی تجلی ذات است و مخصوص است بہ بعضے از کمل افراد انسانیت۔ اینجا از تعین اوّل حظے بگیرد وچوں تنزّل نماید و تا مرتبۂ شہادت برسد تمام موجودات عینک چشم بصیرتش شوند و آئینۂ صفات اصل گردند۔ تعین ثانی نیز عَلٰی حَسَبِ عَیْنِیَّتِهِ الثَّابِتَةِ در احاطہ اش درآید۔ تواند بود کہ عین ثابتہ اش مکشوف شود وخود را عین تمام موجودات بیابد و در ظاہر نیز تمام موجودات را مرأت خود بہ بیند و ہمچنیں تواند بود کہ اسم اَلْبَاطِنُ از جہت فوق وحدت تجلی نماید و سر رشتۂ مقصود را گم کند ۔

سُبْحَانَ مَنْ تَحَیَّرَ فِیْ ذَاتِهٖ سِوَاهُ
فہم وخرد بہ کنہ کمالش نہ بردہ راہ

ایں مقدمۂ تجلی احدیّت است۔ در تجلی احدیّت اسم اَلظَّاهِرُ رو بہ ظاہر علم می نہد۔ فَهُوَ الْاٰنَ کَمَا کَانَ فَظَهَرَ مَا قَالَ اَهْلُ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ فِی الْاِلٰهِیَّاتِ مِنْ مَرَاتِبِ التَّنْزِیْهِ وَالتَّقْدِیْسِ غَیْرَ اَنَّ التَّنْزِیْهَ قَدْ عَلَا وَاَسْقَطَ الشِّرْکَةَ فِی الْوُجُوْدِ فَالتَّوْحِیْدُ اِثْبَاتُ الْقِدَمِ وَاِسْقَاطُ الْحَدَثِ ۔ اینجا درویش بیچارہ عاجز محض و مفلس صرف است۔ بعد ازیں ایں راہ را نہایت نیست اَللّٰهُمَّ لَا تَحْرِمْنَا۔ مخفی نماند کہ در اثنائے ایں سیر و سلوک بعضے را وقائع و

کشوف دست میدہد چنانچہ خود را و عالم را تمام آب می یابد۔ یا باد یا آتش۔ علی حسب اللطافۃ۔ وہمچنیں آں
آب را مثلاً خشک می بیند و مطلق از شعور میرود۔ ایں کشف در اوّل قدم است۔ مقدمۂ گم کردن صور
عالم است تواند بود کہ در اثنائے ہمیں کشف حق در صور مثالیہ تجلی کند بل در صور حسّیّہ نیز و توحید صوریش
دست دہد۔ چنانچہ خود را در عروج بیند و در نور عرش محو و ناچیز گردد۔ ایں مقدمہ احاطۂ شہود است و مطالعۂ
وحدت در کثرت۔ چوں سخن بعروج رسید سخن واقعہ و کشف را قطع کنیم و طریق دیگر را از طرق نفی بیان نمائیم
بداں اسعدک اللہ تعالٰے کہ طریق دیگر از طریق نفی طریق معراج تحلیل است۔ و دریں طریق نفی صفات بشریت
می شود۔ و بقدر آں نفی سالک را مناسبت بمراتب علویات از سماویات و فلکیّات دست می دہد۔ چنانچہ
در اثنائے کار خود را در عروج می بیند و بقدر خفت بہ طبقات سماوات می رسد و بعضے را از ایشاں عجائب ملکوت
مکشوف می شود و بہشت و دوزخ و لوح محفوظ و غیرہا در نظر می آید تا آنکہ بہ عرش الرحمٰن می رسند و در انوار
ذی العرش محو و ناچیز می گردند۔ چوں دریں مقام تمکین می یابند و جذبات قویہ دست می دہد از ما و طبیعت بالکلیہ
می برآیند۔ تولد ثانیہ بظہور میرسد و نور محیط وَاللّٰہُ مِنْ وَّرَائِہِمْ مُّحِیْطٌ مکشوف می شود و بفنائے وجودی
متحقق می گردند۔ مخفی نماند کہ ایں طریق گاہے در درجات طریق ثانی مندرج می گردد لیکن چوں بعضے را
خالص ہمیں طریق پیش می آید طریق دیگر ساختیم۔ تحقیق آن است کہ اَلطُّرُقُ اِلَی اللّٰہِ بِعَدَدِ اَنْفَاسِ
الْخَلَائِقِ ہر کس را چیزے دیگر پیش می آید لیکن بحسب توجہ سالک منقسم بہ سہ قسم شد۔ بہ بینیم کہ توجہش
بوجہ خاص است یا بنورِ محیط یا بفوق العرش۔ اَلْاَوَّلُ ہُوَ الْاَوَّلُ۔ کَذَا الثَّانِیْ وَالثَّالِثُ۔ از اینجا است
کہ طرق اثبات را طریق رابع ساختیم چہ توجہ سالک در و بر اسم اَلظَّاہِرُ است اول قدم بتوحید صوری
می افتد میان او و مقصود ہیچ نیست کہ نفی کند و بمقصود برسد۔ ایں معنی بحسب نظر او ست نہ فی الواقع۔
ولہٰذا از توجہ مرشد و از انابتِ قلبیہ سالک انجذابش بمقصود قوت می گیرد و فی الجملہ از حس غائب می شود
و شکستے در امتیاز صور می افتد و عالم بصورِ انوارِ مختلفۃ الالوان از کدورت و حمرت و بیاض و صفرت و
سواد و بیرنگی درجۃً بعد درجۃٍ علی حسب مراتب اللطیفۃ فی السالک ظہور میکند
لیکن در ہر مرتبہ نظر برہماں بند است و ہماں را حق میداند۔ چوں غلبتش قوت یابد و حق در کسوت نور
بیرنگ مشاہدہ نماید لیکن عالم شہادت از میان بتمام برخیزد۔ وجود و عدم او در نظرش نہ باشد ایں زماں
بطریق ثانی در آید۔ اگر کشش ہم چناں در قوت باشد از طریق ثانی ہم عروج نماید و بہ طریق اولی افتد لیکن

نزدیک بہ اواخر منازل او چوں دریں وقت رسوخے پیدا کند و سر بر آرد۔ باز نظرش بہ طریقِ اوّل اُفتد ہمہ راحق یابد بیچون و بے چگوں نہ نور و نہ بیرنگی۔ و تواند کہ درہماں طریقِ ثانی باآخر رسد۔ اگرچہ در آخر نظر سالک طریقِ ثانی در غلبۂ حضور با نظر سالک اول یکے است۔ چہ سلوک سالک اول در مرتبہ سیر اوست و درجاتِ غیبت و حضور و حیرت و بقا و تنزل او درہماں مرتبۂ صراط او صراطِ مستقیم است۔ چوں سالک طریقِ ثانی راہم نظر راست و صراطِ مستقیم وسعت می دہد ہر دو نظر یکے می شود فرق بہ وسعت و عنیق می ماند اگر ہمچناں در ضیق خود بماند و اگر ترقی کند و وسعت یابد ہر دو یکے است۔ مخفی نماند کہ از اقسام ترقی ترقی بطریق کشف است کہ عالم مثال۔ الخ

۶۳۔ من ہیچم و کم ز ہیچ ہم بسیارے
از ہیچ و کم از ہیچ نیاید کارے

من بے سعادت بے دولت عمر ضائع کردہ را شرم می آید کہ نام عزیزان خود برم چہ جائے آنکہ از ایشاں سخن گویم امّا چوں بعضے از برادراں مومن را بایں حقیر حسن ظنّے شدہ ازیں جہت کہ بزرگاں را خدمت و ملازمت کردہ و زیارات مزارات کہ خانوادہ حضرت خواجگان قدس اللہ تعالےٰ سرہٗ می فرمائند۔ غیر حق ہر ذرہ کاں مقصودِ تست

تیغ لا بر کش کہ آں معبودِ تست

ہمگی ہمت براں دار کہ ترا ہیچ بایستے در دل غیر حق سبحانہ نباشد ہر چہ غیر حق سبحانہ در دل ترا بخود مشغول گرداند بہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ گفتن آں چیز را از دل خود دور کردہ چناں کن کہ آں چیز را دشمن خود دانی ہمیشہ از حق سبحانہ بہ نیاز آں خواہی کہ بغیر خود بہ ہیچ چیز گرفتارم نگرداند۔

ترا یک حرف بس در ہر دو عالم

کہ بر ناید ز جانت بے خدا دم

پس اگر مبتدی خواہد کہ مشغول شود باید کہ امل را کوتاہ گرداند و حصر کند حیاتِ خود را بر نفسیکہ وے در آں است و دریں نفسیکہ آخر انفاسِ خود دانستہ است بذکر لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ بایں طریق مشغول شود کہ در لَا اِلٰہ ہر چہ غیر حق است از دل دُور کند و در اِلَّا اللّٰہ حق عزّوجل را المعبودی و محبوبی ملاحظہ

کنند چنانچہ ہر بارے کہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ گوید بدل گوید کہ نیست ہیچ معبودے مگر حق وچناں کنند کہ ہیچ ترک نہ کنند بہمہ حال بایں مشغول باشد قدم اوّل در توبہ نصوح است واعتقاد درست بر طریقہ اہلسنت والجماعت وعمل بموجب کتاب وسنّت وباز داشتن از ہرچہ شریعت ازاں نہی کردہ بعد از اقتصار بر ادائے فرائض وسنن وبعضے نوافل از شکر وضو واشراق وچاشت ونماز تہجد را مشغول شود چنانچہ مسطور است حضرت ایشاں می فرمودند کہ تاحق سبحانہ وتعالےٰ بر بندہ بصفت ارادہ تجلّی نکند آں بندہ سلوک اہل اللہ نمی کند ومرید کسے نمی شود ودر رسائل اہل اللہ ہمیں سخن است وچوں ارادت از پیش حق سبحانہ وتعالےٰ باشد۔ پس امر عظیم است واز ارواحِ طیبہ ایں بزرگواراں ہمت واستقامت طلب نماید ؎

بے عنایاتِ حق وخاصانِ حق
گر ملک باشد سیاہ ہستش ورق
وادیم نشاں ز گنجِ مقصود ترا
گر ما نہ رسیدیم تو شاید برسی

۶۴۔ حق سبحانہ وتعالےٰ عاقبت امور را در مرضیاتِ خود فرود آرد۔ آنکہ نسبت قرابت خود را ذکرِ نام ونشاں مسطور نساختیم۔ اندیشہ بجز آں نبود کہ طلب بجہت اقربا خصوصاً ایں نوع قرابت نزدیک خود است ونفسِ امّارہ مارا خوش نمی آید کہ تذلّل طلب بکشد۔ کار را بہ خدا بگذرانیدم کہ از پردۂ غیب چہ ظہور می کند۔ حق عزشانہ کافی مہمات است۔ علیہ توکلت والیہ انیب۔

۶۵۔ درعلوِ استعداد شیخ احمد سرہندی بہ کسے۔ شیخ احمد نام مردے است در سرہند کثیر العلم وقوی العمل۔ روزے چند فقیر با او نشست وبرخاست کردہ عجائب بسیار از روزگار واوقاتِ او مشاہدہ کرد بآں می ماند کہ چراغے شود کہ عالم ہا از و روشن گردند۔ بحمد اللہ احوالِ کاملہ او مرا بیقین پیوستہ ایں شیخ مشارٌ الیہ برادراں واقربا دارد۔ ہمہ مردم صالح واز طبقہ علما چندے را دعا گو ملازمت کردہ از جواہر عالیہ دانستہ استعدادہائے عجب دارند۔ فرزندانِ آں شیخ کہ اطفال اند اسرارِ الٰہی انبا بجملہ شجرہ طیبہ اند۔ انبتہ اللہ نباتاً حسناً الغرض بجہت کثرتِ عیال وعلو فقر وبے معاشی تفرقہ در اوقاتِ آں جماعت

است۔ اگراز وجہ جہل یک ہر سال قدرے معین باں خانوادہ برسد چنانچہ کاتب قسمتے درمیاں ایشاں قرار دہد۔ بغائت مستحسن است مورث خیر بسیار ہر چند کہ اند کے باشد رکن عظیم از خیرات خواہد بود۔ فقرا باب اللہ اند ولہائے عجب وا زند زیادہ جرأت است۔

۶۶۔ حق سبحانہ وتعالےٰ بفضل خاص کہ دل بیار دوست بکار داشتن است برساند ہر چند کہ درجات ایں دو گنجینہ بے شمار است وبکمال آں متحقق شدن بس دشوار لیکن بقدر وسع دست از ایشاں باز داشتن زیادتی ظاہر است۔ شرح کلمتین را علماء طریقت وشریعت متصدی شدہ و از عہدہ آں برآمدہ اند مجمل بیان ایں کلمہ آخری کہ تعلق بشریعت وارد ومدار علیہا کلمہ اولی است و اصل ہمہ سعادت وناگزیر تمام ارباب عقل است تیکلیف ترویج یجوز لا یجوز نمودن وبظہور آوردن آں نسبت بخود وبغیر خود حکمت وبصیرت قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ

درحاشیہ کتابتے کہ یکے از یاراں حاضر بجناب مخدومی میاں شیخ تاج الدین نوشتہ بودند ایں سطور مرقوم قلم مشکیں رقم کردند۔

۶۷۔ بہ شیخ تاج الدین۔ خاطر محباں ومخلصاں نگران ملاقات فائض البرکات می باشد باحسن وجوہ میسّر گردد وکتابت علیحدہ کہ نوشتم بواسطہ سستی وضعف بود روزے چند عارضہ داشتم ہنوز بقایائے آں ماندہ فریاد از گرفتاری خلق وغیرت حق سبحانہ وتعالےٰ صورت شفقتے از باطن بندہائے خود ظاہر ساختہ بحکم بندگی بار آں می باید کشید دریں نشاء آنچہ بریں کس است ہمیں است الشفقة علی خلق الله والتعظیم لامر الله زیادہ چہ نویسم۔

۶۸۔ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ وَ علی من لدیکم۔ دیوانہائے ایں می گویند کہ دو سال دیگر خواہی ماند و بعد ازاں مختار ی حکایت بسیار درسبب تعبیر اہتمام سابق می کند بارے ارادہ ما آں است کہ تاسی ما توقف کنیم بعد ازاں ہر چہ ظہور رسد۔

ع تا درمیاں خواستہ کردگار چیست

اما شما بعد از رمضان عبوری بایں جانب بکنند و آں جواں طلیادر را نیز باخود بیایند و در اثنائے سیر وطیر و از دل او خبردار باشند مثلاً وقتیکہ آں صورت را بر کرسی دیدہ بود بعد از شعور حال دل او بود او لایقین بکدام صفت حق سبحانہ پیدا شدہ بود از حاضری و ناظری و غیر ہما ہم چنیں در کشفے از احوال وے خبرے بیابند انشاء اللہ تعالے انتہی کردہ دیگر مستعداں راہ بہ ہر رہ از دست مدہند آں جواں انصاری را نبایست گزاشت کہ او و لطفاً و قہراً و نگہداشت او می باید کوشید انشاء اللہ کجا خواہد رفت ایں زمان خاطر متوجہ آمدن او بکنید۔

۵۹۔ بہ شیخ تاج الدین۔ برادر ارشد شیخ تاج الدین دعائے مخلصانہ و سلام مشتاقانہ قبول نمودہ ملتفت و متوجہ حال فرد ماندگان بادیہ تعلق و گرفتاری باشند۔

صد ملکِ دل بہ نیم نظر می تواں خرید

خوباں دریں معاملہ تقصیر می کنند

والسلام علی من اتبع الھدی عزیز من ہدایت مطلق در پرتو مازاغ البصر وما طغیٰ است کہ باطن سالک گرفتار ذات بحت باشد نشانش آنکہ باوجود ورود وری جمیع مقامات و مشاہدات و مراتب ظہور در نظر ہمتش حقیر نماید۔

رندی چند اند کس نداند چند اند

بر نسیہ و نقد ہر دو عالم خندند

صاحب ایں حالت بشرط گسستنش ازیں حالت سر بمقام بندگی رسیدہ مظہر اسم الغنی شود فقرش بنہایت رسد۔ الفقر اذا تم ھو اللہ۔ ایں است ایں معنی بے استغراق کشش الٰہی و دریافتن آنکہ ایں کشش از دست باد و صور کائنات و اشباح عالم سر ابش نیست میسر نیست والدعا۔

بیکے سادات عالی فطرت کہ از مقبولان ارشاد پناہ بود بواسطہ کثرت جاہ و دستگاہ در زمرۂ خادماں و خانقاہیاں داخل نشد اما از نشست و برخاست کہ او را میسر شدہ بود و فائدہ ہائے عظیم باو رسیدہ اگر خود ازاں وقوف چنداں ندارد و بعضے ازیں فوائد اگرچہ احتمال دارد کہ بواسطہ صحبتہائے

پراگندہ برہم زند اما در بعض دیگر مستقیم ماند۔ غرض کہ باوجود گرفتاری دنیا مستحقِ نصیحت و مرحمت بود ایں رقعہ باو نوشتہ بودند۔

۷۰۔ بہ یکے از سادات۔ حق سبحانہٗ وتعالےٰ بمیراثِ کامل بہرہ مند گرداند۔ میراث آنحضرت علیہ افضل الصلوٰت واکمل التحیّات علم وحال و مقام است اکنوں شمار است علم بیگانگی وحضور قدرت تامہ ودکیل بندگان بودن ولطیف ورؤف نسبت بمطیعاں وقہّار وجبّار نسبت بجبّاراں وعاصیاں و غفور ورحیم نسبت بشکستگان ونادمان وعذر خواہاں وعلم بر انحصار سعادت در طریق شریعت ومتابعتِ سنّت واز احوالِ محبّت خدا ورسول ومتابعان ونیاز مندان ومحبت آنچہ مرضی خدا ورسول است از متابعت شریعت وتعظیم اہل او واز مقامات مقام رضا وجود شفقت وترویج شریعت لطفاً وقہراً بقدرِ وسع وامکاں وآنچہ از لوازم است عمل بمقتضائے من اَتَانِی یمشی اتیتہ ھرولۃ علوم واحوال و مقامات بے نہایت میسّر گردد انشاء اللہ العزیز۔

ایضاً بہ یکے از امراء عالیشان کہ ببرکتِ الطاف مغفرت پناہی ارشاد دستگاہی از صفت خود وبعض صفات دیگر بہرہ تمام یافتہ بود۔

۷۱۔ بہ یکے از امراء۔ حق سبحانہٗ وتعالیٰ از عنایت بے علت خود نصیب کامل عطا کند۔ اصل ہمیں است ہرگاہ دریچہ عنایتِ فرو افتادہ مفتوح شود ہم سرش نگران عظمت ہم روحش مصیقل بمحبت ہم دلش تسلیم احکام کتاب وسنّت ہم تنش در مقام استقامت قائم خواہد بود ومقصودِ آفرینش ہمیں است باقی از معارف و کمالات اگر وجہی روئے نماید کہ دریں اصول مخل نیفتد نُورٌ علٰی نور والا ھباءً منثوراً۔ پس طلب بظہور غائت را بمقتضائے ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ ناممکن است در مقام متابعت میباید بود واگر بحسب بشریّت نقصانے دریں سعادت پیدا شود ہمیشہ نیاز مند بودہ دریوزہ از دلہا می باید کرد شاید کہ یک دعا دریں میان کارگر افتد الحمد للہ والمنۃ کہ ایں طریقہ را نیک می ورزند وبسے را از دلہائے سالم را نیک خواہ خود می گردانند اللّٰھم زد وحال کاتب عظیم شوریدہ و بے سر انجام است۔ سخنے کہ از وتراوش کند بہ ہیچ مصلحتے نمی شاید بمقتضائے علمِ خود کہ ایماں براں دارد سخنے می نویسد چہ تواں کرد۔ چوں اشاراتے بتحریر ایں نوع سخناں بود ناچار جرأت نمود والا می دانم

کہ من کیائی ایں موعظہ ام مرامی باید کہ از ہر چہ گمان نیک و بد براں بودہ ام توبہ کنم وہمیشہ بکلمہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ برطبق عامہ مسلماناں تجدید ایمان خود می کنم تا نفس باخر رسد وازیں دامگاہ شیطاں صورتِ ایماں بدر برم فریاد کہ از صنعت جسمانی و بد فرمانی نفس سرکش از عہدہ ایں کار ہم نمی توانم برآمد تا عاقبت چہ شود۔ ایں قدر ہست کہ کار بہ ارحم الرّاحمین است ع

کس باتو زیاں نہ کرد من ہم نہ کنم

الحمد للّٰہ اوّلاً وآخراً وظاہراً وباطناً

۴۲۔ حق سبحانہ وتعالےٰ کارہا چنانچہ باید سرانجام نماید ؎

من از تو ہیچ مرادے دگر نمی خواہم

ہمیں قدر بکنی کز خودم جُدا نکنی

حاصل آنکہ دل بایار و تن در کار می باید بُود تصوّف یکسُو نگریستن ویکساں زیستن است انشاء اللہ تعالےٰ توفیق کامل رفیق باد۔

ایضاً بہ امرائے مذکور قلمی یافتہ

۴۳۔ ایضاً بہ یکے از اُمرائے مذکور۔ حق سبحانہ وتعالےٰ محفوظ دارد ظاہر بکرم وباطن بنور دل شکستہ و جانِ مشتاق عطا فرماید بالجملہ مجموع لطائف وجود را در صراط مستقیم بندگی متمکن دارد و ایں گرفتار را در سلک ایں آزادگاں محشور گرداند۔ بمنہ وکرمہٖ۔

ایضاً بہمیں امراء سعادت یار نوشتہ شدہ بود۔

۴۴۔ ایضاً بہ یکے از اُمرائے مذکور۔ خدام ذوی احترام شیخ حیدر کہ عمر صرف خدمت درویشاں و مقتدایان طریقت کردہ و در طریقہ مشائخ ترک عظم شانہم مجاز ومتعیّن اند متوجہ زیارت حرمین شریفین زادھما اللّٰہ تعالےٰ کرامۃ گشتہ اند بجہت غربت وناشناختن اوضاع ایں دیار وبعد موسم فی الجملہ تفکر وتاملے دارند چوں ملجاء غرباء ومشفق فقراء ومضطریں بالفعل جز درگاہ نقابت وسیادت طہر اللّٰہ تطہیراً نیست

رُو بآنجا آوردہ اند اِنشاء اللہ تعالےٰ بروجہ احسن تلافی فرمودہ از انوارِ مکرمت محظوظ گردانند۔

۷۵۔ حق سبحانہ وتعالےٰ بمنتہائے مطالب برساند۔

یکے لحظہ از و دُوری نشاید | کہ از دُوری خرابی ہا فزاید
بہر حالیکہ باشی با خُدا باش! | کہ از نزدیک بُودن مہر زاید

لا یزال العبد یتقرب اِلیَّ بالنوافل حتی احببتہ فاذا احببتہ کنت سمعہ وبصرہ الی آخر الحدیث یعنی ہمیشہ بندہ بزوایدِ عبادات کہ غیر فرائض است بمن تقرب میجوید ومیخواہد مرضی ومقبول من شود تاآنکہ بواسطہ ایں سعی وکوشش من اورا دوست دارم چوں بدوستیش برگزیدم جذب عنایت من اورا از وبستاند من عین قوی وجوارح او شوم بمن بیند وبمن گیرد وبمن رود الغرض حتی الامکان مراقب حق می باید بود واو را جل شانہ حاضر وناظر خود در جمیع امور می باید دانست ودر مجموع خیرات ومبرات مقصود لقائے او ورضائے او می باید داشت تا بمنتہائے عالی ہمتاں رسیدہ شود۔ حق سبحانہ وتعالےٰ آں عاجز فرماندہ را بمرادش برساند بالنبی وآلہ الامجاد۔

بہ شخصے از مخلصاں نوشتہ بود۔

۷۶۔ بہ شخصے از مخلصاں۔ وفقکم اللہ فیما یحبہ ویرضاہ محبوب ومرضی حضرت حق سبحانہ وتعالےٰ در کتب کارشناسانِ حقیقت بیں مبین است۔ خلاصہ تطبیق عقائد بعقائد سلف صالح مداومتِ عمل بروفق مذہب امامی از آئمہ حقّہ است از فروغ ولوازم ایں سعادت محبت منتسبان حضرت نبوی است از سادات وعلماء دین وفقرائے صادق معرا از بدعت والحاد قولاً وفعلاً وتحقیر مخالفان وعقائد ایشاں منوط است وہم چنیں فروغ بآں نور است دستگیری مظلوماں ورفع حاجت محتاجاں وعفو مجرماں ومساہلہ درحساب زیر دستاں مگر آنکہ امرے از حقوقِ شرعیہ فوت شود آں قدر کہ ازیں جملہ میسر شود۔ سعادت است بترک بعض ترک کل نتواں کرد۔ والسّلام علیٰ من اتبع الھدیٰ۔

۷۷۔ حق سبحانہ وتعالےٰ آں نخلِ سیادت وطہارت را از ثمرات اصلیہ برومند گرداند بمنہ وکرمہ ان

بدت عین من الکرم الحقت اللاحقین بالسابقین خداوند است آنچه خواہد کند بہترین وسائل بایں سعادت نیاز و فروتنی و دلجوئی با نیکاں بل عامہ اہل ایمان است نوشتن امثال ایں امور صورت تحصیل حاصل دارد لیکن از عالم تذکیر امرے بظہور می رسد۔

مستورہ کہ داعیہ طلب در باطنش پرتو انداختہ بود۔ چوں شرفِ صحبت میسرش نبود از عورات مشغولہ مستفید می توانست شد چہ ایں چنیں عورات کہ لیاقت صحبت داشتن و فائدہ رسانیدن المستورات در آنہا پیدا شدہ بود دراں شہر ہیچ یکے نبودند از رُوئے شفقت ایں صحیفہ برائے مستورہ مذکور لطف فرمودند۔

۷۸۔ بہ مستورہ۔ حق تعالےٰ وجل وعلےٰ توفیق کامل رفیق گرداند۔ سرمایۂ سعادات متابع فرمان الٰہی و پیروی سنّتِ رسُول او بُودن است وخود را از ہرچہ نباید کرد از غضب راندن و بدی مسلمانی اندیشیدن و بمتاع بے مدار دنیوی نظر انداختن وخود را از سائر مخلوقات بزرگ دیدن و سفرِ آخرت را فراموش کردن نگاہ داشتن است بعد از عزیمت تحصیل ایں صفات اگر قبول خداوندی در رسد کلمہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہِ را آہستہ تکرار می کردہ باشند و در وقتِ تکرار بفراغ خاطر عالم وعالمیاں را از نظر اعتبار انداختن شرط ظہور نتیجہ است حق سبحانہ وتعالےٰ درہمہ حال ظاہر و باطن ہمیشہ ناظر است وظیفہ طالب صادق آنکہ چشم از مخلوقات پوشیدہ ہمیشہ منتظر نظر رحمتے باشد۔

یک چشم زدن غافل ازاں ماہ نباشی
شاید کہ نگاہے کند آگاہ نباشی

باید کہ بدانی کہ اصل فراغ دل لقمہ پاک حلال بقدر حاجت خوردن وترک اختلاط بیہودہ گویاں و دنیا طلباں کردن است اگر ہزار سال ذکر گوئی و لقمات از وجہ حلال نباشد مقصود جمال نخواہد نمود۔

صمت و جوع و سہر و عزلت و ذکرِ بدوام
ناتمامانِ جہاں را بکند کار تمام

والسّلام والاکرام

۷۹۔ سرمایہ ہمہ سعادت ہا محبّت ذاتی حق سبحانہ است انشاء اللہ العزیز بروجہ اتم مُیسّر گردد ان

بدت عین من الکرم الحقت اللاحقین بالسابقین ؎

تو مگو مارا براں در بار نیست

بر کریماں کارہا دشوار نیست

القصہ ہمیشہ امیدوار و نگراں می باید بود و ہیچ کارے را مانع ایں نگرانی نمی باید ساخت بالجملہ غم ہیچ چیزے نمی باید خورد۔ ہر زیانے کہ در ہر کار شود گو شو گفتہ اند جمعیت آں است کہ از ہمہ بمشاہدہ واحد پردازی در کلماتِ قدسیہ خواجہ پارسا است کہ جمعے گماں بروند کہ جمعیت در جمع اسباب است در تفرقۂ ابد ماندند و فرقۂ بقیں دانستند کہ جمعیت اسباب از اسباب تفرقہ است دست از ہمہ افشاندند خدا تعالےٰ بحرمتِ محمد مصطفٰے و منتسبان آنحضرت علیہ وعلیٰ آلہٖ افضل الصلوات و اکمل التحیات ایں گرفتار را بکمال ایں جمعیت برساند حقیقت ایمان کندن و پیوستن است۔

مصرع ؎ یعنی از غیر کنی دل بخدا پیوندی

عاقبت کار با اوست ؎

گر بروی عذر پذیرت برند

ورنہ خود آئند و اسیرت برند

۸۰۔ حق سبحانہ و تعالےٰ باعلیٰ مرتبہ انقیا د مشرّف گرداند۔ عزیزے بہ یکے از دوستانِ خود می گفت صوفی مشو ملّا مشو ایں مشو آں مشو مسلماں شو تو ننی مسلما والحقنی بالصّالحین الغرض گاہے بجہتِ حصولِ ایں مطلب برائے ما فاتحہ می خواندہ باشید ایں را بہ تکلّف حمل نہ کنند، کہ مسلمانی کار بزرگ است۔ بی موہبت الٰہیہ بدست نمی آید دائرہ کسب ازاں خالی است حقیقت تصوّف نیز ہمیں مسلمان شدن است تصوّف یکسو نگریستن و یکساں زیستن۔ والسّلام علیٰ من اتبع الھدیٰ۔

ایں رقعہ بہ یکے از درویشاں عہد نوشتہ شدہ۔

۸۱۔ بہ یکے از درویشانِ عہد سبحان اللہ نمی دانم کہ چہ نویسم پایۂ کمال آنحضرت ازاں رفیع تر است

کہ نظرِ دانش ہرلیست رسمے ازاں در یابد تا لحظۂ بستائش و بیان چگونگی آں وقت خود را معمور دارد لا احصی ثنا علیک خود بزبانِ حال در خلوت خانہ وجود خود باخود داستان زیبائی خود درمیان داری بلے ترا می سزد کہ مستور قباب عزت را نظارہ کنی لا یحمل عطایاھم الا عطایاھم و اگر فضل ازاں کوتاہ نظراں درمیان آوردہ و خود رابقدر استعداد ایشاں بایشاں نمودہ آں را نیز باتو نمی توانند شمرد در اظہار آں عاجز آمدہ چارہ جز آں نمی بیند کہ بکلمہ جامعہ انت کما اثنیت علی نفسک اکتفا نمایند چہ آں نمودن کہ اظہار جمال خود کردن است حقیقت ثنار است الحق ایں خوشتر چوں تو رازے راکہ درخور تست باخود داری ما نیز رازیکہ درخور ماست درمیاں نمی آریم ؎

ہرکہ رُو ہمرنگ یارِ خویش نیست
عشق رُوجز رنگ و بُوئے بیش نیست

ہیہات چگویم ایں امانتے است کہ از تو بما رسیدہ ایں را نسیاً منسیاً ساختہ وحق را پوشید بداغ ظلومی وجہولی می باید مبتلا شد لا ایمان لمن لا امانۃ لہ مگر از ینجاست ما عرفناک حق معرفتک دریں مستشہد جمع است زیبا تر آنکہ از ننگ کذب نیز مبراست ؎

آنزا کہ فنا شیوہ و فقر آئین است
نہ کشف و یقیں نہ معرفت نہ دین است

اگر صاحب ایں مقام شمار ثنا را ازاں نسبت مائے ومنے سلب نماید یعنی از ثنائے جمالی منسوب نیست عجبے نیست ہرچند کہ ایں کلمۂ خیر از مقصود فی الجملہ بیگانگی داشت اما چوں سر رشتۂ سخن بآں جا کشید و در تحقیق معنی حدیث دخلے داشت عنان قلم دست رفت اکنوں وقتِ رجوع و بازگشت است

ع — از ما ہمہ عجز و نیستی مطلوب است

لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ دریں صحیفہ حدیث لا احصی ثناء علیک انت کما اثنیت علی نفسک از راہ تاویل بہ پنج صورت مُبیّن گشت چنانچہ بہ تامل شافی معلوم می گردد مجموعہ ہائے مکارم اخلاق مخدوم زادہائے آفاق بندگی قبول نمائند ہماں سخن است ؎

زبان سیرت ہرکس ثنا گر است اورا
چہ احتیاج بمداح دیگر است اورا

۸۲ - بدانیکہ کہ[1] حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم آدمی بود پاک نژاد تریں آدمیاں ہیچ نخوانده بود و اہل آں ولایت کہ او در آنجا زائیدہ شدہ و کلاں شدہ نیز خوانندہ نبودند آرے پدران پیشین ایشاں ہمہ چیز کہ آدمیاں را می باید دانا تر بودند و بہترین روئے زمین بودند اما رفتہ رفتہ علم در ایشاں نماندہ بود ناگاہ خدائے تعالےٰ محمد صلی اللہ علیہ وسلم را بیا فرید و آشنائے خود کرد خدا را چنانچہ بہ ازاں نتواند صورت بست شناخت و فرشتہ را فرستاد کہ با محمدؐ بگو کہ صفات مرا با آدمیاں و جنیاں بگوید و از ہر چہ رضائے من دراں نیست ایشاں را منع کند و نماز و روزہ و زکوٰۃ و حج و جنگ با کافراں با ایشاں تعلیم کند اوّل فرشتہ آنہا را چنانچہ خدا گفتہ بود بحضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم رسانید بعد ازاں محمد صلی اللہ علیہ وسلم بجماعتے کہ بدیدار پاک او مشرف بودند رسانید باین تقریب خدا تعالےٰ کتابے کہ نام شریف او قرآن است بواسطہ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم بفرزندان آدم و بفرزندان جن فرستاد اکنوں بندہ مومن را می باید کہ بدل یقین کند کہ ہر چہ دراں کتاب است و ہر چہ محمدؐ کہ فرستادہ و برگزیدۂ خدا است گفتہ است ہمہ راست است و بزباں نیز بگوید کہ خدا یکے است و محمدؐ فرستادۂ برحق لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ چوں ایں قدر دانست می باید کہ از دانایاں تحقیق کند کہ ما را دراں کتاب چہ فرمودہ است چہ چیز می باید دانست و چہ کار می باید کرد دراں کتاب فرمودہ کہ من زندہ ام کہ ہمیشہ بودہ ام و ہمیشہ خواہم بود و ہمہ چیز دانائیم و بر ہمہ چیز قدرت دارم و ہر چہ خواہم می کنم و ہمہ چیز می شنوم و ہمہ چیز می بینم بہر کس از رگ گردن او نزدیک ام قہار و جبارم با وجود از ہمہ کس رحیم ترم و تمام عالم را آدم و پری و فرشتہ و زمین و آسمان و سنگ و چوب و ہر چہ در اینہا است ہمہ را من ساختہ ام و می سازم ہر چہ پیدا می شود ــــــــ من پیدا می کنم و ہر چہ نابود می شود من نابود می کنم لیکن رسدن آتش را بہانہ ساختہ است تا در دنیا ہر کس او را بشناسد و کار او را نہ بیند بدانید کہ او یگانہ است درین کارہا ہیچ شریک و وزیر و کارکن و یاری وہ ندارد و ہر چہ غیر اوست ہمہ را ساختہ و آفریدہ است دیگر دراں کتاب فرمودہ کہ بندگی من بکنید و آں بندگی نماز و روزہ و زکوٰۃ و حج و جنگ با کافراں است و دیگر حق حقداراں نگہدارید از ماد رو پدر وغیرہ و بر ہیچ کس ظلم نکنید علم ایں ہا بسیار است آہستہ آہستہ از دانایاں تحقیق کنید دیگر بدانید کہ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم خوش رُوتریں و خوش خلق تریں آدمیاں بود ذات او از ذاتہا پاک تر، دل او از ہمہ دلہا روشن تر تمام اولیاء گدایان درگاہ او ئند۔ ہر چہ در آدمی باشد ہمہ را از ہمہ کس بیشتر داشت و ہم چنیں

[1] بدانیکہ کے بعد "کہ" غالباً زائد ہے۔

خدا تعالےٰ ولِ او را خانۂ خود ساختہ بود ہر چہ می گفت از خدا می گفت و ہر چہ می دانست از خدا می دانست و ہر چہ می کرد بقدرت خدا می کرد و الحال نیز ہم چنیں است و تا خواہد بود ہم چنیں خواہد بود۔ چنانچہ کسے را جن می گیرد۔ دریں وقت ہر چہ می گوید و ہر چہ می کند جن می کند ایں مثال بعینہٖ نیست ایں مثال از برائے آنست کہ بدانید کہ قرب او بر ہیچ قرب نمی ماند۔

بعد از آنکہ جناب مخدومی استاذی میاں شیخ احمد سرہندی بدرجۂ کمال و تکمیل بلوغ نمودند و از بس وید عظمت و بے نہایت حضرت مقصود عز قدرہ و مزید طلب کہ آخر نفس حضرت ارشاد پناہے خود را مبتدی می دیدند و نظر در حاصل خود نمی انداختند۔ مکاتبات بروش مذکورہ بمخدومے مذکور شرف صدور می یافت و در خلاء و ملا بروفق ایں مضموں ناطق بودند و کمالاتِ جناب مشارٌ الیہ را زیادہ از انچہ سلیقۂ کاتب و دقلم آرد از حضرتِ ایشاں شنودہ و درچنیں اوقات بہ ایں عنایت نامہ نوازش فرمودند۔

۸۳۔ بہ شیخ احمد سرہندی۔ حق سبحانہ و تعالےٰ باعلیٰ مرتبہ کمال و اکمال برساند ؎

ولِلارض من کاس الکرام نصیبٌ

تکلّفے نیست آنچہ حقیقتِ حال است نوشتہ می شود۔ پیر انصار قدس سرہ می فرمودند کہ من مرید خرقانی ام لیکن اگر خرقانی دریں وقت می بود باوجود پیریش مریدی من می کرد۔ ہر گاہ صفت آں بے صفتاں ایں باشد گرفتاران آثار صفات چرا جان فدائے لوازم طلبگاری نکنند و از ہر کجا بُوئے بمشام ایشاں برسد در پئے آں نہ روند۔ اکنوں توقف و اہمال ما نہ از استغناء و بے نیازی است موقوف اشارت است۔

؎ چوں طمع خواہد زِمن سلطانِ دیں
خاک بر فرقِ قناعت بعد ازیں

بارے نسخہ حال و ارادہ ما ایں است خدا بر آنچہ می باید معتقد گرداند و از عجب و پندار مخلص بخشد۔ بقیۃ المقصود جناب سیادت مآب امیر صالح سلمہ اللہ اظہار طلب نمودند چوں وقت فقیر مقتضی آں نبود تضیع اوقات ایشاں و ادن از مسلمانی نہ نمود لاجرم بصحبتِ شما فرستادہ شد ان شاء اللہ بقدرِ استعداد بہرہمند گردند و توجہ لطفِ کامل بیابند۔ والدّعا

بعد از ترکِ مشیخت و شروع در مزید انزوائے سوائے چند نفر مخصوص ہمہ حاضراں را در اوّل فرمودہ بودند کہ بخدمتِ اُستادی میاں شیخ احمد سلمہ اللّٰہ بروند۔ چوں گسیختن ایں چنیں مخلصاں بیک بارگی ازیں درگاہ بغائت امر دشوار بو و ملول شدند۔ آخر جمعے را بالطاف و ترغیب راضی کردہ فرستادند و آنہا کہ بے رضا بمحض امر عالی می رفتند منع کردند و دراں وقت ایں عنایت نامہ نوشتہ شدہ بود۔

۸۴۔ بہ شیخ احمد سرہندی۔ حق سبحانہ وتعالےٰ بکمال صفا برساند۔ جمعے از دوستاں کہ گرفتار بار وجود ما بودند۔ چوں ما در مضیق وَمَا مِنَّا اِلَّا لَهٗ مَقَامٌ مَّعْلُوْمٌ در بند مصلحت فکر و عقل ما اقتضائے آں کرد کہ دریں برشکال از مقابلہ ایں بوقلمونی دور افتادہ در تحت اشعۂ آفتاب شہودِ زندگانی نمائند انشاء اللّٰہ العزیز بہ نیکی و پاکی آخر رسد فوائد جماعت و صحبت محقّق است و روشن چہ حاجت اظہار ے

ما گرفتاریم بر ما ناوکِ بیداد ریز
سنبل و گل بر کنارِ مردم آزاد ریز

استغفر اللّٰہ من جمیع ما کرہ اللّٰہ۔ دیگر دیری است کہ از احوال شریف خود چیزے رقعے نفرمودہ اند انشاء اللّٰہ العزیز خیر مانع باشد بعد از برشکال اگر راہ استخارہ باشد خواہد آمد والا فلا لیکن آنچہ در استخارہ ظاہر شود بما بنویسند اگر تعبیر خود نیز نویسند نورٌ علیٰ نور۔ والدّعا

۸۵۔ اللّٰہ تعالےٰ فقرا و مساکین و ر ماندہ را از برکات برگزیدگاں بدر مانے برساند۔ مدّتے است کہ نیازے بدرگاہِ ولایت عرض نکردہ ایم آرے ایں پاک کلمہ را قاصداں صادق حامل می توانند شد بحمد اللّٰہ ایں قسم خود صورت می بندد۔ دیگر چہ نویسم سخن درویشاں بحضرتِ شما نوشتن بغائت بیشتر می است و حکایت اوضاع صوریہ بسیار بے جا الغرض مارا حد خود می باید دانست و از فضول احتراز می باید کرد۔

در ایامیکہ ترک مشیخت فرمودہ اند۔ انزوا و تنہائی ہا زیادتے می پذیرفت نیز یاراں مشایعت ہا و تعظیم ہا بروش سابق می نمودند از خانہ باہل مسجد و ترک تعظیم ہائے مُریدانہ ایں رقعہ را نوشتہ بمسجد فرستادند۔

۸۶۔ باہلِ مسجد۔ معروض مخادیم می گرداند کہ روزے چند مصلحت خود دراں می بیند، کہ بمقتضائے کلمہ قدسیہ حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی کہ در شیخے را ببند و دریاری رابکشائے عمل نمودہ آید اکنوں التماس آں است کہ ہم چناں کہ کرم نمودہ مشایعت را ترک نمودہ اند تواضع و تعظیم را در مسجد نیز ترک نمائید در نشست و برخاست و آمد و شد مسجد ہماں معاملہ کہ برزا حسام الدین و خدمت مولینا یُوسف و امثال ایشاں می نمائید بفقیر نیز نمائید خرد و بزرگ از ولہ تا میاں شیخ الہداد بریں عمل نمائید انشاءاللہ مثاب شوند۔

والسّلام علیٰ من اتبع الھدیٰ

مستعدے روزے چند گاہ گاہ بدیں آستان آمد و شدے می کرد و بواسطۂ کمی اختلاط بخادمانِ ایں درگاہ و مصاحبان قاصر ہمّت و کثرت اُمیدواراں و فرزنداں نتوانست کہ تحمل فقر نماید و صلاح درسعی معیشت اوہم ندیدند اصطرارًا رخصتے گرفتہ برائے کسب معیشت رفتہ بود عزیزے از علما کہ از راہِ معنی بہرہ ہا دارند۔ چوں بمستعد مذکور قرابتے داشتند کہ مشارٌ الیہ ازاں سفر مراجعت نمودہ بکسب کمال اشتغال نماید بعرض رسانیدند کہ در ترغیب آمدن او چیزے قلمے فرمایند بواسطہ رعایت خاطر آں عزیز کتابتے کہ مشارٌالیہ بمستعد مسطور نوشتہ بود طلب داشتہ در ظہر آں ایں چند سطر را نوشتند۔

۸۷۔ بہ مستعدی۔ اَللّٰہُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یُخْرِجُھُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ ہرچہ نوشتنی بود در صحیفہ بندگان مخدومی مندرج است زیادہ چہ نویسم بارے فرصت دقت بلکہ وقت و نفس را غنیمت شمردہ بمقتضائے آں زندگی می باید کرد۔ دریغ کہ ایں عاجز گرفتار را قوتِ کار نماندہ واگر نہ بتوفیق اللہ تعالےٰ دریں دو روزہ عمر دیوانہ وار ماتم بازماندگی

خود می داشت و در جستجوئے کیمیائے مقصود تگ و دوئے می نمود و زندگانی فدائے ایں راہ
می کرد۔ حق تعالےٰ دریں افتادگی نیز دروے و آشوبے کرامت فرماید کہ کار دو جہاں خود را
در قبضہ اقتدار نہادہ از مجموع گرفتاری ہا فراغے بیابم آمین یارب العالمین۔ امید از اں
برادر آں است کہ رُوئے بر خاک بہ نہند و برائے حصول ایں آرزوئے فقیر از خدا بخواہند کہ
دعاءُ الغائبِ للغائبِ اسرع رجابۃ آمدہ والدّعا۔

رسائل

در بیان حقیقت نماز

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بداں اَفْنَاکَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَ اَبْقَاکَ بِہٖ

کہ نماز را حقیقت است و صورت است و ظہور حقیقت او موقوف است بمشرف شدن بموت اختیاری و طلوع این شرف از راہ سلوک مبنی بر دہ اصل است اوّل توبہ دوم زھد سوم توکل چہارم قناعت پنجم عزلت ششم ذکر ہفتم توجہ ہشتم صبر نہم مراقبہ دہم رضا و طالب صلوٰۃ حقیقی اگر مستعد نزول جذب الٰہی باشد و قابلیت تقدم جذبہ بر سلوک داشتہ باشد وظیفہ او آنکہ بعد از طہارتِ باطن بتوبہ نصوح و خالی کردن دل از آرزو ہائے نفسانی و روحانی کہ مفرز زہد است و توجہ بحضرت حق سبحانہ نماید توجہ مجمل ہیولانی الوصف پاک از اعتقادات مستحسن و مستنکر و کلمہ اِنّی وَجَّھْتُ وَجْھِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا را شعار باطن خود سازد بیکن کہ کشش غیبی در رسد و او را از و بستاند و معنی وَمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ بے او در جلوہ گر شود چوں آدرا باز با دہند تعطش زیادہ شود و تعلقش فوت گیرد و حقیقت مراقبہ کہ انتظار حصول مقصود است بظہور آید طہارتش را صفائے دیگر پیدا شود بر تو تجلی ذاتی بزبان حال با او بے علتی و بے نیازے مطلب را در میان نہد معنی توکل را کہ بیروں آمدن از روئیت اسباب است دریابد۔ اگر لطف حق مدد نماید بیند کہ توجہ نیز از دست خود را ازیں صفت خالی شناسد اللہ اکبر من ان یتوجہ الیہ[1] ۔ ایں جا رو نماید ایں زماں توجہ دیگر پیش آید وَمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ را بزبان دیگر بخواند حواس و قوا ایش تمام از عمل معزول شوند بصفتِ عزلت متحقق شود۔ و بوارثت قبول خطاب فَتَھَجَّدْ بِہٖ نَافِلَۃً لَّکَ پیدا کند از عہدہ امر وَاذْکُرْ رَّبَّکَ اِذَا نَسِیْتَ بر آید تنزیہہ حق

---

[1] الیہ میرے نسخہ میں بھی یہ لفظ الیہ لکھا ہوا ہے لیکن از روئے عربیت درست نہیں بلکہ یوں ہونا چاہیے : اللہ اکبر من ان یتوجہ الی غیرہ (ترجمہ : اللہ بہت بڑا ہے اس سے کہ توجہ اس کے غیر کی طرف کی جائے)۔

کند وسبحانک اللھم وبحمدک گفتن گیرد قدم در مقام توحید و اتحاد بنہد ازیں جا بآن ترقی کند کہ کل کائنات را مضمحل و ناچیز یابد کلمہ لا الہ غیرک سر از نقاب تواری برآرد این جا خلاصہ قناعت در مقام نیستی اش بیفگنند۔ باز تواند بود کہ واذکر ربک اذا نسیت لباس دیگر پوشیدہ کار فرمائے او شود خود را بعد قرار دادہ بمشقت علم صبر نماید در این موطن حکمت ارسال رسل و نتائج تکلیف پرورش سازند نعوذ نمودہ بے تکلف شروع بقرأت نماز کند فتح دیگرش او دہد بصراط مستقیم شود و بسعادت رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ برسد چوں در این مقام متمکن شود ھم فی صلوٰتھم دائمون وصف حال او شود این است صلوٰۃ حقیقی۔ اگر کنہ ذات بر او تجلی کند خواہ دریں منزل و خواہ بیش ازیں در منزل فنائے حقیقی باطنش از مجموع امور سر شود در دنایافت گریبان گیر جانش شود و معنی انتہی عدمًا لا عود لہ دلنشینش گردد۔

رباعی ؎

جانا بقمار خانہ رندے چند ند ... با مردم کم عیار کم پیوند ند

رندے چند ند کس نداند چند ند ... برنسیہ و نقد ہر دو عالم خند ند

تواند بود کہ فقرش بہ نہایت رسد و مظہر اسم الغنی شود ہنوز دردمند باشد ایں درد است کہ مقصود آفرینش است عبادت توجیہ ہمیں درد است ؎

۱۔ درد تو تا بدلم را درد تو ... لیک نے درخور من درخور تو

۲۔ درد چندانے کہ میدانی فرست ... تا توانم آنچہ بتوانم فرست

۳۔ ذرۂ درد از ہمہ آفاق بہ ... ذرہ درد از ہمہ عشاق بہ

خدمت مولانا قاضی در کتاب سلسلۃ العارفین از حضرت قطب المحققین غوث الاسلام والمسلمین خواجہ احرار نقل کردہ اند کہ ایشاں می فرمودند کہ از خدمت مولانا جلال الدین رومی پرسیدند کہ عقل چیست، فرمودند کہ عقل آنست کہ بہ ہیچ چیز آرام نگیرد جز حق سبحانہ و حق آنست کہ بہ ہیچ وجہ مدرک نشود و ہم چنیں رقسم ایں حروف از جناب ارشاد مآب مولانا خواجگی الکنگی قدس اللہ سرہ استماع دارد کہ از والد بزرگوار خود و ایضاً بیک واسطہ از مولانا اسمٰعیل

شیردانی نقل می کردند کہ تجلی در ذات بحت نمی باشد ے

دُوربیستانِ بارگاہ الست

بیش ازیں پے نبردہ اند کہ ہست

بلکہ اتفاق محققین است کہ ذاتِ مُطلق محاط علم نمی شود سواء اضیف الی الخلق اوالی الحق۔ جاہلے گوید کہ محاط علم ناشدن بنفی معلومیت نہ می رساند چہ حقیقت علم احاطہ است جناب ولایت مآب شیخ اللہ بخش علیہ الرحمۃ کہ مرید مجوس حق و مجذوب وجہ مطلق میر سیّد علی قوام جونپوریؒ بودند بر مشرب تفرید و گزشتگی تام بودند و نہایت ہمیں را می دانستند الحق ایں چنیں است ایں معنی اثر گرفتاری بذات بحت است و حقیقت کلمہ لاالہ الا اللہ حضرت خواجہ محمد پارسا قدس سرہ در رسالۂ قدسیہ از خواجہ بزرگ نقل می کنند کہ می فرمودند در برداشت جذبۂ ہرگاہ توجہ بہ روحانیت اویس قرنی رضی اللہ عنہٗ کردہ می شود اثر آں توجہ بے تعلقی تام از علائق صوری و معنوی بود۔ و ایضاً در ہماں رسالہ از حضرت خواجہ نقل می کنند کہ ہرچہ دیدہ شد دانستہ شد ہمہ غیر است نفی مقصود نیست مقصود ذات بحت است او در علم نمی آید ے

نیست کس را از حقیقت آگہی   جُملہ می میرند با دست تہی

پس خلاصی گرفتاراں جز بآں نیست کہ بحسب انفاس بنفی وجود و لوازم او متوجہ شدہ معنی الفقر لا یحتاج ربہ را تازہ سازند صفت گرفتاری وغیر آں را با صل حوالہ کنند سبحان اللہ از غرض دُور افتادم غرض بیان حقیقت صلوٰۃ و صورت صلوٰۃ اکنوں بر سر مقصود بیائم چوں بیان صلوٰۃ حقیقی نمودیم شروع در صلوٰۃ صوری نمائیم۔

صورت نماز

لیس کمثلہ وھو السمیع البصیر۔ تحقیق ایں معنی نہ درخور حوصلہ تست ترا ایں بسکہ بدانی کہ حضرت حق جل شانہٗ بے چوں و بے چگونہ ایست کہ بہ ہیچ وجہ در احاطہ ادراک نمی آید لا تدرکہ الابصار با ایں نیز محیط ہر ذرہ است و ہمہ ذرات

عالم آئینہ صفات روئبند ہر کجا علیست علم اوست و ہر کجا قدرتے است قدرت او و علیٰ ہٰذا القیاس ہمہ صفات روئند کہ از پردہ مخلوقات ظہور کردہ اند بل ہمہ اوست مخلوقات نمودی اند بے بود چنانچہ در آئینہ می نماید لیکن آئنہ ہم چناں صاف وپاک از صورت ۔صورت نہ در روئے آئنہ است نہ در درون او نمودی است بے بود ۔ چوں معنی را دریافتی برتو باد کہ مراقب حق باشی و حق را حاضر و ناظر خود قصور نمائی بلکہ چناں دانی کہ ہر چہ در تو است از علم و قدرت وسائر صفات ہمہ از حق است و تو ہم چناں خالی ۔ و بے حاصل ۔ بل تو ہیچ نہ نمودی بے بود درخارج ہماں حق است و بس لیس فی الدار غیرہ دیار ۔ و ہم چناں بر صرافت بیگانگی خود و منزہ از انکہ جسم و جسمانی و جوہر و عرض باشد و موجود و غیر او موجودے نہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ ۔ محمد علیہ افضل الصلوٰۃ و اکمل التحیات کہ فرستادہ اسم جامع اللہ است و بحسب حقیقت علیہ او با او کتاب جامع ہمراہ ہماں آئنہ صاف است کہ بجہت ظہور باحسن صور و تقلید باحکام و آثار آں صورت جامع در کسوت بشریت در آمد و اسم محمدیہ گرفت پس بر تو باد کہ حفظ مراتب کنی و اسم مرتبہ را بر مرتبہ دیگر اطلاق نکنی و احکام شریعت را نیک نگہداری و سعادت جز در متابعت شریعت ندانی ؎

محال است سعدی کہ راہِ صفا

تواں رفت جز در پے مصطفےٰ

صلی اللہ علیہ و علےٰ الہٖ و اصحابہٖ وسلم۔

مختصر بیان توحید

کان اللہ ولم یکن معہ شی کلامے است از مشکوٰۃ نبوت علی صاحبہا من الصلوٰۃ افضلہا بظہور رسیدہ والاٰن کما کان کہ باقتباس از انوار آں مشکوٰۃ بزبان بعضے از اکابر صوفیہ جریان یافتہ ملحق است بآں ۔ چوں دیدہ می شنود کہ اکثر متصوفہ ایں دیار مدار ایں سخن را بر توحید می نہند بے آنکہ از حقیقت العالم لم یظہر قط بے خبر باشند اعاذنا اللہ وجمیع المسلمین من شر ذٰلک الاحتیاط والاحتیاط

بخاطر چناں آمد کہ کلمہ چند در بیان حقیقت آں علی سبیل الاجمال بنویسد۔ بدانکہ کان اللہ ولم یکن معہ شی اشارہ بمرتبہ اطلاق است و تقدم آں بر سائر مراتب تقدم است ذاتی۔ چہ نزد عقلائے کشف مقرر گشتہ ارواح کمل قدیم است اَلْاٰنَ کما کان عبارت است از آنکہ او ہم چناں بر صرافت اطلاق خود است ظہور مقیدات جلوہ اطلاق را بر نہ انداختہ۔ در آں حضرت ازل و ابد ظاہر و باطن در یک نقطہ جمع است چوں ذرات عالم جی زمان متعارف موہوم الاتصال بمجرد ظہور بعدم می روند و قہرمان وحدت حقیقی بظہور می رسد پس در میان ہر دو آں دریائے لامتناہی اطلاق مہیا است کہ از کوتاہی ظہور تقیدات نسبت بایں ہمہ اطلاقات بے انتہا نزدیک است کہ نظر عارف کُلُّ شَیْءٍ هَالِکٌ اِلَّا وَجْهَهٗ را منتمر بیند و آنکہ می گویند حفظ ما بین النفسین دو نفس رحمانی است و لہذا گفتہ اند نسبت بعارف اصلاح بین از حفظ ما بین النفسین بہتر و الا عارف را چہ احتیاج است بحفظ ما بین النفسین او از و منفک نیست چہ در اصلاح بین وچہ در غیر آں گویم الآن کما کان عبارت است از انکہ اشیا نمودی است بے بود۔ بوئے از وجود خارجی بشام او نہ رسیدہ ہم چناں در علم آرمیدہ یا گوئیم اللہ تعالےٰ اعلم کان اللہ بعد از ظہور وقتے بودہ باشد کہ طامع اللہ الآن آن است و الآن کما کان نیز ہم چناں با آنکہ الآن کما کان بایں معنی صحیح است و اگرچہ کان اللہ بمعنی اوّل باشد یعنی در نظر شہود من ہم چناں بود۔

رباعی ؎

من ہیچم و کم ز ہیچ ہم بسیارے | از ہیچ کم از ہیچ نیاید کارے
ہر سر کہ ز اسرار حقیقت گوئیم | زانم نبود بہرہ بجز گفتارے

آنچہ تو کشتی آب دہ و آنچہ عبد اللہ فرا آب دہ۔

معنی اعوذ

اَعُوْذُ بِاللہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ یعنی پناہ می گیرم بخدا از شر شیطان راندہ شدہ استعاذہ پیش از قرأت قرآن چہ در نماز وچہ در غیر آں بر حضرت رسالت پناہ صلی اللہ

علیہ وسلم فرض کردہ بر امت متابعت او سنت شدہ شک نیست کہ آنحضرت علیہ افضل الصلوٰت و اکمل التحیات در وقت تکلم بہ کلمہ تعوذ با علی مرتبہ معنی آں متحقق بودہ اند پس طریق متابعت آن است کہ بمجرد گفتن ایں کلمہ اکتفا نہ نمایند و بحسب باطن خود را عاجز محض شناختہ در دفع وساوس شیطانیہ التجا بقادر مطلق بیارند تا قرأت کلام او خالی از کدورت اندیشہائے پراگندہ شیطانیہ دست دھد۔

مخفی نماند کہ ایں قسم تعوذ از مقولہ توکل است یعنی خدائے را سبحانہ وکیل خود اخذ کردن و قدرت روی اندود خود را بگوشہ گزاشتن ایں توکل از فروع ایمان است چہ ہر کہ ایمان آورد باآنکہ آفریدگار جز وکل اللہ است و دانست آں را کہ ہر فعلے و صفتے کہ از و وار غیر او بظہور می آید ہمہ بمحض قدرت آفریدگار است وحدہٗ لا شریک لہٗ زانکہ در خزینہ ہستی او امرے موجود است یا البتہ موجود خواہد شد کہ بآں دفع ضرے یا جلب منفعتے نماید۔

حضرت حق سبحانہ بعد از انکہ پیغمبر خود را امر بتعوذ کردہ می گوید انہ لیس لہٗ سلطان علی الذین اٰمنوا وعلٰی ربھم یتوکلون یعنی پناہ بخدا بگیر از شر شیطان رجیم کہ نیست تصرفے و سلطنتے شیطان را بر آنہا کہ ایمان آوردہ اند و بمقتضائے ایمان پروردگار خود را وکیل خود اخذ کردہ اند اینک شاہد صادق بر آنچہ بیان نمودیم انشاء اللہ العزیز یاران نیز نصیبے کامل ازیں برسد۔

فصل در کلمات قدسیہ احرار یہ نوشتہ اند کہ ہر ضعیفے را کہ با دشمن قوی کار افتد چوں بصدق و یقین تام از حول و قوۃ خود بیروں آید ہر آئنہ بحول و قوتے از پیش گاہ مؤید شود کہ بآں حول و قوۃ بر اعدأ دین و ملت غلبہ تواند کرد۔ خدمت مولانا محمد قاضی کہ از خلص اصحاب آنجناب بودہ اند نوشتہ اند کہ ایشاں ہر گاہ در مہمے با اہل زمان خود از سلاطین و حکام چیزے می نوشتند ساعتے سکوت فرمودہ معطل می ماندند و بعد ازاں شروع در کتابت می نمودند و سر سکوت و تعطیل را ہم خود می فرمودند کہ ساعتے خود را از خود خالی ساختند در مقابلہ کبریائے الٰہی می سپارم بعد ازاں می بینم کہ قلم از جائے دیگر جاری می شود و سن قطعاً در میاں نیستم مقصود از نہ ذکر ایں سخن آنکہ اگر ہنگام تعوذ و اراد تلاوت بحقیقت ایمانے کہ مورث ایں قسم تعوذ شدہ کاملے متحقق شود بقرب فرائض مشرف خواہد

شد چنانچہ فاجرہ حتیٰ یسمع کلام اللہ را اکابر تحقیق دریں مقام داشتہ اند در آں وقت زبان قاری حکم شجرہ موسیٰ علیہ السلام خواہد داشت۔ بیت ؎

بے شک آں آواز ہم از شہ بود

گرچہ از حلقوم عبد اللہ بود

وکلام امام محقق جعفر صادق علیہ التحیہ کہ فرمودہ انی اکرم آیۃ حتیٰ اسمع من المتکلم را شیخ الشیوخ شہاب الحق والدین علیہ الرحمہ ہم ازیں مقام داشتہ۔ ابیات ؎

چوں پری غالب شود بر آدمی

گم شود از مرد وصفِ مردمی

ہرچہ گوید آں پری گفتہ بود

زیں سرور زاں سرے گفتہ بود

چوں پری را ایں دم و قانون بود

کردگار آں پری خود چوں بود

رشحہ: حقیقت مراقبہ انتظار است وصفائے انتظار در طلب مقصود است در حالتے کہ طالب از حول و قوۃ خود بیروں آمدہ باشد و مشتاق لقائے مقصود و مستغرق بحر ہوائے او باشد حل ذکرہ۔ وید حول و قوت اغیار کوشش است و انتظار آستانہ کشش۔ ایں قسم مراقبہ جز منتہی و قریب الانتہا ر اوست نمی دہد۔ لہذا ابوالجناب نجم الدین کبریٰ قدس سرہ در بیان دہ اصل کہ مدار موت بالارادۃ برآں داشتہ ایں مراقبہ را اصل ہشتم ساختہ۔ لیکن بلندی عاشق را تقلید منتہی می باید کرد و خود را از حول و قوۃ خود برآوردہ انتظار محض می باید بود اما سائر مراقبات کہ مطلوب را مقید بشکل و مثال و علم و خیال کردہ در عرصہ تعقل آرند فرود ایں است و معلول ؎

ہرچہ پیش تو پیش ازاں رہ نیست غایت فہم تست اللہ نیست

لا و ہو زاں سرائے روز بہی

بازگشتہ حبیب و کیسہ تہی

حضرت سبحانہ و تعالیٰ پیغمبر خود را صلے اللہ علیہ وسلم فرمودہ کہ فاذا قرأت القرآن

فاستعذ باللہ من الشیطان الرجیم مخفی نیست کہ ایں امر فقرد الی اللہ وتقرب الیہ
است چہ استعاذہ التجا بکسے بردن و در جوار او رفتن است۔ پس سنی متابع را سزاوار است
کہ بعد از دید عجز خود در پناہ حق بگریزد و حق را در دفع وساوس بوکالت اخذ کند یعنی بہ تمام مستغرق
انوار او شود و در ادائے کلمات وتدبر معانی او توجہ را پراگندہ نکند کہ او حافظ و وکیل است چنانچہ
می باید بظہور می آرد۔ حضرت امام ہمام حسن ابن علی رضی اللہ تعالےٰ عنہما می فرمودند حق سبحانہ تعالےٰ
وشل را یعنی خاطر غیر را ہنگام نماز در ما نیا فریدہ انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل
البیت ویطھرکم تطھیرا در فقرات احراریہ مسطور است کہ نسبت ما بحقیقت نسبت اہل
بیت است و از آنچہ ایشاں نسبت خود را شرح دادہ اند روشن می شود کہ معنی سخن حضرت امامؓ
آنست کہ ہنگام نماز در سر ما نشانے از ملک وملکوت نیست نہ آنکہ اینان ہستند لیکن لباس
غیرت از بر کشیدہ اند چنانچہ اکابر فرمودہ اند کہ در قرب نوافل جہت خلقیت مغلوب جہت
حقیقت است ؎

چوں تو سازی ہم اں زنا فلہا
بدیار قبول قافلہا
بر فزائے تو وحدت اطلاق
غالب آید بقدر استحقاق

در قرب نوافل با وجود لباس نسبت غیریت از ایشاں بر افتادہ چنانچہ ارباب توحید صوری
را می باشد۔ بداں ایاک اللہ بنور القدس کہ ایں قسم نعوذ منتہی را دست می دھد ونزدیک
بایں کسے را کہ نہایتش در بدایت مندرج باشد لیکن جماعتے را کہ بہ یقین ایمانی مشرف اند مرتبہ
انجبر احساں را می باید از دست ندہند الاحسان ان تعبد اللہ کانک تراہ فان لم تکن تراہ فانہ یراک
پس در اثنا تلاوت چناں بہ بندیشند کہ او ایشاں را می بیند وایں عمل را در حضور او می کنند۔
تنبیہ بعض از عرفا فرمودہ اند کہ انسان مرکب است از روح وہیکل محسوس وامر بہ استعاذہ
مرمجموع را است۔ آنچہ نصیب روح بود خود از کلمات سابقہ معلوم شد۔ نصیب بدن آں
است کہ از مظاہر آسم المضل چوں رفقا بد وماکل وملابس مشتبہ وسائر اوضاع مکروہہ اجتناب نماید

درروئے توجہ بمظاہر اسم الھادی بیار د از مجالسان موافق و اوضاع مشروعۂ مسنونہ۔ ولضیب زبان تکلم بآں کلمہ است لیکن اگر استفادہ کاملہ بدست نیاید ازاں بہ تمام نہ باید محروم شد اگر در محلہ جمعے منحرف باشند ہمہ را منحرف نباید گذاشت۔

اللھم ارزقنا العمل بمافیہ والسلام علی من اتبع الھدیٰ

معنی بسم اللہ و سورۂ فاتحہ

بسملہ کہ در اوائل سورا ست پیش علمائے حنفیہ بجہت استفتاح قرأت است نہ داخل قرأت واگرچہ بقول اصح داخل قرآن است پس قاری در خواندن بسم اللہ ایں ارادہ می کند می افتتاح قرأت خود بنام اللہ الرحمٰن الرحیم می کنم اسم مبارک اللہ را در حرف طائفۂ صوفیہ قدس اللہ تعالیٰ ارواحہم سہ اطلاق است یکے ذات احدیت و دیگر ذات متقید بمرتبہ الوہیت دیگر احدیت جمع مطلق لیکن مناسب حال کاتب و سامع مرتبہ دوم است کہ قبلہ توجہ سالکان و آرام گاہ مشتاقان و رب عالمیاں و مالک یوم الدین الہ است۔

مرتبہ اوّل از عبارت و اشارت منزہ است۔ مرتبہ سوم واسطہ گمراہی بسیار ان توقف و تعطیل سائراں و مزلہ پاکان است اکنوں شرح ہماں مرتبہ دوم کہ معشوق عالی ہمتان پاک نظر است۔ بنامم۔ اللہ اسم ذاتی است مستجمع جمیع صفات کمال آنچناں ذاتے کہ او بود باصفات کاملہ خود و عالم نبود و اکنوں کہ عالم از عرصہ عدم بہ تنگنائے خیال آمدہ او ہم چناں برقرار خود است پیش گاہ بقا و ثبات او را است دیگراں در معرض فنا و ممات جل من لا الٰہ الا ھو لا تفعل کیف ھؤلا ماھو اگر نہ ذاتش پرسی لا تفکروا فی ذاتہ واگر از صفاتش پرسی ست آں مجید علیٰ ما یفھم منہ اھل اللسان من العلماء السنۃ مبین ان لیس کمثلہ شیٔ وھو السمیع البصیر اگر ظاہر است اوست چہ مدار ظہور بفعل داثر است وفعل دانثر ازو۔ واگر باطن است ہم اوست و بدہ سد کہ محرم حریم شہود است در مطالعہ کمال او خیرہ است وچشم سر کہ رئیس کارخانہ نمود است در مشاہدہ جمال او خیرہ اوست کہ اقرب من حبل الورید است و اوست کہ فعال لما یرید است۔ رحمٰن

اسم ذات است بہ اعتبار افاضۂ وجود مر حقائق ممکنات را این اسم خاص واجب است و دیگرے افاضۂ وجود بشر نتواند کرد ہر چند کہ رحمتش عام است۔ رحیم اسم ذات است باعتبار افاضۂ سائر نعم تابعہ مر وجود را این اسم عام است چہ دیگرے نیز بتوفیق حق بعضے انعامات می تواند کرد لیکن معنی اش عام نیست چہ ہمہ موجودات در ہمہ وقت منعم علیہ ہستند الحمد للہ باتفاق علما معنی آن است کہ ہر چہ از جنس ستائش و ثنا است مختص باللہ است۔ مقصود ازیں اظہار جمال حق است نہ اخبار باین علم و لہٰذا نفس الحمد للہ نیز ستائش است علمائے اہل سنت می گویند کہ عالم با جمیع ذوات و صفات و افعالش در عرصۂ وجود نسبت بخلاق عالم چوں نقوش است در صفحہ کاغذ نسبت بہ نقاشے اگر جزوے از نقش نیک نماید یکے آں را ستائش کند بے تکلف ستائش نقاش است اگر گفتہ شود کہ این سخن منجر بجبری شود می گوئیم کہ اہل سنت در آدمیاں صفت اختیار را بے آنکہ اثرے براں مترتب شود مخلوق می گویند۔ و باین قدر از جبر بیہ امتیازے یابند۔ اہل تحقیق از اولیائے مکاشف بر صحت این معنی مجتمعند اللہم ثبتنا علی القول الثابت۔

وصل صوفیۂ موحدہ قدس اللہ تعالےٰ ارواحہم کہ از خواص اہل سنت اند باوجود علم اوّل و تحقیق این می گویند کہ نقوش صور کونیہ کہ بقدرت کاملہ حق سبحانہ و تعالےٰ در عرصہ نمود آمدہ اند از تجلیات اسم بزرگوار آں ظاہر اند و حق سبحانہ بحسب صفات و شیون خود در کسوت این ہا ظہور نمودہ بل ہر دو بیک ظہور ظاہر گشتہ اند و لہٰذا صاحب فتوحات مکیہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ می گوید۔ سبحان من اظہر الاشیاء و ہو عینہا ای فی الظہور چہ حقائق عالم مظاہر صفات و شیون اند فی العلم۔ پس اگر اللہ ذات احدیت بخواہند جمیع محامد از وجہ دیگر نیز راجع باو می شود این علم بغائت غامض است ہر چند مجمل تر۔ بہتر رب العلمین پرورندہ عالمیان است ذکر این صفت دریں مقام از برائے تحقیق اختصاص جمیع محامد باللہ می تواند بود الرحمٰن الرحیم بخشندۂ وجود است و دہندہ لوازم وجود از آنچہ ما ... ج عالم است۔ ذکر این ہر دو صفت بعد از ذکر ربوبیت اشارت است بشمول تربیت مر جمیع نعم را ملک یوم الدین منصرف و حاکم روز جزا است ذکر این صفت بعد

از ذکر رحمت بشارت عظمیٰ است مر عاصیان امت را ایاک نعبد و ایاک نستعین یعنی ہمیں ترا عبادت می کنیم و ہمیں از تو استعانت می جوئیم درایں دو امر دیگرے را شریک تو می گردانیم تواند بود کہ ازیں عبادت مراد عبادت اضطراری باشد عبادت اضطراری بودن بندہ است بر وفق ارادہ الٰہی و مضطر بودن در زیر قضا و قدر او و دریں صورت ایاک نعبد بحسب معنی مثل مالک یوم الدین می شود یعنی مالک جمیع احوال و اوقات توئی و ایاک نستعین تا آخر داخل دعا است یعنی از تو یاری می جوئیم کہ صراط مستقیم را نمائی تا سلوک بر آں صراط نمایم و عبادت اختیاری من بر وفق رضائے تو شود و در صورتے کہ ایاک نعبد بر عبادت اختیاری محمول باشد مقصود از آں اظہار انقیاد خود است و مقصود از ایاک نستعین باہماں معنی کہ مذکور شد یا اظہار آنکہ ایں انقیاد را ہم بخلق و توفیق تو می دانیم یا طلب ثبات درایں انقیاد اھدنا الصراط المستقیم یعنی بنمائی مارا راہ راست صراط الذین انعمت علیھم غیر المغضوب علیھم ولا الضالین یعنی صراط جماعتے کہ بر آنہا انعام کردۂ آں جماعت . چنانچہ ہم در کلام الٰہی بر آں تصریح شدہ۔ نبیین و صدیقین و شہدا و صالحین اند نہ راہ جماعتے کہ غضب کردۂ بر آنہا و ہم چنین نہ راہ آنہا کہ راہ گم کردہ اند۔ اجماع صادقاں و محققاں است کہ صراط مستقیم صراط اہل سنت و جماعت است از آنچہ در الٰہیات و نبوات و علوم آخرت گفتہ اند۔

وصل : صاحب کتاب فتوحاتِ مکیہ۔ رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ عقیدہ چند بر عقائد ظاہر علماء افزودہ ۔ بے آنکہ نفی آنہا کند چہ خلاف عقاید سلف صالحین جز ضلالت و خرابی بہیچ نسبت بحمد اللہ تعالےٰ اعتقاد ما بریں قرار گرفتہ و امید می داریم کہ بریں بمیریم و بریں محشور شویم ۔ اکنوں شرح عقیدہ آں بزرگ را در الٰہیات نمائیم بنمائی مارا صراط انبیاء و صدیقاں نہ صراط آنہا کہ ہمہ خلق می بینند و از مبدأ خبرے ندارند خواہ خلق صرف می بینند چنانچہ دہریہ و طبیعیہ کہ ایشاں مغضوب علیہم اند و خواہ بعنوان خفا نیست می بینند چنانچہ بعضے از صوفیا کہ در توحید صوری معطل و محبوس اند کہ اضلہ اللہ علیٰ علم۔ درحق ایشاں درست است تمام بخود و امثال خود گرفتار اند و روی توجہ از مبدأ گردانیدہ اند ایشاناں ضال مضل اند و نہ مراہ آنہا کہ ہمہ

حق می بینند و لبس عالم را خیال محض و شعبدہ صرف می انگارند مبدأ ایشاں نیز از راہ برآمدہ اند پہلو بر سوفسطائی می زنند و نہ راہ آنہا کہ وجود دید حق و خلق خلق را وجود علیحدہ اثبات می کنند چہ راہ ایشاں نیز شاہراہ انبیا نیست مراد ازیں راہ ہماں معرفت است نہ بایں معنی کہ معرفت ایں ہا خلاف معرفت انبیا است حاشا۔ ایشاں برگزیدگان اند آرے معرفت ایشاں آں وسعت ندارد کہ معرفت انبیا۔ پس صراط مستقیم در معرفت باعتقاد آں صدیق کامل دید حق و خلق است لیکن خلق را وجود علیحدہ نے بل چوں وجود صورت در مرآت کہ می نماید کہ ہست و بحقیقت نیست و ایں نمود بقدرت کاملہ حق پیدا شدہ و خلق عالم عبارت ازیں اظہار است و عالم در علم حق ثابت است نہ آں اثبات کہ علمائے متکلمین در صور علمیہ نسبت باذعان می گویند بل ثباتے از جنس ثبات خارج یعنی موجود خارجی بحسب شیون وصفات در علم تنزل نمودہ۔ و حقائق عالم ظاہر گشتہ و ایں حقائق بعد از عود باصل و ظہور در وجود چوں ظہور صورت در مرآت مخلوق و ممکن شدہ و آثار و افعال ظاہرہ از ممکن از اصل است چوں ممکن پردہ دار شدہ بحکم لَوْنُ الْمَاءِ لَوْنُ اَنَائِہٖ محبوباں را در تصور می آید کہ فعل و اثر از ممکن است والٰھکم الٰہ واحد لا الٰہ الا ھو الرحمٰن الرحیم آمیں چنیں باد بسم اللہ الرحیم اکابر تحقیق قدس اللہ تعالیٰ ارواحہم تعظیم ظاہر مخلوقات را از ادب مقام معرفت داشتہ اند چہ ایں ہا بجالی جمال مطلق اند۔

وصل۔ بداں ایدک اللہ تعالیٰ بنور القدس کہ مظہریت ایشاں مر مطلق را نہ بایں معنی است کہ ایشاں عین مطلقند تعالی اللہ عن ذالک علوًّا کبیراً بل بایں معنی است کہ بحکم لون الاناء لون مائہ صفات و افعال مطلق از پردہ ایں ہا بحکم لون الماء لون انائہ ہم برنگ ایں ہا ظہور کردہ و ارباب مشاہدہ را دریں اجتماع و کثرت بصیرت کاملہ جز بر نور ذات نمی رفتہ نہ آں معنی کہ ذات در ادراک ایشاں می آید بل ہستی او بنعت ذوق و محبت و استہلاک و اضمحلال می یابند مثلاً آئینہ فرض کنیم کہ از غائت صفائے آنچہ صورتے براو افتد ہستی او را نمی تواں یافت اگر یکے عاشق آئینہ باشد و در پردہ صورت چشم بصیرتش شعاع آئینہ را دریابد و از سلطنت محبت و شوق مستغرق ہستی

او شود تواند گفت کہ جز ذات آئینہ نمی بیند خصوصاً گہ باین سر مطلع شود کہ صورت ظاہرہ بر روئے آئینہ است و در میاں موجود نیست بل نمودی است بے بود موجود ہماں آئینہ است و لبس و بہ انتہی الکلام وتم

بیان سورۂ والشمس

والشمس وضحٰها یعنی سوگند بآفتاب و نور او و در ضمن ذکر نور اشارت است بانکہ تعظیم آفتاب بجہت نور اوست تا ارباب اشارت دریابند کہ تعظیم مظاہر بجہت ظاہر می باید کرد نہ بجہت نفس مظاہر والقمر اذا تلٰها یعنی سوگند بقمر وقتیکہ در پے رود آفتاب را و قدم بر قدم او بنہد در تنویر مراد ماہ تمام است - این آئینہ با وجود بشارت سابقہ اشارت است بہ تعظیم جماعتے کہ بجہت کمال پیروی اقتباس نور از مشکوٰۃ آفتاب محمدی نمودہ اند -

بیت ؎

بنی چوں آفتاب آمد ولے ماہ

مقابل در مقام لی مع اللہ

حضرت حق سبحانہ در قمر ذکر نور نکرد چنانچہ بعد از والشمس وضحٰها چہ قمر را نورے نسبت کانہ کہ قمر ہماں نوری است کہ از آفتاب بر او منعکس می شود لہذا در قرآن مجید قمر باسم نور مذکور شدہ وجعل القمر فیہن نورا تواند بود کہ معنی این باشد کہ سوگند بقمر وقتے کہ در پئے آفتاب رود یعنی بر ہماں خط کہ آفتاب می رود - او رود یعنی سوگند بقمر در وقت کوف آفتاب چہ قرب او بآفتاب دریں وقت بیشتر از اوقات دیگر است و مشابہت او بمستوراں قباب عزت در این محل روشن تر جہت باطنش مستغرق نور آفتاب است و جہت ظاہر گرفتار پردۂ حجاب در این آیت تنبیہ است بآنکہ لباس شریف و عظیم باشد کہ شرف و عظمت او را نداند پس باید کہ بے تامل تحقیر کسے کردہ نہ شود و تواند کہ اشارت باک باشد کہ ہم چناں کہ تعظیم مظاہر لطف می باید کرد تعظیم مظاہر قہر نیز باید کرد - مراد بمظہر قہر در این اشارت آن است کہ قہر از و بظہور رسد نہ آنکہ قہر بر او واقع شود - والنہار اذا جلٰها یعنی سوگند بروز روشن کہ

غبار طلوع وحجاب ابر وظلمت ہوا نداشتہ باشد واللیل اذا یغشٰھا یعنی سوگند بہ شب وقتیکہ بپوشاند نورِ آفتاب را مراد شب تار است کہ نور شفق وتابش قمر دراں نباشد چہ ہریک ازیں دو نورِ آفتاب است ایں شب بکمال شبیہ رسیدہ تواند بود کہ مراد شب خون باشد کہ درایں شب نورِ آفتاب کہ در آئینہ ماہ ظاہر است پوشیدہ می شود ودریں شب ماہ داخل ظلِّ ارض است بخلاف شبہائے دیگر وایضاً تواند بود کہ مراد شب ایام بیض باشد چہ آں شب بجہت روشنی کانہ کہ آفتاب را می پوشد یعنی از خاطر ہا فراموش می سازد ولہذا ایام بیض می گویند یعنی دراں اوقات شب نیست ہمہ روز روشن است۔

وصل: صاحب فتوحات مکیہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ آں مؤدب عارف می فرماید کہ اسبائی ایام بیض مثال ظہور حق درخلق است چہ دراں شب آفتاب در قمر ظاہر است وہم چنیں قمر کہ در اسم نوریت با حق سبحانہ شریک است درخلق ظاہر است حق سبحانہ وتعالےٰ نور را از اسما خود شمردہ اللہ نور السمٰوات والارض وقمر را نیز نور گفتہ قال اللہ تعالےٰ وجعل القمر فیھن نوراً بلکہ حق بظہور قمر بحسب ایں اسم ظاہر است ولہذا روزہ کہ آں نیز از مقولہ ظہور حق درخلق است دراں ایام معتبر آمدہ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم مخبراً لنا ان صیام ایام البیض صیام الدھر یعنی اشارت فرمودہ کہ صیام ایام بیض از شانست صیام دہر است ودہر از اسما اللہ تعالےٰ است چنانچہ درحدیث صحیح آمدہ لاتسبوا الدھر فان اللہ ھو الدھر۔ یعنی رعایت ادب نسبت بدہر بکنید کہ او درایں اسم شریک است با حق سبحانہ پس بندہ بمنزلہ قمر است وروزہ بمنزلہ نورِ قمر وحق ظاہر بحسب ایں نور در قمر بمنزلہ شمس ولہذا درحدیث صحیح آمدہ کہ الصوم لی یعنی صوم کہ صفت صمدانیت است کہ عبارت از تنزیہ از غذا است صفت من است ازینجاست کہ تسحر در روزہ سنت شدہ یعنی ادب آں است کہ بندہ اظہار عجز نماید یعنی ایں صفت خاصہ تست من بے تقویم نسے توانم داخل او شد۔

وصلت: کلام حضرت شیخ رضی اللہ تعالےٰ عنہ مقتبس از مشکوٰۃ نبوی است ہیچ گونہ عقل وفہم را دراں دخل نمی باید داد وبلوح سادہ بے شائبہ تصرف وتکلف تلقی می باید

نمود آنچہ بفہم فائدہ از نقصان خود باید شمرد۔

وصل۔ تعظیم شمس تواند بود کہ بجہت آں باشد کہ طلوع او کہ ظہور صبح است مورث ظہور عبادت پاکاں است و تعظیم ضحیٰ اگر وقت چاشت ارادہ کردہ شود بجہت آنکہ وقت عبادت مسنونہ بنوبہ علیٰ مصدرہا الصلوٰۃ والتحیہ۔ و تعظیم قمر در وقت پیروی او آفتاب را اگر اشارت بہلال بداریم۔ چنانچہ بعضے از مفسراں داشتہ اند بجہت آن است کہ مورث بعضے از عبادات معتبرہ است کہ صیام غرر شہر است۔ صاحب فتوحات مکیہ می فرماید کہ ہر ماہے مہمانیست از حق سبحانہ و ضیافت مہمان علیٰ وجہ التعجیل مسنون و مدت مہمانی سہ روز وکان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم یصوم ثلثۃ ایام من غرۃ کل شھر صرحۃ النسائی عن ابن مسعود۔ تعظیم نہار در وقت روشن ساختن او آفتاب را اگر عبارت از لیالی ایام بیض بداریم بجہت آنست کہ مورث عبادت معتبرہ است کہ صیام ایام بیض است۔ چنانچہ در فصل سابق بیان نمودیم۔

مخفی نماند کہ روزے کہ آفتاب را ظاہر گرداند لیالی ایام بیض است بخلاف روزہائے دیگر کہ آفتاب آں روزہا را ظاہر می گرداند ایں چوں رفتنی از اثر بموثر است وآں از موثر باثر۔ آں طریقہ علماً است وایں طریقہ عرفا و تعظیم لیل وقتیکہ بپوشاند نور آفتاب را بجہت آن است کہ محل فراغ عابداں و آرامگاہ ذاکراں و خلوت گاہ محباں است۔ مخفی نماند کہ پوشانیدن شب نور آفتاب را عبارت ازاں است کہ نور آفتاب درایں وقت برنگ عدم شدہ چہ شاید نوری است کہ برنگ ظلمت برآمدہ و ظلمت اثر اختفائے بعضے از اشیا ظاہرہ فی الیوم ایں مثال سخت نیکو است در ظہور عالم کہ واجب تعالےٰ و تقدس ہم چناں در منفر البطون است لیکن احکام و آثار او کہ اسماء و صفات او شید ظہور نمودہ اند۔ وہم چنیں ممکن در ننگنائے عدم متمکن نشستہ لیکن حکم و اثر او برآمدہ باحکام و آثار واجب امتزاج گرفتہ و حجاب مقصود شدہ۔ ازیں بیان بدریاب کہ واللیل اذا یغشٰھا را بلیالی ایام بیض از وجہے دیگر نیز می تواں حمل کرد چہ دراں اوقات آئینہ ماہ مقابل آفتاب است و آفتاب در وے بتمام ظاہر لیکن چوں ظہور بیست منصبغ برنگ آئینہ از نظر عامہ مخفی شدہ والسماء وما بنٰھا۔ یعنی

سوگند بآسمان و بنا کننده او یعنی نور دہندہ او چہ بنائے او تنویر او ست او ہم چناں در کتم عدم است
در معنی این گفتن است کہ سوگند بآسمان و نور او کہ اللہ نور السمٰوٰت والارض
ماطحٰھا سوگند بزمین و پہن کنندہ او و این نیز ہماں گفتن است کہ سوگند بزمین و نور دہندہ
او لیکن تنویر سما بصفتے شدہ کہ نسبت بما سورث ارتفاع آمدہ و تنویر زمین بصفتے کہ نسبت بما
سورث انبساط گشتہ ونفس وما سوٰھا یعنی سوگند بہر نفس از نفوس بنی آدم و توبہ
کنندہ او . مراد بہ تسویۂ نفس عطا فرمودن او ست آنچہ اُو را بکار آید از لوازم وجود نفسانی فالھمھا
فجورھا وتقوٰھا پس الہام دہندہ او ببدی و نیکی یعنی سوگند بہ کسے کہ نفس را تسویہ داد
و پس از آں راہ خیر و شر باد کشودہ اختیار فعل ہر یک باو داد اکنوں نزدیک می شود بآنکہ فاذا
سویتہ ونفخت فیہ من روحی یعنی بعد از تسویہ روحی کہ تمیز نیک و بد اختیار
فعل ہر یک در او ست آفرید . تواند بود کہ مراد این باشد کہ او را بہ خیر و شر داشت بحسب
اختلاف افراد جواب این قسم ہا این است قد افلح من زکٰھا یعنی بدرستیکہ رستگار
شد کسے کہ پاک گرداند نفس را از آلائش اخلاق سیئہ چوں کبر و حسد و بخل وغیرہ ذٰلک من
المہلکات وقد خاب من دسّٰھا یعنی بدرستیکہ نا امید شد کسیکہ گم کرد نفس خود را بمعصیت
و ضلالت و گم کردن نفس عبارت از گم کردن روحی است کہ بعد از تسویہ و تعدیل ارکان او در و
نفخ کردہ شد و از اثر آں نفخ کانہ ہیچ شد لہذا بسیارے از علما جز نفس و ہیکل محسوس امرے دیگر اثبات
نمی کنند و حالا عامہ آدمیاں دریں منزل اند و گم کردن روح گم کردن خواص روحانیہ است و در
مرتبہ انعام زندگانی کردن اولٰئک کالانعام بل ھم اضل غیبت و نا امیدی مخصوص
کفار باشد لاییأس من روح اللہ الا القوم الکافرون چہ ہر کہ ایمان آورد بخدا
رسول و رسول و قت از قید نفس بتمام جست و بصفت خاصہ روحانیہ مشرف شد بل بخلقے از
اخلاق الٰہیہ متحقق گشت و لہذا در کتب حنفیہ مذکور است کہ الایمان غیر مخلوق

بیت ؎

ای گروہ مومناں شادی کنید
ہمچو سرو و سوسن آزادی کنید

وصل : خدمت مولانا علاؤالدین مکتب دار کہ از کبار طبقہ صوفیا اندروزے بملازمت مولانا عبدالرحمٰن جامی رفتہ ازاں سخن شیخ محی الدین ابن عربی کہ ہر کہ از قید نفس نرست روح او بعد از مفارقت از بدن در تحت فلک قمری می ماند اظہار ملامت می نمودہ اند کہ بسیارے از مومناں بریں صفت اند ہرگاہ بعد از مفارقت در تحت فلک قمری بمانند بہ بہشت کہ عون سمٰوٰت سبع است چوں خواہند رسید۔ خدمت مولانا عبدالرحمٰن در جواب فرمودند کہ ہر کہ ایمان بخدا و رسول خدا آورد او رخنہ در فلک قمری انداخت کہ عاقبت ازاں رخنہ خواہد جست بعضے از خادیم سلسلہ نقشبندیہ ایں سخن را برہمیں معنی حمل کردہ اند کہ او دراں وقت کہ ایمان آورد از قید نفس بہ تمام جست اگرچہ ہماں یک نفس باشد بعضے از اکابر اولیا فرمودہ اند کہ ہر کہ یک نفس خالی از شرک دریا بخدا متوجہ شد عاقبت در نفس آخر ایں نفس دستگیری او خواہد کرد و بسیارے از محققین مشائخ برایں اند کہ ہر کہ ایمان بخدا و رسول ایمان تحقیقی آورد بعد ازاں ہرگز رد ایمان او نمی شود و ہر کہ بعد از ایمان مردود شدہ مجرد تقلید داشتہ و آنکہ شافعیہ انا مومن انشاءاللہ می گویند بعضے برہمیں معنی حمل کردہ اند یعنی انا مومن تحقیقی انشاء اللہ تعالیٰ در صحاح حدیث بنویہ علے مصدرہا الصلوٰۃ والتحیہ۔ آمدہ کہ ما من احد یشھد ان لا الٰہ الا اللہ وان محمد رسول اللہ وصدقا من قلبہ الا حقہ من اللہ علی النار متفق علیہ با ایں ہمہ مقرر شدہ کہ بعضے از عصات مومنین در دوزخ می درآئند و مثل انگشت سوختہ و خراب می شوند و بعد ازاں در حوض حیات شست و شو یافتہ با روح تازہ و زندگانی نو بہ بہشت درآئند کذبت ثمود بطغواھا تکذیب کردند قبیلہ ثمود بطغوتہا بسبب طغیان آں قبیلہ مر صالح پیغمبر را اذا انبعث اشقیھا یعنی تکذیب کردند دراں وقت کہ برخاست بدبخت تریں ایشاں کہ قدار بن سالف نام داشت با جمعے بقصد پے کردن شتر صالح فقال لھم رسول اللہ پس گفت مر ایشاں را رسول خدا یعنی صالح علیہ السلام ناقۃ اللہ یعنی اجتناب نمائید از شتر خدا کہ بمحض قدرت خدا آفریدہ شد و آیتی است از آیات او۔ وسقیٰھا و گرد مگردید جائے را کہ او آب می شورد در نوبت او۔ آب ایشاں کم بود ہرگاہ شتر آب می خورد تمام آں آب را میخورد لہذا نوبت کردہ بودند یک روز ایشاں

میخوردند ویکے وزشتہ فکذبوہ پس تکذیب کردند صالح علیہ السلام را دراین کہ آں شتر را شتر خدا می گفت یعنی ایں شتر از سحر و جادوے تو پیدا شدہ فعقروھا پس پے کردند آن شتر را فدمدم علیھم ربھم بذنبھم پس ہلاک کرد ایشاں فرستاد پروردگار ایشاں بسبب گناہ ایشاں کہ پے کردن ناقہ باشد فسوّاھا پس برابر کرد عذاب را بر ایشاں کہ خرد و کلاں ایشان بخستند ولا یخاف عقباھا و نمی ترسد خدا عاقبت ایں کار را کہ ہلاک ساختن ایشاں است یعنی پروائے ہیچ چیز و ہیچ کس ندارد نہ از وچیزے فوت شود و نہ کسے را با او مجال تعرضی باشد ایں سورہ را بتقریبے کہ بعضے از مردم واجب الرعایت صاحب الاخلاص التماس نمودہ بودند تفسیر و تاویلات فرمودند۔

بیان سورۂ اخلاص

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ایں سورہ را سورۃ الاخلاص برائے آں گویند کہ از استماع ایں سورہ اعتقاد بندہ بآفریدگار از غبار شرک جلی و خفی خالص می گردد فی الجملہ اخلاصے در عمل نیز دست می دھد اما اخلاص اعتقاد از شرک خفی آں است کہ در الوہیت اعتقاد بذاتے بندد کہ در عرصہ امکان ہیچ گونہ مثلے او را نباشد۔

و الا آں معتقد خود ممکن خواھد بود۔ از آں است کہ اکابر فرمودہ اند کہ التوحید افراد القدم عن الحدیث و ہم ازیں جاست کہ ابوعلی دقاق رحمۃ اللہ علیہ در توحید حالے فرمودہ کما التوحید غریم لا یقضی دینہ چہ اضمحلال رسوم و آثار بشریت بالکلیہ گاہ گاہے دست می دھد وانہ کالبرق الخاطف می گزرد بلکہ ازیں سورہ صاحب دقتے را کہ صفائے قلبی باشد توحیدی در پردہ اعتقاد بدست می آید کہ حال او ہیچ مخلوقے را بتعبیر نسبت سخن باب مدینۃ العلم کرم اللہ وجہہ کہ الاخلاص نفی الصفات شک نیست کہ توحید دریں درجہ تعلق باحدیت ذات دارد و تجلی در مقام احدیت قطعاً نمی باشد اگرچہ بہ نعت احدیت باشد

فہم من فہمہا انا اشرع فی المقصود جمعے از کفرہ گفتند کہ اے محمد بگو کہ خدا
چہ چیز است و چہ میخورد و میراث از کہ گرفتہ و میراث او کہ می گیرد۔ ایں سورہ نازل شد
قل هو الله احد یعنی بگو اے محمد کہ شان ایں است کہ خدا یگانہ است او را چہ چیز است
نتواں گفت او را ہیچ گونہ اشتراک با چیزے نیست تا چہ چیز گفتن درست افتد پس معلوم
شد کہ در او تعالٰی شانہ ہیچ گونہ کثرتے از جوارح و صفات زائدہ نیست بل ذات مجرد و ہستی
صرف است ایں جا محل آں آمد کہ وہم تعطیل فہمند و بے صفت محض گفتہ شود او جرم در پے
آں الله الصمد یعنی الله تعالٰی مرجع الیہ محتاجاں است و ایں معنی بے صفات کاملہ متصور
نیست پس الله احد الله الصمد بمنزلہ لیس کمثلہ شیء وهو السمیع البصیر
است حاصل ایں توحید آں است کہ یگانہ ایست کہ بے آلہ و جارحہ و بے زواید صفات
بنفس ذات خود می داند و می شنود و می گوید و ہر چہ می خواہد می کند لم یلد یعنی ابد ایں
رد قول یہود است کہ عزیر علیہ السلام را ابن الله می گفتند و لم یولد و زاںیندہ نشدہ
ایں رد قول بعضے از نصاریٰ است کہ عیسیٰ علیہ السلام را خدا می گفتند و لم یکن لہ
کفوا احد ایں رد قول مشرکان عرب است کہ خدا را ہمتا اثبات می کردند۔

بیان سورہ فلق

بسم الله الرحمٰن الرحیم

قل اعوذ برب الفلق بگو پناہ می گیرم بآفریدگار صبح من شر ما خلق از شر آنچہ خلق
کردہ است از جن و انس و سائر مخلوقات شریرہ تواند بود کہ مراد ہماں صبح باشد و شر صبح عبارت
از شری کہ در بیداری بجہت لوازم بشریت روے می دہد و سر در انکہ در صبح شر را صریحاً اضافت
نکرد چنانچہ در غاسق کہ شب است کرد بجہت تعظیم شان صبح کہ آواں ظہور انوار است
و باشد کہ ایں معنی مثل آں است کہ بعضے فلق را عبارت از خلق دانستہ اند و مراد اعوذ برب
الفلق من شر ما خلق دانستہ اند و آوردن شر بعبارت ما خلق اشارت است بآنکہ
شر اد بخلق حق است لیکن تصریح نہ شدہ بلکہ ظاہر اضافت بمخلوق شدہ تا راہ بندہ بین الجبر و القدر

باشد قدر ظاہرہ جبر باطن ومن شرِّ غاسق اذا وقب یعنی پناہ می گیرم برب صبح از شر شب وقتیکہ داخل شود تاریکی او ہمہ چیز را مراد شب تار است وشر او شر حشرات و اعداء کہ دراں وقت ظہور می کند اضافہ شر بشب نہ بمصادر صوریہ شر است بل بجہت مناسبتے کہ میان شب وشر است تواند بود مناسبت آنکہ شب بجہت عدمے بظہور می آید چوں شعاع آفتاب فرو میرود شب می آید ہم چنیں شر پیش اہلِ تحقیق بہ نسبت انعدام امرے است نہ بجہت وجود امرے۔

وجود خیر محض است چنانچہ در گلشن مبیّن شدہ وایضاً اشارت تواند بود بآنکہ ادباً فرمودہ اند کہ ادب آں است کہ مذام را بظاہر نسبت ندہند بل بظاہر مرتبط دارند واز سیاہ گلیمے روشنمر ند چنانچہ در معاصی بہ بندہ از استعداد وکسب خود دانستہ ربنا ظلمنا گوید نہ آنکہ نسبت بوجود بدہد وگوید کہ من مظہرے بیش نیستم ہر چہ در من است از جائے دیگر است یا گوید من چہ کنم ہمہ تخلق وتقدیر اوست مخفی نیست کہ از صبح وشب حضور و غفلت ارادہ می تواں کرد وہم چنیں از غاسق خلق ارادہ می تواں کرد در اصل لغت غاسق ممتلے و پر را می گویند خلق ایں چنیں است کہ پُر است از قیوم خود اگر نُور وجود از یک ذرہ او دوُ شود ہماں لحظہ آں ذرہ بعدم می رود وایضاً غاسق سائل را نیز گویند خلق نیز سائل است کہ الاعرض لا یبقیٰ زمانین وپناہ گرفتن از شر خلق آن است کہ در خلوت خانہ سر نیاید وحجاب مقصود نگردد ومن شرّ النفّاثات فی العقد یعنی پناہ می گیرم برب صبح از شر دمندگان در گرہ ہا۔ ایں اشارت بقصہ ایست مشہور کہ بعضے از دختران عرب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم را سحر کردہ بودند بایں طور کہ در اسنے بنام آنحضرت گرہ ہا زدہ بودند وکلمات سحر خواندہ بر آنہا دمیدہ بودند وآں اسن را در چاہے بزیر سنگے نہادہ بودند معوذ تین برائے کشادن آں گرہ ہا فرود آمدہ چہ پیش از خواندن معوذ تین اصلاً کشادہ نہ شدہ۔

ومن شرّ حاسدٍ اذا حسد یعنی پناہ می گیرم برب صبح از شر حاسد وقتیکہ بمقتضائے حسد خود عمل کند ذکر شب بعد از خلق تواند بود کہ اشارت بآں باشد کہ خلق نیز چوں شب ظلمانی است اگر چہ او در انتفاء از برزخیت است ورنگ وجود گرفتہ شب نیز بجہت منا

کہ مدار او بر آں است در مقام برزخیت است سایہ برزخی است میان نور و ظلمت و لہذا او را حکم ضوء ثانی می گویند ان اللہ تعالیٰ خلق الخلق فی ظلمۃ علیہم من نورہ و ذکر نفاثات بعد از شب بجہت سیاہ ولی آنہاست و اشارت بآنکہ ایشاں از شب تیرہ تر اند و ختم بر حاسدٍ چنانچہ از ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما مروی است اشارت باشد بآنکہ چیزے در عالم بدتر از حد نیست عجبے نیست اگر ایں دختراں نفاثات بجہت حسدے کہ بہ بعضے از ازواج مطہرات آنحضرت داشتہ باشند ایں عمل کردہ باشند در شفا قاضی عیاض علیہ الرحمۃ مسطور است کہ بجہت آں سحر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یکسال از عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا خاصتہ محبوس بودند۔

بیان سورۃ الناس

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ قل اعوذ برب الناس بگو پناہ می گیرم بآفریدگار۔ ملک الناس بادشاہ ناس الٰہ الناس معبود ناس من شر الوسواس الخناس از شر وسوسہ کنندہ پس خزندہ اشارت بحقارت و بے قوتی اوست بعضے از اکابر فرمودہ اند کہ دشمن را چنداں عظمی نے باید نہاد۔ حقیر می باید شمرد کہ در مغلوبیت او دخل دارد۔ و ایضاً دریں ضمن کمال عجز خود را نیز ظاہر کردن است۔ پس خزیدن شیطان در وقت ذاکریت آدمی است۔ ہرگاہ بندہ غافل می شود او در وسوسہ می آید و ہرگاہ حاضر شود پس برمی خیزد الذی یوسوس فی صدور الناس من الجنۃ والناس یعنی آں شیطانیکہ وسوسہ می اندازد اور دلہائے آدمیاں از جانب جن و انس

وسوسہ کہ از جانب جن و انس می اندازد تواند بود کہ بجہت دید قدرت و فعل در ایشاں باشد ایں وسوسہ سہ قسم است یکے مجرد خواطر و خیالات است ایں نسبت بکسے است کہ بتوفیق اللہ تعالیٰ ایمان دارد بآنکہ خالق افعال عباد حق است سبحانہ لیکن بظاہر عقل و حس مشاہدہ می کند کہ افعال عباد مربوط باختیار ایشاں است دوم آنکہ خالق افعال عباد را دانند چنانچہ معتزلہ نسبت بہمہ آدمیاں و جنیاں می گویند و بدتر ازیں است

عمل عامہ حالانسبت بہ یک دیگر چہ معتزلہ فعل بندہ را با قدرت حق می گوید یعنی حق تعالےٰ اورا ہم چنیں آفریدہ کہ ہر چہ خواہد می کند وعامہ در معاملات ازیں ہم وصول دارند۔ سوم آنکہ بندہ را بالوہیت اخذ کنند چنانچہ فرعون وشدّاد را کردند۔ دفع وسوسہ اوّل آن است کہ حق را از خلق جدا اندازد و فعل وصفت خلق را سایہ فعل وصفت حق بداند وربوبیت را عبارت از ظہور رب بصورت مربوب اعتقاد نماید ازیں جاست آنچہ شیخ اوحدی فرمودہ ۔

تاجنبش دست ہست مادام
سایہ متحرک است ناکام

پس استعاذہ برب الناس مناسب ایں است ازیں معنی وسوسہ دوم نیز مرتفع می شود لیکن استعاذہ بہ ملک النّاس لائق بآن است کہ عجز ایشاں ظاہر شود بانکہ شبیہ بوسوسہ دوم است آنکہ ظہور قدرت را در ظہور تام اعتقاد نماید تامیان او ومعتزلہ جز بظاہر ومظہر فرقے نماند علاج پناہ بردن بملک الناس است کہ مرتبہ جمع است تا ظاہر شود کہ مدار شبیہ ازلیست است انّک لا تھدی من احببت ولٰکن اللہ یھدی من یشاء چوں سبیدولد آدم را ایں حال است دیگرے را چہ رسد والیضاً ظاہر شود کہ ہر چند کہ قدرت وفعل در مظہر اوست خلق وتاثیر در مظہر اونیست عالم در ہر آنے بعدم می رود ومثل آں بظہور می آید و خلق وتاثیر بہ تمام از مرتبہ الوہیت است باایں سخن وسوسہ سوم نیز دفع شد بلکہ بہماں تفرقہ ظاہر ومظہر دفع شدہ بود صورت فرعون وشدّاد را بالوہیت گرفتہ بودند نہ حقیقت ایشاں را لیکن استعاذہ بہ الٰہ النّاس در دفع او مناسب است۔

وصل : وسوسہ خنّاس از سہ قسم بیروں نیست یا بمعصیت می اندازد یا دل بندہ را در تصرف خود آوردہ مملکۂ خواطر وخیالات می کند بے آنکہ ظہور معصیتے شود یا بکفر می اندازد نعوذ باللہ من شرہ ۔ در قسم اوّل التجا برب بردن مناسبت است چہ معصیت واسطہ موت می شود چنانچہ بعضے از اکابر کشف وتحقیق فرمودہ اند کہ عصاۃ در دوزخ می میرند نہ کفّار کہ صفت ایشاں لا یموت فیھا ولا یحییٰ است وربوبیت واسطۂ وجود حیات ودر قسم دوم کہ مملکہ ومسخرہ شیطان است التجا بملک بردن مناسب است

و در قسم سوم التجا باله برون مناسب۔ تم۔

ترجمہ دعائے قنوت

ترجمہ دعائے قنوت : مقصود ازیں دعا غرض صفات طبقہ مسلمین کردن است و ایں صفات را وسیلہ نزول رحمت بر ایشاں ساختن و خود را در ظلِ حمایت ایشاں افگندن بزرگاں گفتہ اند کہ خویشتن را در میان ایشاں در خزاں و از ایشاں و از دوستان ایشاں فرا نمائی گرچہ دانی کہ چگونہ رسوائی۔ پس مصلی در مقام مناجات می گوید کہ خداوندا ما جماعت مسلماناں ترا بمددگاری و آمرزگاری می گیریم یعنی پیشہ و کار ما این است و در ہر چیزے کہ از مخبر صادق بما می رسد بدل تصدیق می کنیم و بزبان اقرار می آریم کہ آمنا وصدقنا و ضامن رزق خود ترا می دانیم۔ بل در پس پردہ اسباب اعتماد ما بر تست جملہ کیفیات در خاصیات مسخر فرمان تو اند و در ہر چیزے ستائش تو می کنیم و شکر تو بجا می آریم و کفرانِ نعمت تو نمی کنیم کہ آں چیز و نعمت را از دیگرے شناسیم و شکرے دیگرے بجا آریم و کفار فجار را لباس حیات از بر می کشیم و ترک ایشاں می گیریم خداوندا ترا عبادت می کنیم و برائے تو نماز می کنیم و سجدہ می آریم و دریں نماز و سجدہ بسوئے تو سعی می کنیم و دریں سعی سرعت می نمائیم و امید رحمت تو میداریم و از عذاب تو می ہراسیم ان عذابک بالکفار ملحق ایں جملہ از تتمہ دعائے خیر مسلمانان است یعنی عذابِ تو بکافراں پیوستہ باد و از ایشاں ہیچ گونہ جدائی مگیراد بلکہ دعا بحقیقت ہمیں است و ماسبق از مقدمات دعا۔ والسلام والاکرام۔

بیان آیۂ وہو معکم

آیۂ اینما تولوا فثم وجہ اللہ

کہ از کتاب برکات الاحمدیہ الباقیہ۔ معروف بہ زبدۃ المقامات نقل شدہ از نسخۂ قلمی کہ در سنہ ۱۳۰۰ھ نوشتہ شدہ و در خانقاہ حضرت شاہ غلام علی معروف بہ خانقاہ حضرت شاہ ابوالخیر است رحمہما اللہ تعالیٰ محفوظ است۔ (از ص ۶۱ تا ص ۶۶)

ان دونوں آیتوں کی تفسیر ایک رسالہ کے عنوان سے حضرات القدس قلمی کے ص ۳۲۹ سے ... تک موجود ہے ... معلوم ہوتا ہے ... زیادہ کامل اور صحیح ہے

برکت پنجم : در تحقیق کریمہ وھو معکم اینما کنتم تنمیق فرمودہ اند کہ سر معیت غیب ہو حق سبحانہ وتعالےٰ باشیا در غایت خفا و بطون است حقیقت ایں دریافت موقوف است بر پے بردنی بر تنزیہ مطلق و اطلاق صرف آنحضرت و تنزلات او بصور علمیہ و بودنی آں صور برازخ بین الموجود والمعدوم ای الجامع بین الوجود والعدم فانہ من خواص منزل العلم بیت ؎

از لو اے بیرنگ با چندیں صور ہم مشبہ ہم منزہ خیرہ سر

وہمچنیں موقوف است بر شناخت آنکہ آں صور علمیہ را یک نسبت مجہول الکیفیتے بحضرت ظاہر پیدا شُدہ کہ آں حضرت در کسوت آن صور برآمدہ وآں صور آئینہ اسما صفات او شدہ ۔ و اسماء و صفات او عین او ست فھو معکم فی العلم والعین روحاً کان او مثالاً او جسماً۔ لیکن معیت خانۂ علم ہمچوں معیت اعمال است با صور جنانیہ از اشجار و قصور بر مذہب محققین کہ قصور و اشجار آں موطن را بالذات با عمل یکے میگویند۔ پس چنانکہ عمل در موطنے عرض است و در موطنے جوہر۔ آں ذات متعالیہ در مرتبہ منزہ است از تعین و تمیز و اشارات و عبارت و در مرتبہ قابل ایں امور و معیت ایں خانہ جنیں ہمچوں معیت نقطۂ جوالہ است با دائرۂ موہومہ فی الخارج بس چنانچہ نقطہ را با دائرہ یک نسبتے واقع است کہ بواسطۂ ظہور دائرہ در خارج و نمود نقطہ در کسوت دائرہ شُدہ ہمچنیں ذات حق و غیب مطلق او را بقدرت کاملہ اش یک نسبتے بہ تنزلات علمیہ واقع شُدہ کہ سبب ظہور آں تنزلات در خارج و نمود آن ذات بحسب اسماء و صفات در کسوت آن تنزلات شدہ۔

برکت ششم : وہم بتقریب معیت مفہومہ من الآیۃ المذکور رقم فرمودند۔ حضرت واجب جل شانہ بے توہم حلول و اثنینیت و بے شائبۂ چونے و چگونگی در ہمہ جا با ہمہ است۔ سخن ساقیٔ کوثر امیر المومنین علی است رضی اللہ عنہ کہ ھو مع کل شیٔ لا بمقارنۃ و غیر کل شیٔ لا بمزایلۃ ۔ اگر اثنینیت می بود لا بد مقارنت می بود و غیریت صورت نمی بست و اگر وہم محض می بود چنانچہ حکمائے جسمانیہ میگویند معیت راست نمی آمد و ہر آئینہ روے می نمود آوازہ العجز عن درک الادراک ادراک دریں مقام است مریدان وجہ مطلق و مشتاقان غیب ہویت میگویند

کہ ہر چہ دیدہ شد و دانستہ شد ہمہ غیر است بکلمہ لا نفی آں می باید کرد یکے از عارف رومی قدس سرہ پرسید کہ حق چیست و عقل کیست فرمود حق آنکہ بہ ہیچ وجہ مدرک نہ شود و عقل آنکہ بہ ہیچ وجہ جز بہ او آرام نگیرد۔ مصرع

قلقے است بے نہایت درد ے لیست بے دوا

برکت ہفتم : بہ تقریب بیان کریمہ فاینما تولوا فثم وجہ اللّٰہ فرمودہ اند اگر خواہی حقیقت ایں معنی پر تو افگند جوہرے فرض کن کہ ہر چہ بر صفات آئینہ مترتب می شود از صقالت و تدویر وغیرہ بر ذات او مترتب می شود و فات او مثلاً موجب نمائندگی صور می شود بے زیادتی صفات بس ذات او در خارج عین ایں صفات آمد و ہمچنیں فرض کن کہ ہر یک ازیں صفات را در خیال تو صورتے است چناں شبیہ کہ صورت علم است در مثال و بعد ازیں فرض کنی کہ ایں صور خیالی تو منعکس شدہ اند دراں جوہر یعنی یک نسبت مجہول الکیفیتی باں جوہر پیدا کردہ اند کہ سبب نمائندگی ایں صور شدہ بس بہر صورتے ازیں صور کہ رو آری در انجا آں جوہر است و بحقیقت بہماں جوہر است او آوردہ آں جوہر با ایں صور است ہر کجا ایں صور است ولیکن آں جوہر منزہ ازیں صور را در خارج بوے از وجود خارجی بمشام ایں صور نہ رسیدہ بیش ازیں نیست کہ بقدر ایں صور صفات آں جوہر مشاہدہ می افتد و بہ ہر چہ روے می آری بہماں صفات بلی بہ صاحب آں صفات او آوردہ می شود و اگر ہزار سال پرواز کنی و ہزار اربعیں برآری تا جذبہ از جذبات الوہیت رہ بہ تو نیارد و صورت اشباح و ارواح را از نظر تو ناچیز نگرداند و محبت ذاتی کہ مکواہ سر تست در جلوہ نیاید و نسبت مجہول الکیفیتی کہ مفوم ادراک و متقاضائے آں محبت است و تعبیر از اں بجز بہ ادراک بسیط نمی تواں کرد پیدا نہ شود مرید وجہ اللّٰہ نخواہی شد شناسائی آں خود کجا۔

برکت ہشتم : در عنوان تحقیق معنی کریمۂ مذکور تبین ایں چند فقرۂ نمکین نازنین و دلنشیں تحریر نمودہ اند۔ قدس اللّٰہ سرہما ۔ پاک است خداوندے کہ بفیض اقدس خود اشیاء را در عرصۂ ظہور آوردہ و شئیون خود را در پردۂ آں ظہور از تنگنائے خفا و بطون بر آوردہ و خود را در مرأت آں اعتبارات در نظر خود جلوہ گر کردہ در تنگنائے وحدت او نشان اثنینیت نیست مطلق است از دائرہ اطلاق بیروں نہ چگونہ اش مبتواں گفت نہ چوں قادری کہ بہ یک کلمۂ کن خفتگان خواب عدم

لہا بیدار کردسراسیمہ شوق برجستند آئینہ وجود در برابر شاں داشت از سادہ لوحی عکس خودرا دیدند و پندار وجود در سر آوردند ناگاہ صدائے وہو معکم اینما کنتم بہ گوش شاں رسید دریافتند کہ معیت جز بہ دوگانگی صورت نہ بندد و حیرتے در کار آمد جمال عکس بشارت وجودی دہد و لوائے معیت اشارہ بعدم میکند وجود و عدم را در ہم آمیختند وجود را فراموش کردند و در مقصود را بر خود بستند کریم مطلق جل شانہ بشارت اینما تولوا فثم وجہ اللہ درمیاں آورد و گفت و فی انفسکم افلا تبصرون ۔ تیز گوشاں شناختند کہ حجاب خود خودیم خود را از میاں می باید برداشت ہنگام این دست بر دانگشت ارادت بر دامن مقصود رسید نسیمے از راہ عروق در وزید ذکہت دوست را در تجاوبف قلبیہ افگند بیچارہ از پائے در افتادہ کرشمہ معشوق درکار آمد حجاب نقاب از میاں برداشت و طنطنہ لمن الملک الیوم در گرفت چوں بیازی درمیاں بود رے در احتجاب اور او صدائے فاستقم کما امرت بگوش جانش رسانید ۔ مخمور صبوحی سر بر داشت و غلغلہ من عرف نفسہ فقد عرف ربہ درمیاں آورد لیکن سعنی واللہ من ورائہم محیط قلقے در جانش آورد از یک سو ذرع نغنگ و تعال واز یک سو فولی وجہک شطر المسجد الحرام اضطرارے درکار نہاد عنایت امن مجیب المضطر اذا دعاہ پردہ حجاب را کہ لازم وجود است علیکے ساخت و پیش چشمش نہاد صورت قاب قوسین بظہور رسید ۔ این سخن آخرے ندارد ۔ (تمام شد تفسیر دو آیت ۔ ہو معکم ۔ و ۔ اینما تولوا)

شرح رباعیات

رسالہ شرح رباعیات سلسلۃ الاحرار

کہ در سنہ ھ تالیف شدہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سبحان اللہ زہے خدائے متعال عالی ز تصور مبرا ز خیال

از نور لطافتش ضمائر مشحون
وز سر سرایتش جهان مالا مال

نیایش و ستائش خداوندے راست که حجاب سراپردهٔ عزتش انوار ظهور اوست
وسکان قباب جبروتش ظهور نور او و اگرنه در باطن اولیاے خود در پردهٔ کشف متجلی گشتے۔
آوازهٔ کمالش بگوش جهان و جهانیان که رسانیدے و اگرنه در لباس علم حجاب باطن نظارگیان
خود شدے ورنه آفتاب جلالش نام و نشانے ازین و آن نماندے۔ اوست که در کسوت
رسل رحمت بیگانه و آشنا است۔ ما رمیت اذ رمیت بیان سبحان
الذی است۔ محمد احمد بلا میم است او را با خاکیان چه نسبت او دُرّ یتیم است۔ لیس
کمثله شیٔ وهو السمیع البصیر صلی الله علیه وسلم وعلی آله واصحابه تسلیماً کثیراً۔
اما بعد نموده می آید که چون دیده می شد که بعضے از اہل روزگار بجهت سستی فطرت و قلت
استطاعت و بازماندگی از وصول حقائق ارباب معرفت مقاصد عالیهٔ علیهٔ صوفیه را نوع
دیگر دریافته عبارات و الفاظ ایشان را حتی الامکان بر مفهومات مخترعهٔ خود فرود می آرند و بعضے
ازین مدعیان بنا بر اصلے چند فاسد بر بعضے از انها که قابلیت تاویل ناقص ایشان ندارد۔ و
صورت قدحے در میان می آرند بعضے از مطالب آن بزرگواران را هم مقتبس از باطن مبارک
ایشان بشرحے واضح و بیان وافی در ضمن چند رباعی ایراد کرده شده هر چند که اندکے از انها
در کتب معتبرهٔ قوم خصوصاً در رسائل حضرت حقائق پناهی ارشاد دستگاهی مخدومنا
مولانا عبدالرحمن جامی قدس الله سره السامی بتنقیحے کامل مبین است غایة الامر لازمی چند
با آن مطالب در میان آمده که دست تصرف ارباب بطلان از ان کوتاه گشته حق سبحانه وتعالی
حقیقت وجود واجب و ممکن و سریان ظاهر را در باطن و سر یکتائی و معنی کان الله ولم
یکن شیٔ معه وهو الآن کما کان لدی مستمعان مستعد و مستفیدان صادق
واضح گرداند بمنه و کمال کرمه و انا العبد المحرر محمد الباقی اقناه الله تعالی عن ظلمات
نفسه و ابقاه بانوار جلاله بمحمد و آله۔ فمن تلک الرباعیات

۲ گویند وجود کون کونست حصول — نورے بجز از کون نکرد است قبول

واللہ کہ دریں پردہ لسان الغیب است — برطبق قواعد است بر وفق اصول

۴- بشناس کہ کائنات رو در عدم اند — بل در عدم ایستادہ ثابت قدم اند
وین کون معلق از خیال و وہم است — باقی ہمگی ظہورِ نُورِ قِدم اند

غرض ازیں دو رباعی اظہار آن است کہ ماسوائے حق عزّ وعلیٰ جز در علم ثبوتے ندارد وموجود بحقیقت جز واجب تعالیٰ وتقدس نیست وآنکہ عقول کون وحصول بماسوا اضافہ می کنند وکاین وثابت در خارج میدارند مجرد وہم وپندار است۔ پس فی الحقیقۃ کونے کہ درعقول مضاف بایشاں می شود کونے است معلق بہ کاین وثابت یعنی مجرد درک عقلی است بے آنکہ نکیہ بہ اصلے داشتہ باشد چنانچہ ناقص العقلے صورت منتقش در آئینہ را کاین در آئینہ بدر باید وآنکہ متکلمین وجود ممکنات را کون وحصول میگویند امر لیست مطابق واقع و مستلزم آنکہ ممکنات را جز در علم وجودے نباشد چہ ہرگاہ واسطہ ترتب آثار خارجیہ جز کون و حصول نیز اثرے از آثار خارجیہ است پس این مقصد کہ کائنات را وجودے جز کون وحصول نیست کنایت است از آنکہ ایشاں را وجودے نیست ہر چند کہ غرض متکلمین این است و لہذا در رُباعی اوّل گفتہ شد۔ کہ دریں پردہ لسان الغیب است۔ رُباعی اوّل را معنی دیگرے ہست بغایت لطیف۔ آں معنی آن است کہ وجود کائنات فی الحقیقۃ جز کون و حصول نیست ماہیات مختلفہ کہ چندین رنگ تعین را قبول کردہ اند حصولے جز در علم ندارد وصفات ثبوتی واجبی در خارج عین ذات است و ذات ہمچناں بر صرافت بیرنگی خود۔ پس اگر علوم باثرہا برُافتند ماہیات بالکلیہ معدوم می شوند پس افادۂ این معنی کہ وجود کائنات کون وحصول است مطابق نفس امر است۔ آرے بالجملہ عقول ہنگام تعبیر بکون خارجی یکے از دو نسبت می باشد یکے نسبت ماہیت را بظاہر وجود۔ دیگر نسبت اُو را بباطن وجود۔ لیکن یافت ہر یک را دراں دیگر دخل است و لہذا متوہم می شود کہ نسبت مدرکہ نسبتے است بخارج شبیہ نسبت حال در محل ولیکن در مکان۔ ومکان ومحل محض اعتبار۔ چہ غیبت ذات از نظر عقولِ ناقصہ پوشیدہ است۔ آں کون را کون خارجی دانستن و آثار خارجیہ را بر ماہیات مترتب ساختن تصرف از وہم است۔ ازیں تحقیق دانستن کہ ماہیات در وجود علمی محتاج شدند بعلم نہ بفاعل

واگرچہ آں فاعل موجب باشد پس شیخ محقق صدر الملۃ والدین القونوی وتابعان او قدس اللہ اسرارہم جَعل جاعل را عبارت از تاثیر موثر باعتبار افاضۂ وجود خارجی داشتہ نفی مجعولیت از ماہیات کردہ اند۔ بغایت اصل است۔ اینجا سخنے باقی است آں سخن آن است کہ کون و حصول مضاف بہ ہر مرتبہ کہ باشد از معقولات ثانویہ است واثرے از آثار او چوں واسطۂ ترتب آثار تواند شد۔ میگوئیم کون وحصول تعبیر نسبت از نسبتے کہ ماہیت را بصفت علم است، فی الحقیقۃ وجود ہماں نسبت است بل صفت علم بل ذات حق چہ صفت در خارج عین ذات است، ہمچنیں کون خارجی تعبیر نسبت از نسبت ماہیت بظاہر وجود۔ اگرچہ متکلمیں وجود را عین واجب نمی دانند بلکہ حقیقت وجود را ہیچ مانند اگر ازیں سر آگاہ می شدند وجود را ہماں شیوں کہ واسطۂ قبول این نسبت شدہ اند می داشتند بلکہ ذات واجب مبدا شتند و وجود را بہ اتفاق مشترک معنوی می گفتند۔ آگاہ باشی کہ بہ ایں بیانے کہ کردیم جَعل جاعل در ماہیات بطریق ایجاب پیدا شد بیچارہ حکما نیک دریافتہ اند کہ علم واجب واسطہ وجود ممکن است غایۃ الامر وجود خارجی را وہم کردہ اند۔ ھذا۔ اما خدمت کلام شیخ محقق صدر الملۃ والدین لازم است۔ بارخدایا مگر گوئیم کہ حضرت شیخ جعلے را کہ متبادر در اذہان است وآں استناد بہ فاعل است بے ملاحظہ قبول علمی آں را انکار کردہ اند۔

۴۔ بنگر کرۂ دروں بیرونش نُوْر	درِ دے زعجوبگی بصد نوع ظہور
یا بندۂ انواع ظہورش باطن	واں ظاہر در پردۂ وحدت مستور
۵۔ تکوین کہ دو کون را صلاً در دادہ	دانی کہ در عدم چہ ساں بکشادہ
حادث شدہ نسبتے دروں با بیروں	در بیروں عکس آں عکوس افتادہ

رُباعی اوّل در تصور معنی کان اللہ ولم یکن معہ شئ است در باعی ثانی در بیان حقیقت تکوین است تا دُہمیت وجود کاینات بہ وضوح رسد وآثار خارجیہ مشاہدہ بہ اصل خود کہ واجب است تعالی وتقدس ملحق کردند۔ ہاں طالب تحقیق آئینہ فرض کن کُرَوِی مُعرّا از کثافت وکدورت۔ ہم ظاہرش بہ صیقل وہم باطن وظاہرش بہ اشکال مختلفہ متضادہ متشکل۔ لیکن ویں اشکال جز در مرآت باطنی اش ظاہر نے۔ ظاہرش ہمچناں بر صرافت کُرَوِیّت خُود ثابت۔ اکنوں ظاہر مرآت

راظاہر وجود کہ طرف خارج است بداں۔ و باطن وجود کہ جہت علم است تصور کن۔ وگروئیت ظاہر را تعبیرے از وحدتِ ذاتیہ وجود در خاطر آر و اشکال مختلفہ آدرا اعتبارات و حیثیات آں بگیر۔ و ایں حیثیات را و اعتبارات را در خارج عین ذات بداں تا صورت گروئیت ادرا کہ عبارت از وحدت و اطلاق اوست ثابت یابی و انعکاس ایں اشکال را در مرآت باطن حصول صورت علمیۂ آں اعتبارات تصور کن اینک معنی کان اللہ ولم یکن معہ شئی چہ ظاہر وجود کہ وجوب وصف خاص اوست ہمچناں بر گرۂ دیگانگی خود است ہیچگونہ کثرتے پیرامون عزتش نگشتہ۔ اکنوں معنی تکوین را دریاب تکوین عبارت از آں است کہ حضرت مرآۃ تعالیٰ شانہ بقدرت کاملہ آں صور متنقشہ در باطن را نسبت مجہول الکیفیتی بظاہر خود بخشیدہ کہ بواسطۂ آں نسبت عکس آں عکوس بر مرآت ظاہر افتادہ یعنی بواسطہ آں نسبت چناں می نماید کہ آں عکوس را وجودے در خارج است۔ اگر کسے بگوید کہ نسبتے کہ مقتضی ایں ظہور است از لوازم ذاتیہ آں صور است چنانچہ در ہر صورت علمیہ نسبت بمعلومش می یابی پس قدرت را چہ تاثیر میگوئیم کہ قیاسی غائب بر شاہد میکنی ہر صورت علمیہ کہ ترا حاصل است صورت علمیۂ مقدور است کہ از قدرت کاملہ لباس آں نسبت را در بر کردہ بذات خود صاحب آں نسبت نیست لا یعلم الغیب الا اللہ آگاہ باشی کہ وجود کائنات در وہم افتادہ آثار خارجیہ از افعال و اوصاف مستندبہ واجب شدند۔ للہ المشرق والمغرب فاینما تولوا فثم وجہ اللہ

۶۔ ماصورت وحق آئینۂ عکس نما است	ایں است معیتے کہ حق را باما است
ہر صورت در ظہور شرط دگر یست	ایں نسبت اسباب از یں پیدا است
۷۔ آں کسب کہ نسبتش بما گشتہ عیاں	در مذہب اہل حق جز ہیچ مداں
حق موجود است و قادر مطلق اوست	و ایں ہست خیال جملہ وہم است گماں
۸۔ حادث کہ نہ باشد بدوآں پاینده	تاثیر کند بہ حادث آینده
سبحان اللہ زہے خیالے باطل	ایں است وجودے عدمش زاینده
۹۔ آنجا کہ حق است جملگی بے سبب است	از کن فیکون جز ایں وشِ لس عجب است
کیے کہ وجود او بجز وہمے نیست	نسبت بحق ار کند کسے بے ادب است

این چہار رُباعی در بیان آن است کہ کسبے کہ منسوب بہ بندہ است کدام است ہر گاہ قدرت و فعل منتسب بحق شدُ انتساب کسب بصور علمیہ چہ معنی دارد۔ بدانکہ صور کاینات اگرچہ بمجرد امر کُن بظہور رسیدہ اند و می رسند لیکن عادت اللہ بریں جاری شدہ کہ ہر ظہورے را مشروط بظہورِ دیگرے داشتہ سببیت اشیا بیک دیگر عبارت ازیں شرطیہ است۔ پس کاسبیت بندہ مر اسباب را عبارت ازیں شرطیہ است مرآں اسباب را قدرت و فعل جملہ منسوب بحق است۔ امور وہمیہ را تاثیرے نیست وگاہ ممکن می گویند و ظاہر وجود میخواہند از حیثیت تقید و تعیّن باحکام باطن و کسب این وجود مقید عبارت از تعلق ارادۂ حادثۂ اوست بظہور امرے و آں مقید را در ظہور آں امر مدخلیتے جز بآں تعلق ارادہ نیست۔ بمجرد تعلق بآں مقید بعدم می رود و مقیّد دیگر بقدرت کاملہ تامہ بظہور می رسد۔ بالجملہ مجموع حوادث مربوط بقدرت کاملۂ مطلقہ است قدرت ناقصہ را ہیچگونہ مدخلیتے دراں نیست ﷲ درُّ الشیخ ابی الحسنِ الاشعری نور اللہ مرقدہٗ این معنی است غرض از رُباعی سوم واگر کسب اسباب عبارت از چنگ زدن است بہ اسباب چنگ زدنے مستند بر علم بہ تاثیر اسباب و بقائے ایشاں۔ پس کسب امرے وست وہمی و نسبت دادن امور وہمیہ بحضرت حق سبحانہٗ سوئے ادب است ہرچند کہ لافاعل فی الموجود وغیرہ۔ این معنی است غرض از رُباعی چہارم نیز لفظاً

۱۰۔ ہر صورت علمیہ کہ ہستش گوئی	زاں ہست کہ بوئے اصلی از وے می بوئی
معلوم کہ اصل است وجود علم است	جہل است اگر جز ایں کہ دنش می پوئی
۱۱۔ ممکن کہ خرد در حدیثش بکشاد	در بد و نظر بہ ہستیش فتوی داد
او در ہستی و ہستی اندر وے بود	بیچارہ بہ اشتباہ نامے بنہاد

در رُباعی اوّل اشارت بدفع مشکلے است کہ بر مقدمات سابق وارد می شود۔ بیانش آں است کہ از سخنان گزشتہ چناں مفہوم شد کہ ماہیات را جز در علم وجودے نیست یعنی صاحب آثار خارجیہ مشاہدہ می دانند نہ مجرد کون وحصول چہ تحقیق ایں دانش گزشتہ و حال آنکہ عقول حکم بوجود ماہیات می کنند و بے شک آں حکمے است مطابق واقع دفعش آن است کہ ماہیات ہمیکنند و بے شک آں حکمے است مطابق واقع نظر اوائی در مرآت برمرئی است و مرئی حضرت شیخ قدس سرہ العزیز

در فتوحات می فرماید ماہیات است در علم برزخی بین الوجود والعدم ولہذا اعیان ثابتہ می گویند ۔ شان وہمیں برزخ را حال می گویند از وجہے موجود است واز وجہے معدوم ۔ موجود حکم بوجود ماہیات ہماں اعتبار است نہ باعتبار نفس شان غایۃ الامر عقول ناقصہ ازیں سر آگاہ نہ می شوند ۔ گماں می برند کہ باطن ایشاں حکم بوجود ماہیت کردہ بتخصیص کہ مرئی بصورت مرآت آمدہ ۔

۱۲ ۔ از صفائی می ولطافت جام　　در ہم آمیخت رنگ جام مدام
ہمہ جام است نیست گوئی مے　　یا مدام است نیست گوئی جام

للہ در الشیخ ابی الحسن الاشعری قدس اللہ سرہ زیبا اشارتے کردہ کہ وجود ماہیت عین ماہیات است یعنی وجود ماہیات ہماں است کہ در خارج بہ صورت ماہیات برآمدہ یعنی آنچہ عقول ازاں تعبیر بہ ہستی میکند و بعد از دریافت در اشیا کون وحصول کہ از آثار خارجیۂ اشیا است بہ اشیا مترتب می شود آں ذات آن اشیا است ۔

۱۳ ۔ ایں صورت علمیہ کہ در جلوہ گری ست　　از خال وخطش جمال مقصود بری است
ادراک مرکب است مرآت خود است　　در وے ہمہ چشم بودن از بے بصری است

یعنی صور علمیہ کہ در عرصۂ ظہور نمودے پیدا کردہ اند با متعین و ممیز می نمایند مقصود کہ مرتبۂ وحدت است وآں را تجلی ذاتی گویند جمال ازاں تعین وتمیز بری است ایں صورت ہئیتیہ ادراک مرکب است یعنی ادراکے است کہ ادراک　　و مرکب می شود چہ تعین وحدت در تعین او ساری است ۔ اذاں است کہ ہرچہ مدرک می شود اول حق مدرک می شود وبعد ازاں او ۔ ایں ادراک مرآت خود است نہ مرآت حق ۔ آرے در بدایت توحید بہ جہت برزخیتے کہ بین الادراکین ثابت است مرآت حق شدہ صورت معنی مَا رَأَیتُ شَیئًا اِلَّا وَرَأَیتُ اللّٰہَ می شود لیکن دریں مرتبہ ماندن بے بصری است ۔ بریں قیاس کن سایر تجلیات را از آنچہ در مراتب انوار می شود چنانچہ عالم را ہمہ یک نور صاف می بیند وحق می یابد یا عالم را نیز می بیند و آں سالک حق می یابد ۔ بالجملہ ہرچہ متمیز می شود و با موجودے کسوت غیریت دارد آں مقصود و منزل نیست ۔ ایضا ۔

۱۴- در علم دو وجه است بے شبہ و ریب — یک وجہ بہ شاہد است و یک وجہ غیب
در وجہ شاہد ہمہ رنگ است و تمیز — در وجہ غیب نہ نشان است و نہ عیب

از مقدمات گزشتہ معلوم کردی کہ علم را دو رو ست۔ یکے وجہش بوحدت است کہ غیب اوست و یک رو بیش بجو است کہ شاہد و حاضر اوست۔ ہر گاہ مرآت غیب وحدت شود ظاہر دستے وحدت خواہد بود کہ در کمال یگانگی و بساطت است۔ پس اگر ہزار مرآت فرض کنی کہ ہرگز اختلاف و تمایز در صور او نخواہد پیدا شد و ہر گاہ مرآت خود شود با مرایائے دیگر اختلاف و تمایز خواہد بود۔ چوں تنا ہر گنے بایں مقام نافتادہ صورت ایں معنی کہ خارج مملو است از ماہیات مختلفہ لا اقل از صفات مختلفہ در باطنت متمکن گشتہ چگونہ تعقل ایں معنی توانی کرد۔

۱۵- ایں علم بسیط بے تمیز است و نشاں — در ساخت او نہ راہ ایں است و نہ آں
چوں حاصل تازہ ندارد نتواں — تحصیل شود کین محال است عیاں

ایں رباعی اشارت بہ آں است کہ تحصیل حق یعنی بندہ کہ تعین اولی است و زیادات زائد نیست و لہذا آں را تجلی ذاتی گفتہ می شود بجہت ادراک بسیط۔ محال است۔ آرے ظہور ادراک بسیط در مقام استہلاک می باشد نہ تحصیل او و اگرچہ ہر چہ مدرک می شود اول حق مدرک می شود تقریرش آں است کہ نسبت حاصلہ از ادراک بسیط در ہر مرتبہ کہ باشد ہماں نسبت است کہ اول حاصل شدہ تمایز جز در جزو دوم از ادراک نیست و بندہ ہرگز ازاں نسبت بیروں است بلکہ ایں نسبت متقوم وجود بندہ و واسطۂ فیض اوست و لہذا آں نسبت نیز در نظر عامہ مخفی است چہ ظہور اشیا بضد است و آں نسبت را ضدے در وجود نیست۔

۱۶- از حضرت ذات بہر استہلاک است — استہلاکے کہ از تصور پاک است
آں معرفت است نامش ادراک بسیط — آنجا چہ محل دانش ادراک است

ایں رباعی اشارت است بہ آنکہ از تجلی ذات بہرہ غیر استہلاک نیست و مقام ادراک بسیط ہماں است والیضا اشارہ است بہ آنچہ بعضے از اکابر گفتہ اند کہ ادراک بسیط مسمی بمعرفت است و ادراک مرکب مسمی بہ علم ایضاً۔

۱۷۔ ادراک بسیط موطن محو و فنا — ہر جا ہستی است دارد آنجا ماوا
ایں است تفاوت کہ دریں موطن قدس — ظاہر شدہ صفت عروسی وحدت تنہا

۱۸۔ ہنگام شعور ازیں مقام عالی — ہر چند کہ ہست دست دانش خالی
در پردہ نور یک ظہورے دارد — ایں است نتیجہ علوم حالی

۱۹۔ لیکن باید کہ نور آں باطن پاک — ہر لحظہ نیفتد ز مقام ادراک
در دیدہ ہمیں کون حصولی ماند — تا یافت شود نتیجہ استہلاک

۲۰۔ یارب چہ کند کلامی بے چارہ — کز کوئی حقیقت نہ شود آوارہ
ہستی بکمال قرب از دستور است — کون است حصول در دلش سیارہ

رُباعی اوّل اشارت است بہ آنکہ ادراک بسیط ہمہ موجودات را حاصل است تفاوت آن است کہ استہلاک نہ در ضمن ادراک مرکب حاصل است۔ دیگراں را در ضمن ادراک مرکب۔ دیگر مستہلک در اغلب مسبوق است بہ علم مرتبۂ الوہیت و بعد از تنزل نیز مقید بہماں علم است۔ دیگر از مجرد ذات مدرک علم بمرتبۂ الوہیت مربوط است بر علم بممکن من حیث انہ ممکن کہ من عرف نفسہ فقد عرف ربہ۔ و آنکہ بعضے حکما و بعضے از متکلمین علم بآفریدگار را مربوط بعلم بممکن نداشتہ اند خطا است چنانچہ ظاہر است۔ رُباعی دوم در بیان آن است کہ در وقت تنزل از مقام استہلاک است ہر چند کہ جمال مقصود کہ مدرک ببسیط است رُوے در خفا دارد اما حال در علم مندرج می باشد و ایں معنی را در پردۂ نور برنگ ظہورے می باشد و ادراک آں نور ادراک مرکب می باشد۔ رُباعی سوم اشارت است بہ آنکہ وظیفۂ طالب صاحب بصیرہ آن است کہ خود را بہ ایں ادراک مرکب نگذارد و ہمیشہ در مقام نایافت خود نشیند چندانکہ مقام استہلاک تمکیں یابد و از سکر حال بہ صحو آید چنانچہ باطنش غرق لجۂ فنا شود و ظاہرش حاضر بآنچہ سرود در رُباعی چہارم ظاہر است۔

۲۱۔ خواہی کہ جمال غیب در دل یابی — زنہار طلب مکن کہ مشکل یابی
در ذات خدا تفکر[1] آمد باطل — در فکر چنیں مشو کہ باطل یابی

[1] می گویند از اینجا است کہ از معشوق گزشتہ بہ نفس عشق آرمیدہ۔ منہ قدس سرہ

چہ در دل یافتن کہ آں را علم می گویند خواہ بسیط باشد۔ آں علم خواہ مرکب بذات متعلق نمی شود
رُباعی چہارم ظاہر است بنہایت عروج تام رتبہ وحدت است و فوق آں حیرت و نادانی است
پس معنی لاتفکر وا فی ذات اللہ آں است کہ ذات اللہ تعالےٰ المعلوم بہ ہیچ علم نمی شود۔ حاصل
آنکہ ذات من حیث ہی متعلق ہیچ ادراک نیست۔ سَوَآءً اُضِیفَ اِلَی الحَقِّ او اِلَی
الخلق گفتہ نہ شود کہ بر و اضافہ بسوئے حق سبحانہ مقتضی لعلم الٰہی جل شانہ لازم می آید چہ علم ہا مر
بسیط کہ ہیچ گونہ تعددے درو نہ باشد۔ او را اجزوے باشد نہ نعتے جز آنکہ ہر چہ بہر نعت
و وصف مترتب می شود بر نفس او مترتب نمی شود۔ نمی باشد مگر ہماں اعتبارات ذاتیہ او
در خارج نیست مگر ہمانچہ بعد از ظہور اعتبارات ذاتیہ اش میگویند۔ نقص ہستے است کہ در
خارج امرے بماند کہ متعلق علم بود۔ و خوش گفت عارفے کہ ذات اللہ کُلُّہٗ عِلْمٌ و
کلہٗ ارادتُہٗ اِلَی مَا لَا یَتَنَاھیٰ من الشیون والصفات و از ہمیں عدم
تناہی است کہ محبان ذات را ہیچگونہ تسکینے نمی شود و معنی بیت:

دریک دم اگر ہزار دریا بکشی	گم باید کرد تشنہ لب باید بود

از ایشاں بظہور می رسد چہ طلب بسیط بنہایت را بار ہا ہیتے کہ تصور کنی نایافت لازم است این آں
کہ سخن ارباب علم۔ بتصحیح اہل حیرت و عاجزاں از ادراک را طریق دیگر است ایضاً۔

۲۲۔ خواہی حق را بغیر مظہر بینی	بنشین کہ محال است کہ دیگر بینی
می کوش کہ بے صورت تحقیقی را	در منظر موہوم مصوّر بینی

ایں رباعی اشارت است بہ آنکہ چنانچہ ادراک بہ بصیرۃ جز در مرآۃ تنزلات نمی باشد رویت نیز
جز در مرآۃ تنزلات نمی باشد[1]

۲۳۔ حق نقطۂ جوالہ جہاں دائرہ داں	بے دائرہ آں نقطہ نیامد بمیاں
آں دائرہ صورت علوم نقط است	واں نقطہ درو بجلوہ گشتہ عیاں
۲۴۔ گر نقطۂ جوالہ بود ذات نقط	واں شکل نمود اعتبارات نقط
گرد و جو جہاں کہ جملہ مرآت حق است	خط و نقط و دائرہ مرآت نقط

---

[1] غایتش آں تنزل علمی و ایں تنزل عین منہ قدس سرہ

ایں رُباعی اوّل تمثیلے است و نمودن صورت در قصور موہوم غایت الامر نقصانش ہمیں آن است کہ نقطہ را باقطع نظر از دائرہ صورت محققے ہست مثال مطابق آن است کہ نقطہ را ذات مجرد او فرض کنی وصفات موجود او را از حرمت اشراق وجسامت وحرکت اعتبارات ذاتیہ کہ در خارج عین ذات او باشند و در علم مغایر۔ چنانچہ در رُباعی دوم اشارتے بہ آن کردہ شدہ۔ ایضا۔

۲۵ - ہر چند کہ دائرہ ز وہم است نمود | در نقطہ عروض دائرہ شد مشہود
گویند کہ در نظارہ کشف وشہود | اعیان ہمہ عارض اند معروض وجود

ایں رُباعی اشارت است باآنکہ وجود ممکنات زاید است باممکنات لیکن برخلاف آنچہ متکلمین میگویند وجود معروض ست و ماہیات عارض

۲۶ - گر نقطہ بجولان گہ خود آئی در | بیروں کشد از دائرۂ و از خط سر
در ظاہر علم اگر کج و راست شود | در باطن علمش نبود ہیچ اثر

ایں رُباعی در ضمن ایں مثال در بیان آن است کہ صفات اجسام جز وہم نمودی نیست و موجود و معلوم جز صفات حقیقۃ حق ہیچ نیست تقریرش آن است کہ نقطہ بہ ہر طریق کہ حرکت کند ابتدا در حس مشترک جز صفات موجود نقطہ ہیچ نبود۔ نمی افتد صورت خطے و دائرہ جز تصرف وہم ہیچ نیست تفصیل و تبیین تمثل موقوف بر دانش بسیار است عرصۂ ادراک کاتب و حوصلہ رسالہ گنجائش آن ندارد ہیچ نباشد ایں قدر خود میدانی کہ از ترکیب چہار جسم بیرنگ چہ مقدار الوان و اشکال مختلفہ در سماوات سبعہ و مراتب عنصریات بظہور رسیدہ از ہمیں جا شعبدۂ ظہور را دریاب ایضا

۲۷ - ہاں تا نہ کنی غلط کم از کم دانی | ایں باطن را بروں ز ظاہر دانی
ظاہر بدنے کہ بے خیال روحش | ہر چند کنی تخیلش نتوانی

ایں رُباعی تصریح است بہ آنکہ حق سبحانہ وتعالےٰ باصفات ذاتیۂ خود در جمیع مراتب اجسام ساری است ۔ مقوم صفات وہمیہ اجسام جز صفات حقیقت واجب ہیچ نیست چنانچہ در رُباعی سابق در ضمن مثالی مبین شد

۲۸ - ہر جا ہستی است کز نبات است جماد | گنجے ز صفات خود در و حق بنہاد
ہستی چو بذات خود علیم است قدیر | از ہست چگونہ علم و قدرت افتاد

۲۹۔ در ہر شکلے کہ رنگِ ہستی پیدا است | رُوحے است کہ قادر و مرید و دانا است
لیکن یک رنگ بے تردد گشتہ | در ظاہر علم از یں صفتہا یکتا است

ایں دو رُباعی نیز در بیان سریان حق است با صفات ذاتیہ خود در جمیع مراتب اجسام رُباعی اوّل ظاہر است رُباعی دوم متضمن وجہ عدم ظہور آں صفات است۔ تقریرش آن است کہ عدم اختلاف در اطوار جمادات مثلاً صورت علم و ارادت و قدرت ایشاں را از افہام مخفی ساختہ و گرنہ آب مثلاً بہ ارادۂ خود متوجہ پستی میشود و بدانش خود از بلندی احتراز می کند الی غیر ذلک۔ کثرت مقاصد و ارادت و تدبیرات متفرعہ بر آں صفات حیوانات را ظاہر ساختہ و اگرنہ ہر کجا وجودِ ہستی است البتہ علم و قدرت و غیر آں ہست چہ صفات ذاتیہ شئی از شئی ممتنع الانفکاک اند بالجملہ حق را در مظہر اجسام منزہ از صفات اجسام بداں لیس کمثلہ شئی وھو السمیع البصیر۔

از تو اے بیرنگ با چندیں صور | ہم مشبہ ہم منزہ خیرہ سر
۳۰۔ حق رُوح جہاں انفس آفاق بدن | چوں نقطہ کہ در دائرہ دارد مسکن
ظاہر دے صفات نقط است | مظہر بگزار چنگ در ظاہر زن
۳۱۔ ایں ظاہر بے مثل نہاں بدن است | واں لیس کمثلہ در و خیمہ زن است
رُوح است بہ اعتبار اطلاق وجود | گاہے قفس است گاہ ویس قرن است
۳۲۔ ہم بیرنگ است یار و ہم رنگ پذیر | آں لیس کمثلہ سمیع است و بصیر
ایں سمع و بصر جز اُو ندارد دگرے | آں جملہ غنی است و ما سوی جملہ فقیر

رُباعی اوّل اشارت است بہ آنکہ حق سبحانہ و تعالےٰ در مراتب کائنات با اعتبار صفات ظاہر در مظاہر ایشاں بہ ساں رُوح است در بدن چنانچہ گزشت۔ رُباعی دوم اشارت است بہ آنکہ ہمانچہ رُوح کائنات است نسبت بہ اطلاق وجود بہ ساں بدن است۔ ایں دو فقرہ بیان آن است و مثبت آنکہ در ہر یک است و ہمچنیں ماحی نمود بودن بل مثبت وجود بودن مفید آن است کہ ما وراتی است واللہ من ورائھم محیط۔ شک نیست کہ آں صفات محو و اثبات را مظہرے در کائنات است فافھم و تامّل نسبت بروح باطن است و ہمیں مظاہرہ نمود در عیان آنکہ خود را

در ہمہ می بینند ہمہ در خود می بینند در عین اثبات وجود ماحی نمود است ۔ رُباعی سیوم تفصیل ہمیں معنی است ۔

۴۳ ۔ تنزیہ فقط ز علم سوے ادب است | از ملفی و سمع صاحب دل عجب است
در ظاہر آیات بسے تشبیہ است | در باطن خود تمام آیات اب است

۴۴ تشبیہ را کہ بوے تنزیہش نیست | در اکثر تنزلات توجیہش نیست
این نکتہ ز ضنہ دان محشر با بد | سہل است بدو روز اگر چہ تنبیہش نیست

مقصود رُباعی اوّل ظاہر است ۔ غرض از رُباعی دوم آن است کہ ہر کہ در مقام تشبیہ صرف است یعنی صفات حق را منحصر میدانند در صفات ظاہرہ از مخلوقات اکثر آیات الٰہی بنا بر اعتقاد اوبی توجیہست تعالی اللہ عن ذلک علواً کبیراً ۔ و اگر نفی تنزیہ باین معنی می کند کہ ذات حق تعالیٰ ورای ذوات مخلوقات نیست وحق را وجود علیحدہ نیست پس او در حق صرف است وغافلیت او باطل چنانچہ ذات ہر یک ورای ذات آں دیگر نیست اگرچہ صورت ہر یک کہ فی الواقع مخلوق ہماں اوست در خارج کالصُّورَةِ فِی الْمِرْآةِ است ورائے آں دیگر است پس یک آئینہ است کہ در وے صورۃ ممکنہ مختلفہ می نماید وفعل وصفت ظاہرہ ازیں صورت تمام ازاں آئینہ است وآن ذات حق است اُو در صفات وافعال بلا نہایت است ورای این صفات وافعال

گاہ خورشید و گہے دریا شوی | گاہ کوہ قاف و گہ عنقا شوی
تو نہ آں باشی نہ این در ذات خویش | اے بروں از وہمہا در پیش پیش
از تو اے بیرنگ با چندین صور | ہم مشبہ ہم منزہ خیرہ سر

واگر نفی تنزیہ از صفات اجسام ولوازم آں می کند ہمچو نفی تنزیہ نقطۂ جوالہ از دائرگی پس غافلی است از دقائق علم بیخبر ۔ نعوذ باللہ ۔ اگر باین عقیدہ اثبات صفات و زیادتی آنہا می کردہ باشند ہذا ۔ فانہ خطاب فاصل بین الحق والباطل ۔

۴۵ ۔ چوں ظاہر علم پردہ مقصود است | این مشت خیال سر بسر نا بود است
از نقش دمے بسوے بے نقش گریز | دانگاہ نظارہ کن کہ حق موجود است

ایں رباعی اشارت است بہ آنکہ حجاب مقصود نقوش صور علمیہ است کہ در مرتبہ دوم مدرک می شود از علم گرہ بحثین وخود را بہ بے شعوری وغیبت در دادن راہ مقصود است در آں موطن باطن مستغرق انوار مشاہدہ است۔

۳۶۔ ہر حس تو بہ نسبت زاظہار نقوش — شد ظاہر و باطن تو در کار نقوش
برخیز و جمال نقشبندی بطلب[1] — کاں ساں شود ت شکست بازار نقوش

مقصود ظاہر است

۳۷۔ چوں نقش نہادہ رو بہ بے نقش آری — زاں لوح وجود نسخہ بر داری
نورے بے رنگ ترجمانش گردد — زنہار کہ دل بہ ترجماں نسپاری

ایں رباعی اشارت است بہ آنچہ سابقاً گزشت کہ بعد از استہلاک و اضمحلال نورے بیرنگے بجلافت نشستہ خبرے از مقصود میدہد امّا طالب صاحب بصیرت می باید نفی آں نمود کند و از تجلی صوری کہ در دائرۂ ایں نور بیرنگ است بہ تجلّی معنوی کہ در کسوت صفت اطلاق است بگریزد ہر چند کہ بہ نفی او منفی نہ شود بلکہ قوت گیرد بالجملہ صاحب ایں نسبت را لازم است کہ سعی و اہتمام او در نفی باشد قطعاً بہ اثبات متوجہ نہ شود از ین است کہ قطب المحققین خواجہ عبد اللہ میفرمودند کہ نسبت ما بغایت محجوب است از نفس توجہ محجوب می شود چہ توجہ و اثبات جریان نور بیرنگ نمی باشد لا تفکروا فی ذات اللہ حقیقت آں نسبت استہلاک سر و اضمحلال اوست در غیبت ہویت بجذب و تصرف غیبی چوں ایں معنی قرار گیرد دوام آرام دست دہد مزاحمت ترجماں از میاں برخاستہ خواست مگر در مطالعہ کثرت در وحدت یا وحدت در کثرت کہ ردائے کبریا کہ عبارت از آں ترجماں است درمیاں خواہد آمد ہر چند کہ بہ ساں ذات است نسبت بہ مدلول کہ نزد ادراک دال توجہ مدرکہ بمدلول است عاشقے کہ خبرے معشوق می شنواں گرفتار معنی خبر است کہ۔ کانہ ھو۔ الفاظ مذکور او نیستند حقیقت آں است کہ ادراک واصل میان ترجماں وحق است بلکہ حق عین آں ادراک است

---

[1] از ین رباعی معنی نقشبند بہ را دریاب۔ منہ قدس سرہ

ودر[1] صفحهٔ ترجمان مطالعه جمال خود میکند ؎

ما کیستیم اندر جهان ہیچ ہیچ — چوں اثر خود او ندارد ہیچ ہیچ

والله یقول الحق وھو یھدی السبیل

۳۸۔ آں بیرنگی چو پرتو انداز شود — بس راز نهفته را که غماز شود
ہر جا نوائے ست بر کشد جمله به خود — وانگه پئے انکشاف ہر راز شود

ایں رُباعی اشارت ست بآنکه آں نُور بیرنگ چوں قوّت یابد پرتو اندازد و جمله کاینات را فرد گیرد و در نورانیت او سریان حق در مراتب کاینات بظهور رسد و معنی ہو الاوّل و الآخر و الظاہر والباطن روشن گردد۔ سر ایں معنی آن است که چوں محب صادق بحضرت ذات منجذب شود پردهٔ محبوبان مجازی از میان بر افتد صرف محبّت در جلوه آید ہر گاه ازاں مقام تنزل نماید سلطنت آں محبّت ذوقِ جمال مجازی را از میان بر اندازد و بحکم محبّت در جلوه کا تشاہد غیب ہویت از مقام خود تنزل نموده در کسوت نُور بیرنگ متجلّی گردد چوں ہر چه مدرک میشود پرتو انداختن آں نُور بیرنگ آن است که مقروں بهرا ادراک آں نُور بیرنگ مدرک میشود چنانچه پیش از مقروں بآں ادراک صورت ممکن مدرک می شد ایں معنی بعد از قوت گرفتن محبت است و قوت گرفتن محبّت به تواتر استهلاک و انجذاب است و بعد از پرتو انداختن درجهٔ دیگر آن است که در جمله کائنات آں نُور بیرنگ را ساری یابد بنظر واحد و صور اشیا ہمچوں سراب بے نُور۔ درجهٔ

[1] لیکن حق قطعاً مدرک نیست و ترجمان اصلاً منتف۔ لاَنه ھو۔ زاں سرا بے بهر بار گشتند جیب و سر تهی۔ نسبت آں ترجماں بذات نسبت حرارت آفتاب است به آفتاب که به کوئے ظاہر شود چنانچه کور بذوق حرارت حرارت را عین آفتاب نمی داند آں متجلّی له۔ واصل سر۔ آں ترجماں را عین ذات دارد۔ نمی ماند واند۔ اعمٰی که مارے دار لیکن خوف ان وہم در مار داری او را ایک اتصالے بحضرت ذات است که خارج است از دائرهٔ تقریر تحریر۔ اتصالے[2] بے تکیف بے قیاس ہست رب الناس را با جانِ ناس لیک گفتم ناس را نسناس نه ناس غیر از جان جان شناس۔ نه ایں اتصال جان و سره واصل راست نه ادراک او را۔ لا تدرکه الابصار و ہو یدرک الابصار۔ منه قدس سره۔

[2] زبیدہ ابوالحسن فاروقی گوید بر حاشیه کتاب ایں عبارت بطور یکه نوشته است نقل شده۔ لیکن درحقیقت این دو شعر است که به این نهج مسموع شده

اتصالِ بے تکیف بے قیاس — ہست رب الناس را با جانِ ناس
لیک گفتم ناس را نسناس نه — جان باشد غیر جان ای جان شناس

دیگر آن است که علم و قدرت مظاهره از صور را باں نور بدتر بل بنور آں نور ذوات یک ذات وصفات یک صفت گردد لمن الملک الیوم لِلّٰہِ الواحد القہار

۳۹- گویند کہ چوں رسد تدلی بہ کمال | گردد دو جہاں ز ترجماں مالا مال
چشم از ہمہ سو سرمہ مازاغ کشد | گوش از ہمہ جانب شنود بانگ تعال

منتہیان طریق نزول می گویند کہ کمال تدلی مقصود و نہایت احاطۂ شہود آن است کہ صور محسوسۂ مشارِ الیہیہ و شہادتیہ بتمام ترجمان حقیقت شوند و فائدۂ آں نور برنگ دہند۔ ز ہر یک وا ے رفع بصر و ہر یک سرا بندہ سبحان الذی لَم یُبصَر فِمنّا مَن جَہِلَ و قال العجز عن درک الادراک اِدراکٌ وَمَن عَلِمَ فَلَمْ یَقُلْ بمثل ھذا القول۔ ایں اعلیٰ عالم با ثُمّہ لیکن تمامی ایں بچند مقدمہ دیگر است یکے فرو رفتن صور بجہت البطن البطون دیگر بودن صور مظاہر اسماء شیون و دیگر انصباغ ظاہر بہ احکام گوناگوں۔

۴۰- ممکن ز تنگنائے عدم ناکشیدہ رخت | واجب بجلوہ گاہ عیاں نانہادہ گام
در حیرتم کہ ایں ہمہ نقش غریب چیست | بر لوح صورت آمد شہود خاص و عام

اکنوں مارا در درجۂ حیرت ماندن خوشتر از بن قیل و قال و عنانِ قلم را از صورت علم کشیدن مناسب حال ؎

در بعث کنت ندانستم ہمیں پنداشتم دائم
ازیں پندار گوناگوں و زیں دانش پشیمانم

۴۱- اے گشتہ بہ ہر نمود بیہودہ گرد | ایں است مقام کُنتُ سَمعَہ بشنو
درتست نمونۂ کہ بس بلے طرف است | بنشیں و بہ ہر طرف مشو ز تگ و دو

لہ ایں جا بدانی کہ خدا نور موجودات و صور اشیا بمنزلہ مشکات است مر آں چراغ را و آں نور بیرنگ کہ ظہور او در شجرۂ طیبۂ فردوشیا انسانیہ است در فلک دب گوئیا کہ یکے است و رخشاں بمنزلہ آفتاب است و در ضمن آں شجرہ کہ نوع انسانیت سخت متناسب است بچراغ خلیفہ اوست کہ بصورت ضد خود را نماید و اگرچہ ہنوز محو تبتش فی ذات اللہ نہ شدہ باشد۔ ہر چند کہ او مر مشکات نور اصل آنکا یت است اور ایک امتزاجے بچراغ و چراغ را یک افروختگی در و ہست کہ معنی نور علیٰ نور لائق شان اوست اینجا محل لغزش اقدام است چنانچہ طائفہ بیلمانیہ روح خفی را کہ بعضے از ظہورات روح انسانی بہ خدائی گرفتند یہدی اللہ لنورہ من یشاء۔ منہ قدس سرہ

۴۲- یک لحظہ سرے بجیب ہستی درکش　　حرفی اناگوئی را خطے بر سر کش
گر مرد رہی بہ نامرادی خو کن　　یعنی کہ نگار نیستی در بر کش

رباعی اوّل اشارت است بقرب نوافل و قرب فرائض۔ بیت اوّل اشارت بقرب اوّل است و بیت ثانی اشارت بقرب ثانی۔ رباعی دوم اشارت بہ نیستی است کہ حاصل قربین است و خو کردن بہ نامرادی و در کشیدن نیستی مقام تمکین است در فنا و استہلاک کہ اہلِ فرق بعد الجمع را می باشد باطن شاں غرق لجۂ فنا و ظاہر حاضر بہ آنچہ می ارود و اقرب طرق در حصول این معنی طریقۂ علیہ نقشبندیہ احراریہ است۔

۴۳- ایں سکہ کہ من زدم بنام فقر است　　ویں روشنی از نور تمام فقر است
بر خیز درِ رہِ خواجۂ احرار بگیر　　کاں راہ ز سر حد مقام فقر است

اقرب و اعلی طرق مشائخ قدس اللہ اسرارہم طریقۂ علیہ احراریہ نقشبندیہ است۔ اوّل در آمد ـــہ ایشاں و ادراک بسیط است کہ غلبۂ جہت حقیقت بر خلقت است و محل تجلی انوار ذات است و ظہور وجہ خاص است بمقصد این معنی را کہ مغلوبیت ادراکات مرکبہ و ظہور تباشیر صبح سعادت وصول است۔ حضور و آگاہی میگویند و ہر گاہ در غلبات کشش و انجذاب ادراکات مرکبہ بتمام از میان رخت بجہ بندد بل بہ تبعیت و آگاہی نیز شعورے نماند تعبیر بہ فنا و فنائے فنا می کنند و تواتر این نسبت را وجود عدم میگویند و ملکۂ ظہور این نسبت را بنواتر عظیم می شمرند۔

وصل احدا اگر توانی کرد　　کار مرداں مرد دانی کرد

از اینجا است کہ دریں وقت میگویند وجود عدم منجر بوجود فنا شد ہمانا کہ از فنا فنائے صفات بشریت میخواہند و ہر گاہ حق سبحانہ بہ محض عنایت نورے بخشید کہ در پرتو آں نور دیدند کہ حضور ما بحضرت پرتوے است از وصف حضور ذاتی آنحضرت بحمد ش فنائے حقیقی مشرف شدند از ایشاں نہ نام ماند نہ نشاں ہر چہ بہ ایشاں منسوب بود تمام بہ اصل خود رسید

ـــہ این اشارت ہر جا در کتب واقع شدہ دبا غرض واحد است وجہ خاص ہماں مدرک بسیط است کہ متقدم مسالک است وجہت حقیقت اوست و نسبت با تجلی ذاتی اوست۔ منہ قدس سرہ

ایں مقام مقام بقا باللہ است ایں وجود را وجود فنا می گویند و می گویند وجود فنا بوجود بشریت ہرگز عود نمی کند یعنی عادت اللہ بریں جاری است فانی به اوصاف مرد ور نہ می شود حوالہ تکمیل ناقصاں دریں منزل است ایں کشف را کشف علیہ می گویند۔ تعبیر تجلّی ذاتی و شہود ذاتی یاد داشت میکنند وحقیقت ان تعبد اللہ کانک تراہ دریں موطن میدانند و رویت اخروی را نیز دریں منزل اثبات می کنند فرق میان احسان و رویت ہمچوں فرق میان مشاہدۂ صاحب جمال در وقت صبح و در وقتِ اشراق آفتاب میدانند و میدانند و میگویند ہرچہ که انکشاف ذاتی صفت بصیرت است اما چوں حق سبحانہ خبر دادہ که مہ پارہ چشم را مدخلے خواہد بود۔ آمنا و صدقنا۔ اگر می گفت پیشانی شمارا مدخلے خواہیم داد آں زماں نیز ایماں می آوردیم وشہود ما نظرت فی شیٔ الّا و رأیت اللہ فیہ او قبلہ او معہ را بیش از اطلاع بر اصول ایں طائفہ و تصدیق برآں اصول چنداں اعتبارے نہ می نہند واسم معاینہ لہا بریں اطلاق نمی کنند چنانچہ بعضے کردہ اند ہمگی اہتمام ایشاں در کشف علیہ و غلبات آں نسبت کثیرۂ صفاتیہ نیز از نظر ایشاں محو می شود۔ از صفت و فعل جز ذات ہیچ نمی بینند در عرصۂ وجود جز یک ذات بحت در نظر شاں لبصیرت شاں نمی نماید ایں است نہایت مقام انبیا و اولیا اِنَّ اِلٰی رَبِّکَ الْمُنْتَهٰی۔ وَلَیْسَ وَرَاءَ الْعَبَّادَانِ قَرْیَۃٌ

۴۴. آمد چو رباعی چہار از عشرات	خامش شدہ خامہ و دہن بستہ دوات
ما ہم سخنے را که بشرحش گفتیم	کردیم تمام بر محمد صلوات
۴۵. اندیشہ چو اربعین خود بود بہ سر	در تفرقہ اش چو اہل ظاہر منگر
ہر چند کہ ہست کل یوم فی شان	در ہر شانے زبے نشاں دادہ خبر
۴۶. اے خواجہ دریں نامہ بسے اسرار است	فہمش ز مقید خرد دشوار است
از کون و مکاں مقید انش فرد اند	مجموعۂ ما سلسلۃ الاحرار است

تمت الرسالۃ

نوزدہ تواریخ از اتمام ایں رسالہ مبارکہ که حضرت مؤلف قدس اللہ سرہ
در مجلسے املا فرمودہ

۱؎ ہوالحکیم الفتاح الصمد ۲؎ لوائح محکم موجودیہ در کلم نقشبندی ۳؎ اللہ تعالےٰ لنقائش بدہادا
۴؎ وجہ عکس مرآت الصفا ۵؎ حظ جود مولیٰ ۶؎ فیوض علیا ۷؎ نحل کلم خواجہ پارسا ۸؎
ظل حی موجود ۹؎ بل ظل حی وجوبی ۱۰؎ لحظہ وجودی ۱۱؎ مسانی لبصور حدوثی ۱۲؎ نظم وجوب
۱۳؎ جملگی اسرار احباب توحید ۱۴؎ تجرع فصوص حکم ۱۵؎ فصوص الحکم بے ثقل ۱۶؎ لب مقدمات
نقد نصوص ۱۷؎ فیض جود بہاء الدین ۱۸؎ شیخ کمل بادا ۱۹؎ صَلِّ عَلٰی اَتَمِّ الْاَنْوَارِ
وَاٰھلِہٖ

مجموعۂ کلام

مجموعۂ کلام باقی

مجموعۂ کلام (۶۹ صفحہ)

خواجۂ خواجگان و قبلہ راستاں - صاحب تصرف انفسی و آفاقی
حضرت خواجہ رضی الدین محمد الباقی مشہور بہ حضرت
خواجہ باقی باللہ قدس اللہ سرہ الاقدس

رموز اشارہ	نمبر شمار	عنوان	تعداد صفحات	تعداد ابیات
ق	۱	مثنوی قبل از زمان درویشی	۶	۱۳۸
گ	۲	مثنوی گنج نعمہ	۴۴	۷۲۵
س	۳	ساقی نامہ	۵	۱۱۱
ضمیمہ س	۴	سلسلۂ پیرانِ طریقت	۱	۲۲
تاریخ	۵	تاریخ تولد ہر دو پسران مبارک	۴	۹۵
تاریخ دوم	۶	تاریخ تولد خواجہ محمد عبداللہ	۱	۸
ب	۷	رباعیات ۴۹ و فردہا ۳ عدد تحقیق طلب سہ رباعیات و چہار فرد	۷	

مثنوی قبل از زمان درویشی

در بیان آنکه وجود صوری انسان ہر چند که از عالم خلق است اما حسب باطن از حضرت قدس است

بسم الله الرحمن الرحیم

(۱۳۸ اشعار)

۱ من نه چنینم که نمود من است | جاے دگر رقص وجود من است
۲ نقطهٔ محراب جماعت منم | دانهٔ سیراب زراعت منم
۳ ابروئے پیشانی من دلکش است | قطرهٔ نیسانی من آتش است
۴ عقل نمک ریز کباب من است | خون جگر نام شراب من است
۵ مردمک دیده به ہندوئی ام | گوش نصیحت به رضا جوئی ام
۶ دیده متاع سرِ دکانِ من | شور دو عالم به نمکدانِ من
۷ خنجر مژگاں سر جوگاں بس است | گوے توجه نمکِ جاں بس است
۸ نافهٔ مشکم شکر آمیخته | در ته سرپوش نمک ریخته
۹ بر سر ہر بنده گهر مانده ام | در بن ہر موے شکر مانده ام
۱۰ خامه کلیدیست در انگشت من | گنج دو عالم ہمه در مشت من
۱۱ تکیه به بالین جگر کرده ام | خرقه آلوده بدر کرده ام
۱۲ غنچه تماشائی بستانِ من | رشک بہار است زمستانِ من
۱۳ حرف من اکنون به سخن گوئی است | درپئے معجون سمند جوئی است
۱۴ بر سر ہر نکته علم می کشم | ہردم و ہر لحظه ستم می کشم
۱۵ دیدهٔ عالم به تماشائے من | بلبل و غنچه به سودائے من
۱۶ گر بدرم در بدرے نیستم | زان خودم از دگرے نیستم
۱۷ گوہرے از کان ضمیر من است | از نمک ساده خمیر من است
۱۸ صفحهٔ خاطر ورق خویشی ام | تاج مکلل سر درویشی ام

۱۹ آہ چہ گفتم دمے خامے زدم / دستہ گونہ بہ تمامے زدم

۲۰ ہر چہ مرا ہست ازو دیدہ ام / ریزہ ز خوان کرمش چیدہ ام

۲۱ کردہ بہ ہنگام بیان ادب / نرمی و سختی بہ فسون و غضب

۲۲ زاں ید بیضاے پئے تقصیر من / ساختہ مقراض گلو گیر من

۲۳ خورد و کلان حرم اتحاد / آدمیانند فرشتہ نژاد

۲۴ پیر و جواں خوشۂ یک دانہ اند / یک کف سرجوش کریمانہ اند

۲۵ در نظرت ہر مژہ چندیں کژ نیست / احولیت باعث ایں کژ نیست

۲۶ خیز و زمانے نظرت راست کن / رشتۂ خود را گہر آراست کن

۲۷ شیر شکاراں مسیحی نفس / بیہدہ چندیں نہ زدندے نفس

۲۸ اے نمک بے نمکاں در دلم / شورش شوریدہ دلاں حاصلم

۲۹ آتش سودا سوئے مغزم دوید / انگزش رہوار مرا پے برید

۳۰ زخم دلم مرہم آں دود شد / ریزۂ الماس نمک سود شد

۳۱ آتش و آبے کہ دریں منزل است / چشمۂ رہ منتظر بسمل است

۳۲ خاک بشو دل بہ گرانی منہ / پشت تغافل بہ جوانی منہ

۳۳ بے غرضے شمع نیفروختند / بیہدہ افسانہ نیاموختند

۳۴ خیز و بہ سوداے شکارے بتاز / چند نشینی پئے کارے بساز

۳۵ مست نئی پاے خمارے بگیر / دست دل و دامن یارے بگیر

در بیانے آنکہ دُنیا و غمِ دُنیا ہیچ است و از آنے مطلوبے او دستے

۳۶ ایں ہمہ سر رشتہ پر تاب و پیچ / جز غم بیہدہ چہ چیز است ہیچ

۳۷ غارتیان اند نگاہے بکن / از پئے غارت شدہ آہے بکن

۳۸ اے خنک آنہا کہ ازیں رستہ اند / دل بہ گلستان دگر بستہ اند

۳۹ دست بہ فتراک سحابے زدہ / آتش خود را کف آبے زدہ

۴۰ سوختہ اے خرمن مہتاب را / بستہ بہ آتش گزر آب را

دربُنِ دندان تو کل نشین ۴۱ خار مشو در قدم گُل نشین

دستِ طمع از دل خود دور کن ۴۲ کلبهٔ خود خانهٔ زنبور کن

گر مگسی دست ملامت بگیر ۴۳ ورنه ره و رسم سلامت بگیر

بر سر هر خوان نظر انداختن ۴۴ نرد زبون گیریِ خود باختن

دل به شبیخون کشائش دهی ۴۵ هیزم پوسیده به آتش دهی

بر سر هر لُقمه گرانی کنی ۴۶ آب شوی چشمه فشانی کنی

سنگ ملامت سر دندان تو ۴۷ زخم زبان مائدهٔ خوان تو

گوش پر آوازه دهن ماندهٔ ۴۸ مانده در کام سخن ماندهٔ

دست سوی خوان عنایت بکن ۴۹ این همه پیچ اند و کفایت بکن

چیست پس و پیش؟ پس و پیش او ست ۵۰ رازق هر خواجه و درویش اوست

جُمله از آن خوان کرم می رسد ۵۱ هم بخوشی هم به ستم می رسد

گر به مَثَل سنگ حصاد آوری ۵۲ از خور و آشام کنار آوری

تنگ به بندی لب مقصود را ۵۳ سنگ دهی خواهش نابود را

روزی پیوسته فراوان رسد ۵۴ با درکان بر سر احسان رسد

در پیَت از رُوح سبکتر رَوَد ۵۵ باد شود با نفست در رود

ور به هوس پائے طلب بر نهی ۵۶ خواهش عالم همه بر سر نهی

باد شوی در طرف جستجوے ۵۷ خاک شوی در گذر آبروے

آنچه نه از تست تغافل کند ۵۸ غنچهٔ بیهودگیت گل کند

دست خوشِ سنگ ندامت شوی ۵۹ مسخرهٔ کوے ملامت شوی

صاحب عالم به همه حاضر است ۶۰ بر بد و بر نیک همه ناظر است

باشی که چون روز قیامت رسد ۶۱ از همه سو بانگ ندامت رسد

شحنهٔ پرسش به ندامت برد ۶۲ بر سرِ دیوان حسابت برد

خواهش اگر بیش و گر کم بود ۶۳ پایهٔ خواهش به جهنم بود

بر سرِ چہ پاے چو بنہادن است ۶۴ خواہ یکے خواہ دو افتادن است

۶۵ جانبِ خوباں نظر افگندنت

زندگی و بسیار بود مردنت

حکایت

بے خبر بود گرفتارِ خویش ۶۶ جوش زن از گرمی بازارِ خویش

مرحلہ پیمودہ بہ سودائے زر ۶۷ کردہ بہ ہر بادیہ در گذر

ناگہ ازاں جا کہ بد پیشانیش ۶۸ بود و حیفے ز پریشانیش

گوشۂ چشمے بہ شکارش رسید ۶۹ طرفہ نگاہے پئے کارش رسید

خواجۂ سودا زدہ دیوانہ شد ۷۰ عاشقِ آں نرگسِ مستانہ شد

آں ہمہ اسباب بہ یک جو فروخت ۷۱ خرمنِ بیفائدہ را برق سوخت

رقص کناں گرم تمنائے خویش ۷۲ نے سرِ سودائے نہ پروائے خویش

ہم سفرے داشت بہ سودائے خام ۷۳ شد بہ ملامت گریش تیز کام

آمد و گفت ایں چہ مستی کہ چہ ۷۴ بے جہت ایں بادہ پرستی کہ چہ

یک نظر است ایں ہمہ غولی مکن ۷۵ باخبرم از تو۔ فضولی مکن

چوں سخنِ سرد بہ گوشش رسید ۷۶ گفت کہ اے دردِ دل یخ ناپدید

بے خبری از من و کردارِ من ۷۷ رو کہ نۂ محرمِ اسرارِ من

شعلۂ دیگر بہ چراغم رسید ۷۸ بادِ مسیحا بہ دماغم رسید

شد چو بہ دل ریزۂ الماس خوار ۷۹ خواہ یکے ریزہ و خواہے ہزار

در سخنم را بہ گزاف آوری ۸۰ بر سرِ تہمت ہمہ لاف آوری

مردنم اینک خبرِ حالِ من ۸۱ دادنِ جاں شاہدِ احوالِ من

چوں دمِ آخر نفسِ گرم داشت ۸۲ دستِ اجل از نفسش آزرم داشت

آمد و آں نقدِ گرامی سپرد ۸۳ سردی و گرمیش تمامی سپرد

باقی از افسانۂ مردم خموش ۸۴ در تو اگر چاشنی ہست جوش

۸۵ ورنہ بروآتش مے وام کن | ساقیِ خود را نفسے رام کن
۸۶ تا بہ تو یک جُرعہ عنایت کند | حاصلِ کونین کفایت کند
۸۷ ساقیِ الہام می آمد مرا | حصّہ ہمی جامِ می آمد مرا
۸۸ دست بر آور بہ مئے لالہ رنگ | شیشۂ ناموس بیفگن بہ سنگ
۸۹ تا مگر امروز بہ راہے شوم | قابلِ تشخیص نگاہے شوم
۹۰ عشق بشارت دہِ فرزانگی است | عشق نہ از جملۂ دیوانگی است
۹۱ عشق کمال است بہ ہر سو کجا است | قصۂ عنقا صفتِ کیمیا است
۹۲ عشقِ مجازی لقب او نہاد | صد دَر از دُو سوئے حقیقت کشاد
۹۳ دست من اکنوں بہ گہر سفتن است | روز نخستینِ سخن گفتن است
۹۴ روز دگر رونق دیگر دہم | حصّہ درویش و تونگر دہم
۹۵ کوشم و چندانکہ بہ دریا رسم | موج بر آرم بہ ثریا رسم
۹۶ چند دگر سنگ کنم قوتِ خود | در صدد سودن یاقوت خود
۹۷ باغ بہشتم نفس گلُ کنم | ہر چہ بگویند تحمل کنم
۹۸ کام شوم مشربۂ دل خورم | جام شوم زہرِ ہلاہل خورم
دست مرا شوئے محمدؐ برید | بر در دریوزۂ احمدؐ برید
۱۰۰ بر سر آں خواں کہ کریماں نہند | شاہ و گدا را ہمہ یکساں نہند
۱۰۱ ہمت پیراں مددِ جانِ من | لطفِ عزیزاں پئے درمانِ من
۱۰۲ ار کہ بہ ہمسائگی مردم است | گر ہمہ دیوا است رہش خودگم است
۱۰۳ عشق سخنداں رموزِ من است | در دل شب مشعل سوزِ من است
۱۰۴ زینت دل رونق ایمان من | مونس من، محرم من، جان من
۱۰۵ حال تو ہم با تو بگویم کہ چیست | خود تو بگو محرم ایں پردہ کیست
۱۰۶ اے تو نمک پاش کباب دلم | چاشنی انداز شراب دلم
۱۰۷ موئے شگافندۂ معنی توئی | شاہد و ساقی و مُغنّی توئی

روے زمین آب وجود از تو یافت ۱۰۸ پشت فلک چشمۂ جود از تو یافت

پنجۂ خورشید شعلہ بردار تو ۱۰۹ ثابت و سیّارہ پئے کار تو

اے کہ سر عشق مجازی تراست ۱۱۰ خواہش ایں شعبدہ بازی تراست

بایدت اوّل ادب آموختن ۱۱۱ دیدہ بہم دوختن و سوختن

بے ادبی راہ نمود ہوا ست ۱۱۲ ورنہ ہوا از چہ و عشق از کجاست

گر سرِ اُنس است ۱۱۳ سخن گوش کن

ورنہ مگو بیہدہ خاموش کن

حکایت

در طرف روم یکے ماہ بود ۱۱۴ لائق نظارۂ دلخواہ بود

شہد و شکر را بہم آمیختہ ۱۱۵ بر سر آں کان نمک ریختہ

شانہ و آئینہ فگندہ ز دست ۱۱۶ رستہ ز منّت کشی ہر چہ ہست

در ہوس زینت رخسار خویش ۱۱۷ کردہ حوالہ بہ ادب کار خویش

عنبر احسان عمل یافتہ ۱۱۸ غالیۂ عزّ و جل یافتہ

باد مسیحا پئے نزہت گریش ۱۱۹ ساختہ از گردِ تکلّف بریش

سروِ قدش در روش روح پاک ۱۲۰ در خم تعظیم ببوسیدہ خاک

ماہ کہ سر حلقہ بہ گردوں نہاد ۱۲۱ صبح نگر رو بہ زمین چوں نہاد

چونکہ بنفشہ سر تعظیم یافت ۱۲۲ دست دماغ از کرمش سیم یافت

سنگ دو در دنے بہ ادب ور نشست ۱۲۳ لعل شد و بر سر سنجر نشست

خسروِ غافل دم بے باک زد ۱۲۴ آمد و زخمی جگرش چاک زد

کوہ کن از تلخی تسکین خویش ۱۲۵ شیر بہا یافت ز شیریں خویش

غنچہ نفس در نفس خویش کرد ۱۲۶ چشم ادب یک دو نفس پیش کرد

آخر گلبانگ تجمّل گرفت ۱۲۷ دست کشادہ دہن گل گرفت

سادہ رُخے رفت بہ مہمانیش ۱۲۸ لب ہمہ افسون پریشانیش

۱۲۹ آں صنم القصہ ادب کیش بود　　بر بد و بر نیک خوش اندیش بود

۱۳۰ گفت کہ اے سیمبر ایں شیوہ چند　　نخل بر و مند توئی میوہ چند

۱۳۱ دست بہ مشاطہ گری باز کن　　گرمی بازار خود آغاز کن

۱۳۲ گل بہ شب تیرہ منور کہ دید　　محتشمے بے زر و گوہر کہ دید

۱۳۳ گوئے فلک ایں ہمہ آہستہ نیست　　دیدۂ خورشید فرو بستہ نیست

۱۳۴ وقت کمال است نشستن کہ چہ　　آخر مہ نیست شکستن کہ چہ

۱۳۵ لازم خوبی ست ستم کیشیت　　معنی ناز است کم اندیشیت

۱۳۶ زہر گیا ار بچشد باک نیست　　در نفس ما و تو تریاک نیست

۱۳۷ شوخ ادب چوں سخن نرم گفت　　گرچہ بر آشفت عجب گرم گفت

۱۳۸ کرد لب از آتش معنی بجوش
گفتہ خرد نکتہ بہ نکتہ بہ گوش

تمام شد مثنوی قبلے از زبانے درویشے

تعداد اشعار

(۱۳۸)

مثنوی گنج فقر

که در زمانِ درویشی نظم شده

(۷۲۵ اشعار)

خداوندا! بفقرم رہنمائے — درے زاں رہ سوئے درگاہ بکشائے
کہ از ناکامیٔ خود کامیابم — دراں افلاس کل آرام یابم
غنا در فقر و فقر اندر غنا گم — بشویم دست ازیں شور بدہ قلزم
شوم در فقر دریائے الٰہی — امانت دارِ دُرہائے الٰہی
ز آشوبِ دما غم پُر تجمّد — گہے خود را صدف بینم گہے دُر
گہے زیں ہر دو بالاتر گزینم — صفاتِ بحر را در خود ببینم
بہ بخشش ابرم از موجِ تفکر — کنم دامانِ کوہ و دشت پُر دُر
بگیرم در کف از دُر شاہوارے — ہم از خود بر خود افشانم نثارے
زجوشِ سینہ چوں گردم سبک سیر — ببندازم بنائے ایں کہن دیر
بیا باقی چہ ازیں گونہ پستی — اگر دریا نہ خود قطرہ ہستی
صدف چندے گرفتہ در کنارت — ز بیرنگی برنگ افتاد کارت
صدف بشکن ز دریا گوہر آور — تو خود غوّاص خود شو سر بر آور
عروساں طالبِ ایں گوشوار اند — بروں آتا بپایت سر گزار اند
یکے در پردۂ گفتار برخیز — بگوشِ نو عروس خوش در آویز
اگر شد پردہ نازیبا چہ باک است — جمالِ پردگی بس تابناک است
چو نورِ پردگی بیروں شتابد — کسے از پردہ جز نامے نیابد
طلب بسیار شد وقتِ قبول است — بگویم گرچہ می دانم فضول است

کنم از گنج فقرت آگہہ اندک — درآیم در سخن بسم اللہ اینک

توحید باری تعالیٰ عزّ اسمہٗ

بنام آنکہ دریائے وجود است — ز یک موجش دو عالم را نمود است
نمودی فارغ از ننگ جدائی — فرو رفتہ بہ بحر آشنائی
چو انجم پردہ را یکسو نہ کردہ — بروں گشتہ بے اظہار پردہ
ولے انجم پرست چند کوتاہ — نگردیدند ازیں اظہار آگاہ
ز استیلائے عشق نا منقّید — فرو رفتند در بحر مجرّد
شدہ در قید ناپایندہ چند — ہوادار فسردہ آشندۂ چند
بسے کمیاب می باشد درین کو — خلیلؑ لا اُحِبُّ الآفلین گو
کجا آں عند فۂ بحر مطالب — کہ سر پیچد ز امواج کواکب
وجودش موج اللّٰہی بیابد — ز اصل موج آگاہی بیابد
بہ بیند موج حسن عشق یکدست — شود با موج عالمگیر سرمست
ز یک بحر است چہ انفس چہ آفاق — چہ حُسن و عشق چہ قید و چہ اطلاق
عجب بحر است خود در خود شناور — تعالیٰ شانہٗ اللّٰہ اکبر
اگر علمے است از علم خدائیست — نمودی ہم کبریائی بادشاہیست
دریں معمورہ کثرت را چہ کار است — ہمیں یکذات و دیگر اعتبار است
اگر قدرت و گر علم و ارادہ است — بظاہر نسبتے چند افتادہ است
ہماں اصل نسب بے چند و چوں است — ز ہر نسبت کہ می دانی بروں است
ز بحر جود او کونین جوئے — ز جوئے لطف او آدم سبوئے
سبوئے نہ کہ از جوہر کشد سر — سبوئے آب رفتار و شناور
سبوئے خاک و آتش او ندیدہ — خدایش جملہ از آب آفریدہ
چو آب صاف خالی از کثافت — شدہ ظاہر ز بیرونش لطافت

لطافت عکس نور لایزالی | نہ آں عکسے کہ از اصل است خالی
چہ عکس است ایں قدر از اصل معمور | چہ نور است ایں ہمہ سبحان ذی النور
زہے قدرت کہ چندیں بیش و کم ساخت | ز بحرش قطرۂ بیروں نینداخت
ہماں بر وحدت خود پائے برجا | ز خود کرد ایں ہمہ کثرت ہویدا
ازیں کثرت نیفزود اعتبارش | وزیں جنبش نہ شد ہرگز قرارش
حوادث را بدانش نیست کارے | نیابد ہرگزش نو اعتبارے
بنام ایزدے دریائے سرمد | تعالی اللہ زہے ملک مؤبد
ازیں دریا نمی دانم چہ گویم | چو در موجش ز ہستی دست شویم
چو من در نیستی گردم تہی گرد | کہ خواہد گوہر از دریا بر آرد
خبردار ان ایں بحر پر از نور | وجودے داشتند از غیر فتور
نقاب غیریت بر او کشیدہ | جمالش چشم مخلوقے ندیدہ
درآں پردہ کہ دریا خاص خود بود | چنیں دانم کہ خود غواص خود بود
چو من در موج دریا رہ نوردم | گہے در فرق و گہ در جمع کردم

چو گویم زیر چوگان ارادت
بشارت باد بختم را سعادت

مناجات

خداوندا! دریں چاہ نفس گیر | طلسم حیرت و زندان تزویر
حلاوت گیر دلہائے عزیزاں | فرح بخش دماغ بے تمیزاں
سرائے سربسر خونریز مردم | مشعبد خانۂ پر مار و کژدم
ہمہ منقاد ابلیس لعین را | نہادہ زخم جان نازنین را
بسر باری رسیدہ نفس نامے | کشیدہ از مئے ابلیس جامے
فنونے گرچہ از شیطاں شنودہ | ز شیطاں گوئے رسوائی ربودہ

ہمہ ابلیس را افسر ندبے قبیل   خطابش قسمۃ العین عزازیل
ز آتش زادۂ دیو آدمی رنگ   بآتش بارگی عالم ازو تنگ
من بیچارہ از دستش زبونم   درون چاہ ادبارش نگونم
گہے در خشم وگہ در آرزو خوار   میانِ آب و آتش دارد م کار
گہے در خلوت شیطاں کشد رخت   در ایوانِ سیہ بختاں زند تخت
گہے بر روئے کارم پردہ آرد   یقینم را بتاریکی گزارد
گہے نازد پئے کسبِ کمالات   دہد تقدم بتاراجِ خیالات
گہے ایں ناقبول از بس عداوت   پئے جذب قلوب آرد ارادت
ز درویشی کند شرح و بیانے   ز علم و شعر خواند داستانے
گہ آید در سکوت و در تفکّر   شود اہلِ ارادت از تصوّر
کہ جانش غرق دریائے وجود است   برون از خلق در عینِ شہود است
زمانے در مناجات آورد روئے   ز فکر آخرت گردیدہ یک سوئے
کہ از بہر چہ تخم زہد کارم   ز سر لذّات فردوسے ندارم
ازیں غافل کہ دنبائے لعیں را   بپروردہ فسادِ کارِ دیں را
لعین دوست را پروردہ نتواں   چو پروردی عبادت کرد نتواں
گہے در عشق بازی افگند گوئے   ہوا دار بتانِ عنبریں موئے
دل اندر دستِ نظارہ نہادن   متاعِ عقل و دیں از دست دادن
بر آمد دودش از زلفِ مجعد   دراں دام بلا گردد مقیّد
چو بیند فتنۂ رفتار و قامت   فراموشش شود ہولِ قیامت
چو چشم پُر خمار افتد دوچارش   شود آشفتہ روز روزگارش
کند مژگان خونریز از کنارہ   بعیّاری دلش را پارہ پارہ
نگاہ آتش افروزد جنوں را   بسوزد خرمنِ صبرش سکوں را[۱]

---

[۱] ایک نسخہ میں یوں ہے: نگاہ آتش افروزد جنوں بار   بسوزد خرمنِ صبرش بہ یکبار

فسون از دولتِ تریاک نه وحش — زنخلستانِ خلد آرد فتوحش
شود افسانهٔ روح و دماغش — دمِ سردے بیفروزد چراغش
بتنهائے خونریز ار شود چیر — نه دینش ماند و نے دل نه تدبیر
درین دکان سودا چند باشم — بایں آهنگ تا کے دل خراشیم
غبارے را که بنهادی اساسش — بلطفِ خویش کردی روشناسش
نخست از خلوت افگندی برونش — بدین ویرانه کردی رهنمونش
فرستادی درین ظلمت سرایش — شکستی خارِ محنت زیر پایش
بصد بیگانه هم افسانه کردی — بچندین دیو و دد همخانه کردی
محبت نامه در جنبش نهادی — دبستانِ بلا را در کشادی
باستادِ هوس تسلیم کردی — بچند افسونگریش تعلیم کردی
نسیم غمزه سر داری بباغش — دمے طرفه دمیدی در دماغش
عنانِ عقل بگرفتی ز دستش — بشیرین عشوهٔ دادی شکستش
طریقِ عشق بازی را نمودی — دلِ ناکرده کارے را ربودی
خود از هر سو عبیر افشان رسیدی — بآئینے که می دانست دیدی
لباسِ مختلف پوشیده سرمست — ربودی صبر و هوش او دلِ کارش از دست
بحمدالله که مسجودم تو بودی — مدارِ بود و نابودم تو بودی
اگر در دیر و گر در کعبه بودم — بتو می گفتم از تو می شنیدم
تو بودی حلِ چندین مشکلِ من — تو بودی راحتِ جان و دلِ من
همیں سرگرم سودائے تو بودم — بهر جا در تمنائے تو بودم
اگرچه این سخن مستانه گفتم — غبارِ شرک چندین ساله رفتم
دو روزے کاندرین بتخانه بودم — بسانِ سبحهٔ صد دانه بودم
ولے هر یک بر آورده دکانے — بهر جا رنگے دهد شوقِ نشانے
درِ توحید بر رویش کشادی — شعورے در دلِ رسته نهادی

وجودِ رستہ برقے گشت سوزاں — بزد در خرمنِ صد رنگ پوشاں
بروں رفتم ز خود چوں دانہ از پوست — بجستم از میانِ دشمن و دوست
دگر دانی کہ من حق ناشناسم — دریں معنی ز ارباب قیاسم
مرا بر دارِ خود کن ترجمانی — "انا الحق" "گو و" "سبحانی" تو دانی
چو من بے اعتبارے خاک بہتر — ازیں غش نقدِ ہستی پاک بہتر
دریں دریا کہ ناپیدا کنار است — حبابے گر فرو ریزد چہ عار است
زبورے[1] خواہم از یک لب خوش آہنگ — کہ ہم تا جسم براند از دہم اورنگ
غبارے آیدم در دیدہ گستاخ — نہ از صحرا خبر یابم نہ از کاخ
دماغم خود فروشی می نماید — بہے گر پردہ پوش آید خوش آید
دریں فیروزہ کاخ آدمی خوار — غریب افتادہ ام بے یار و غمخوار
تو اے مسکین نواز ہیچ پرور — بجولاں گاہ ہیجانم در آور
چو در گور استخوانم را گزارند — پئے گفت و شنودم بر نیارند
کہ من رنگ ریا و شک ندانم — "من" "تو" "ما" در وجودِ خود نخوانم
مرا ہیجا صلیبہائے تمام است — عذاب گور ترسیدن کدام است

بجانم زان شعور و نکتہ دانی
تو دانائی بجن کارے کہ دانی

حکایت

شنیدستم کہ می نالید پیرے — ز دنیا و ز عقبیٰ گوشہ گیرے
جنوں در کاوکاوِ سینہ اش بود — ہوائے خلوتِ دیرینہ اش بود
ہمانا بود اوّل می ربودش — جمالِ خود نہانی می نمودش
ہماں بے رنگی و بے اعتباری — دمادم می فزودش بیقراری
سرشک از دیدہ می بارید و می گفت — شگافِ سینہ می خارید و می گفت

---

[1] ایک نسخہ: ربودے خواہم از یک جوش آہنگ

که هر کس را تمنائے محالیست | نهانی هر دلے را قیل و قالیست
مرا هم در دماغ آرزو خیز | بخارے می دود نومیدی انگیز
که می دانم مرا دم بر نیاید | ازیں شش در کشادم بر نیاید
ولیک از قسمت قسّام ذوالمنن | بصحت ناشنو جانے ست در من
همیں نابودِ خود می خواهد و بس | همیں در آرزو می کاهد و بس
چو در حشر از لحد بیروں کنم سر | زمن بوئے نیابند اهلِ محشر
مبادا آں دم شوم از خود گرفتار | به نفسی نفسی ام افتد سروکار
بفضلت چوں بهشت آیم خراماں | غبارِ قصر و باغ از من بر افشاں
دماغ خود پرستی نیست در من | سر بالا و پستی نیست در من
بلے آں را که چشم تیز بین است | دلش با داغ خواهش هم نشین است
بروں از دست آرامے ندارد | بخود قطعاً سرانجامے ندارد
من طفل سخن نادان و در خواب | بلے آں راه گیرم اندریں باب
زمانے حلقهٔ ایں در زنم چست | کنم پیوند تعلق از همه سست
شوم همراه مرداں اندریں کار | متاعِ فقر را گردم خریدار
بآتش در دهم رختے که دارم | قلندروار آهنگے بر آرم
برهنه از خود و فارغ ز پندار | ازیں بازار بر دارم سروکار

ز لوحِ دل تراشم نقشِ هستی
زمانے وا رهم زیں خود پرستی

در نعت حضرت رسالت پناه صلی الله علیه و آله وسلم

گرم فیضِ ازل بخشد دلِ دست | که در هم ریزم ایں بتخانهٔ هست
ازیں اقبال یابم احمدے | کنم خاصانِ احمد را سلامے
سرشک افشاں زمیں بوس ثنا گو | بسلطانِ رسالت آورم رُو

چو در نظارهٔ رویش گمم راے / درین نظاره جاوید افتم از پاے
تماشا را جگر بخشم که می جوش / تمنّا را دهن گیرم که خاموش
بدل گویم سعادت هم نشین است / مقام "قابَ قوسین" تو این است
جمالِ خواجه معراجِ وجود است / قبولِ ذرّهٔ التاجِ وجود است
نسیم راحتش پیک امین است / زمین خدمتش عرش برین است
چو در ایوانِ مازاغم مقام است / بهشت و حور و قصر اینجا کدام است
ثنایش با ثنا خوانیش مگذار / تو نادانی زبانِ خود نگهدار
قدش می گوید اے من خاک پایش / که بے همتاست سروِ دلربایش
سهی سروے ز بستان خدائیست / ستونِ بارگاه کبریائیست
سرائے کون دارد نور بینش / ازین فانوسِ شمع آفرینش
کلامِ زندگی بخشش بشیر است / که روح القدس از وے بهره گیر است
همان عیسی ازین دم بهره ور بود / که در انفاس او چندین اثر بود
سرافیل است ابجدخوانِ این درس / نهاده گوش در سامان این درس
رخش مرآت نور لامکان را / صلا در داده بینائی جهان را
که هاں در من چو دیدی بے شک و ریب / خدا بین آمدی در پردهٔ غیب
درونِ پردهٔ من بودم که آدم / ملک نا شد بسجودی مکرم
جمالِ یوسف از من آنچه ور داشت / که عالم را چنان زیر و زبر داشت
دلش آهسته با خود در ترانه / که از تیرِ عجب دارم نشانه
حریفِ راز دارم دیگرے نیست / نهالِ عشق را جز من برے نیست
چنیں دارم که اسرارش کماهی / خودش می داند و علم الهی
عروس خلقش اندر شرح اینست / که نور قدس من پرده نشین است
سرائے حسن و خلوت گاه عشقم / ز من جوئید ره من راه عشقم
صفاتِ دوست را بے نقل و تحویل / منم یک نسخه و یک نسخه تنزیل

خدا جوے کہ در من آورد روے
بوقوفِ منتہم گیرد تگاپوے

بدوں از فکر و فارغ از روایت
منش درگوشِ جاں گویم حکایت

چو دم بوشش در قفس گردد نفس گیر
من از وے برکشم چوں روغن از شیر

شود دانا باسرارِ نہانی
بگیرد لوحِ محفوظِ معانی

جبینِ فکرتش بالفظ چوں دُر
سخن گو بند جانگاہ است در خود

زیک جانب جمالِ دوست دیدن
زیکسو بارِ استغنا کشیدن

دل از معلومِ خود آزاد کردن
طلب را در محالِ ارشاد کردن

دمِ تسبیح و استغفارِ بسیار
خبر گوید کہ دارد بندگی کار

چو در دل نورِ تحقیق آورد جوش
حسابِ بندگی گردد فراموش

ازاں لب سرِّ استغفار اینست
ہم از مستغفریں شو کار اینست

زبانِ اشک بر رخسارِ گلنار
حدیثِ عشق بازی کردہ تکرار

بروں در دادہ اسرارِ نہانی
شدہ سرگرمِ ایں گوہر فشانی

کہ طغیاں را دریں کشور گزر نیست
درختِ عشق را جز فقر بر نیست

چو عشق از نامرادی آب گیرد
برومندی رہِ نایاب گیرد

بیک یک فترہ اش صد گونہ راز است
فرود آ خانہ کیں منزلِ راز است

ہمینم بس کہ بفرستم سلامے
کہ کارم گیرد از وے انتظامے

دریں حسرت رہ بہبود یابم
روانش را ز خود خوشنود یابم

بہمّتِ گذشتہ با ذا المکارم
علیٰ خیر الوریٰ صلِّ و سلّم

مخاطبہ بسید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

بیا اے آرزوئے سینہ چاکاں
مرا از من بچالاکی بر افشاں

دریں بستاں اگر خارے شود کم
کدامی مرغ خواہد داشت ماتم

درین گلشن اگر برگے نشود زرد — کہ خواہد خاک بر سر کرد ازیں درد
چہ خواہد شد اگر دریا بجوشد — نقابے بر سر یک قطرہ پوشد
فلک گر تند بادے را گمارد — کزیں محفل غبارے را برآرد
بیا اے نوح طوفانے برانگیز — بایں خاک ہوس آلودہ بستیز
اشارت کن بموج پر تلاطم — غبارے شرک از روئے زمیں گم
فرود آ اے کلیم اللہ ازیں کوہ — تجلی کن بایں فرعون انبوہ
عصائے اژدہا صورت بجنباں — نمود چند را نابود گرداں
نما اے خواجہ ابروئے ہلالی — شب خوں بر سر شوریدہ حالی
بگفت اور زبان گوہر افشاں — غبار ہوش از مغزم برافشاں
یکے روئے جہاں افروز بنما — حجاب ماہ و رشک روز بنما
بتے را گرمئ بازار بشکن — خلل در طاق ایں کسریٰ بیفگن
بکن دکان ایں شیطاں مشوش — بہم بر زن بساط آب و آتش
سر گردن کشی در سجدہ آور — ابوجہل ضلالت را بزن سر
گرفتم ناکس گرمژ زبانم — محمد را رسول اللہ دانم
نقاب کبریا از پیش بردار — مرا ہم مندرج در امتی دار
دریں دیر کہن تنہا شکستی — دل چندیں صنم خواہاں نجستی
فسون اہرمن نابود کردی — ہدایت را سپندے دود کردی
بتے دیگر دریں رہ خورد گرداں — صنم خواہ دگر را دل برنجاں
بسے رخصت ہدایت بے رواج است — دریں دکان سپندے احتیاج است
من اکنوں خود سپند ایں متاعم — نما یک شعلۂ در ابتیاعم
بسے جستم دریں نابود گشتن — ز نو گرمی دہ از من دود گشتن
دلے دارم کہ خوبے را غلام است — بہ اندک جلوۂ کارش تمام است
چو دریائے ملاحت بر زند جوش — کنم یکبارگی خود را فراموش

چو در عشق تو جب نفریائے باشم
کدامم من کہ پا بر جائے باشم

حکایت

چو سودائے عشق در مجنوں اثر کرد ‌‌ ‌ تمنائے دراں دیوانہ سر کرد
کہ دل از بند خود یکبار برداشت ‌ ‌ نہ از راحت نہ از کاہش خبر داشت
تنش سرگرم خواہش زندہ می بود ‌ ‌ دلش از زندگی شرمندہ می بود
علم بیروں زد از سیمایش آں درد ‌ ‌ عزیزاں را و خویشاں را خبر کرد
فغاں برداشت بیداد تظلّم ‌ ‌ سرایت کرد در دلہا ترحّم
ہمہ یک دل بتدبیرش دویدند ‌ ‌ زر و تیغ و زباں بیروں کشیدند
نخست از مردی و جوش زبانے ‌ ‌ فرستادند تحفۂ ارمغانے
ترحّم را شفیع خویش کردند ‌ ‌ سرِ عجزِ فقیری پیش کردند
شبِ مجنوں و بیداریش گفتند ‌ ‌ سرشکِ خون و خونخواریش گفتند
ہماں کاہیدن و خواری نمودن ‌ ‌ ہماں زاری و بیزاری نمودند
ازاں سربستہ غم تعبیر کردند ‌ ‌ بصد سنگیں دلی تقصیر کردند
ولے مجنوں دراں مجمع گذر داشت ‌ ‌ دراں صد پردہ خود آہنگ برداشت
دگرنہ راز غم خرّم نداند ‌ ‌ حدیثِ عشق ہر بےغم نداند
سخن القصّہ در گرمی در آمد ‌ ‌ عزیزانِ صنم را در خود آمد
بمیرانِ مروّت رخش راندند ‌ ‌ بہ تسلیم و رضا گوہر فشاندند
کہ ما را نیست تقصیرے دریں باب ‌ ‌ ولیکن تاب می باید کجا تاب
کنم اینک رخِ لیلیٰ مہیّا ‌ ‌ ولے ہوشے ز مجنوں باید اینجا

خود آں بیچارہ سرِ باب خوش است
خود افسونِ خود و خود خوابِ خوش است

حکایت

برآمد پشۂ از باد دل تنگ — بداماںِ سلیمانے بزد چنگ

[illegible] فرمود — حضور باد بود و پشہ بر بود

وزاں پشہ اگرچہ ظلم رہ داشت — ولے نہ از عبر از تحیت بہ یاد داشت[1]

دو قومے بیوقوف ناخردمند — فرو گفتند زیں ساں قصۂ چند

بہم در ساختند از فطرت خام — نفہمیدند عشق بے سر انجام

ندانستند مجنوں را کہ مست است — ز سر مستی ہلاک آں شکست است

دلِ دیوانہ اش در قیدِ عشق است — ز سر تا پا وجودش صید عشق است

عروسِ عشق ہستی بر نتابد

محبّت خود پرستی بر نتابد

رجوع بہ مخاطبۂ

زمیں بوس حضرت سیّد المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

من از خود بیبرم اے مقصودِ جانم — بروں آگیں غبار از خود فشانم

برم سرمایہ از خلقِ عظیمت — بگیرم قوّتِ جاوید از نسیمت

شکست افتد دریں مشتِ مخیّل — حواسِ سر کشم گردد معطّل

ازیں مہرہ کہ بر سر دید بانست — چہ ظلمتہا کہ بر جانم روانست

بہر جا عشوہ انگیزے گزر کرد — دراں خرمہرہ آشوبے اثر کرد

بہمہ ستی دیو ناخوش آہنگ — زمانِ فکرتم آرد فرا چنگ

بنوعیدم دراند از کہ تیز — دریں صورت بمقصودے درآویز

بہر جا جلوہ گر اصل وجود است — نمودے چند پندارم نمود است

بہر سو جلوہ اصل است پیدا — چہ لیلی و چہ شیریں و چہ عذرا

ہماں نور است بے تاویل و تمییز — سخن گوئے زباں بند و دل آویز

---

[1] مصرع وزن سے خارج ہے۔

معاذ الله چنینم گر گذارند   در نعیم بر و پوشیده دارند
فسون اهرمن از جان پذیرم   مقام وهم خود را عین گیرم
بکف بگرفته شمع از ره رفتم   بنادانی و کوری در چه افتم
بیارد نزد بینش [illegible]   نظر ناکرده دعوائے بصارت
برسم علم توحید از خبیرم   دران کشور بسے روشن ضمیرم
ولے رسمش بتر پاکے نشاید   باندک نشۀ باکی نشاید
گرفتم عین توحید است حالم   ازاں جوش است چندیں قیل و قالم
چو نورِ ذات بر دل حمله آرد   کجا تفصیلِ اسما را گذارد
در آں سو طی که ذات آرام گیرد   دل از علم صفاتش کام گیرد
ولے علیست در دیر مندس حال   سر آمائی و بنیادِ امال
چنیں دل گرو هم آمد عجب نیست   گمانِ بعد از وے بے سبب نیست
ازیں معنی بهر صورت زند دست   که باشد گر دم از جام صفت مست
کند یار از درون پرده فریاد   که وقتے عاشق شوریده خوش باد
هنوزم رخصت دیوانگی نیست   طریق شرع جز فرزانگی نیست
نمیدانیم چیزے اندریں راه   برون از شرع و نیکی حاشا الله
به نام شرع اگر اندک جمال است   درو مضمر بسے قهر و جلال است
چو قهر حق به بینی گوشه گیر   ادب اینست باقی مکر و تزویر
ترا در قیدِ صورت کار خام است   به مطلق ره مقید نا تمام است
چو در بحر وجود از خود در آئی   بجولانگاهِ دانش را اسخ آئی
چو فرد باطن از ظاهر بر آید   قدیم مقصود ست از پہ در کشاید
بر آید آفتابت از جیب در راست   همه دیده از گردی بے کم و کاست
تو اکنوں خاطر از هستی به پرداز   ازیں آئینه زنگ خود بیانداز
عدم شو کنداں مراتب نور است   جمالِ دوست را آنجا ظهور است

امانت دارِ جاناں جُز عدم نیست　　عدم در عرصۂ لوح و قلم نیست

ہمیشہ خلوت از کونین دارد

ازاں سرمایہ نورِ عین دارد

خطابِ بدل

از حسرت و باز ماندگی از مطلوب

دلا تا چند ازیں افسانہ گفتن　　ز خود گنج دو عالم را نہفتن

چو بلبل در قفس رقاص بودن　　ہوا خواہِ ہوس را خاص بودن

دمے نقاشِ لوحِ یاد گشتن　　زمانے در ہوا دل شاد گشتن

گہے در خود فروشی رہ سپردن　　بہ رسوائی متاعے پیش بردن

گہے چنگِ حقیقت ساز کردن　　ز وحدت قصہ آغاز کردن

خود اندر کثرت از بس مست لائی　　بہ کثرت ہرزہ گردے روستائی

یکے زیں بادپیمائی فرود آ　　زماں در بند و راہ سینہ بکشا

فرو رو گر ترا رفتن مراد است　　میا بیروں کہ بازارت کساد است

جہاں فانی است بر فانی منہ دل　　ازیں مشتِ تذبذب بندِ بگسل

چو بگسستی ز خود بند جہاں را　　گرفتی پردہ نور لامکاں را

شدی در پردۂ تصدیق و تسلیم　　بروں از فکر و استدلال و تعلیم

سبق از علّم الرحمٰن گرفتی　　ز دستِ موہبت ایماں گرفتی

چو در بحرِ یقیں خود را سپردی　　ز ہر صنع بصانع راہ بُردی

دلت زاں بے نشاں آگاہ گردد　　محبّت مقتدائے راہ گردد

نہ راہے گر نظر افتد گزندت　　شود دورِ تسلسل پائے بندت

گہے مانند پوست داغ بر دل　　شوی گاہ از طبائع پائے در گل

گہے فکرت بہ تعطیل افگند گوی　　چو جسمانیہ در وہم آوری رو می

زہے نورِ یقیں دانائے کارش ہماں بر سادہ لوحیہا مدارش
دل اندر مخبرِ صادق نہادن بر آں صدقِ مجرّد وا ایستادن
ز تاثیرِ محبت مست گشتن ز طورِ عقلِ خود بیں در گزشتن
ازیں صدق و محبت نیز رستن بسانِ قطرہ در دریا شکستن
دگر رہ سر بر آوردن ز دریا حباب آسا ولیکن پائے بر جا
باحکامِ شریعت سر نہادن زمینِ استقامت بوسہ دادن
بکلّی از مرادِ خود بریدن نقابِ نیستی بر رو کشیدن
بطورِ عقل و ایماں راہ بردن بایماں کارِ ایمانی سپردن
عجوز آسا ز ہر چوں و چرا دور بہ کل منقول و بے تاویل منظور
جمالِ قہر و رد و سواس دیدن بجدّ و اہتمام از وے بریدن
عدم خواہاں ز ہستی سرد بودن ز ننگِ خود سراسر درد بودن
رہے بے راہ روا اینجا ہویداست قلندر گشتن و تفرید اینجاست
بیا دل رخت ازیں بتخانہ بردار رہے کت شرح آں دادم بدست[1] آر
زمانے در تجدّد لال بنشیں بروں از فکر و استدلال بنشیں
کہ از قلبِ سلیم آمد سعادت سعادت نیست جز نفیِ ارادت
ز نفی اثباتِ الا اللہ یابی بہ ایمانِ مجدّد راہ یابی
دمِ آخر ز تجدیدست گزر نیست ز استدلال و فکر اینجا اثر نیست
بود تجدیدِ ایماں انجذابے کہ ازیں[2] رنجگت گردد جوابے
چو ہر دم می تواند بودت آخر دریں تجدید دائم باش حاضر

بشو مستغرق اندر نفی و اثبات
مکن تاخیر فی التاخیر آفات

داستان

شبے خوش دل تر از روزِ جوانی سرم در خواب و دل در کامرانی

---

۱ وزن سے خارج ہے   ۲ وزن سے خارج ہے

درآمد پیک امید دم دلاور نسیمے یافتم مقصود پرور
نظر چوں از تحیّر باز پرداخت بسیمائے سعادت دید و بشناخت
گرامی خواجۂ احرار را دید چہ خواجہ مخزن اسرار را دید
لب اندر معرفت گوہر فشاں داشت سخن از بے نشانیہا نشاں داشت
بگفت آں شاہد خلوت گہ راز کہ دلہا در رہش آمد سرانداز
گہے از حسن صورت سر برآرد بجان عشقبازاں حملہ آرد
گہ از صورت بلیح آمد نمودار مغنّی گردد از وے گرم بازار
ولے آں را کہ در جانش اثر کرد بروں از جان و تن در خود شعر کرد
شعار جاں دثار تن بینداخت پے مقصود خود از خود بپرداخت
بہ تحقیق آں کہ انسان است اینست ز چشم غیر پنہانست اینست
پیمبر چوں ز سرش پردہ برداشت ظلومی لازم آں نامور ساخت
چو در انوار کل شد محو ناچیز ہم بر زد دکان وہم و تمیز
ز خود بگذشت و گوے مردمی بُرد امانت با امانت خواہ بسپرد
کہ امیں ظلم ازیں بسیار باشد کہ بندہ بے صفت بیکار باشد
نگہر تیز و صفت ناگزیر است مقید خود بنا چیزے اسیر است
نہایت رفت و آمد بے نہایت چو کبر است ایں مُبرا از خیانت
درآں شب کز نسیم بخت بیدار ز بوئے معرفت گشتم خبردار
پئے صورت پرستی خاص بودم باندک رنگ و بو رقاص بودم
برآمد سالہا کیں خواب دیدم بارشاد یکہ می باید رسیدم
ولے زاں بادہ خالی ہست جامم ہنوز آں جلوہ را از جاں غلامم
ہنوزم اندراں بازار راہ است ہنوزم دل گرفتار نگاہ است
کنوں دست من و دامانِ خواجہ مگر رہ یابم از احسانِ خواجہ
چو در اوّل ہدایت از تو دیدم نہایت در ہدایت از تو دیدم

گیاهم پرورش دید از نسیمت — قوی دل بودم از خلقِ کریمت

امیدم بود کایں خاشاکِ نابود — درآں دریائے آتش برکشد دود

درآں نابود باید استقامت — وجودِ خواجه ماند تا قیامت

شود یکباره از پندارِ خود پاک — بروں ماند همیں نامے ز خاشاک

چو دانستم که استغناءُ دلبر است — عنایت ایں قدرها زودسیر است

مرا یکباره اندر راه راندی — بایں خواری که می بینی نشاندی

گر افتادم ز راهِ استقامت — تو خوش بنشیں در ایوانِ کرامت

من اینک در ظلمنا سر نهادم — باستغفار و یارب ایستادم

چه باشد گر نوزِ اخلاقِ الٰهی — پسند آری باندک عذر خواهی

در اوّل هم قبولت بے سبب بود — کیم سامانِ امید و طلب بود

مرا از خود بسوئے خود کشیدی — بنورِ غیب دیدی آنچه دیدی

ز فیضِ آں کشش وز لطفِ آں دید — نشاندی در دلم نخلے ز تجرید

جز آں معنی که صاحب سرّ آنی — فرو ناید سرم بر هر دکانے

مرا خود نیست چنداں سرفرازی — کزاں معنی بیابم دلنوازی

یکے از اوجِ عزت خود فرود آے — گره ها بسته دارم حلقه بکشاے

بخاکِ پایت اے قند خنده دار — بسے محتاج و بسیارم طلبگار

فرو افتادنم از بس غریبی است — شکستم از خمارِ بے نصیبی است

نمی دانم کدامیں سو برآئیم — کجا ایں بارِ محنت را کشائیم

ازیں عنقائے پنهاں از که پرسم
سلیمانِ زباں داں از که پرسم

حکایت

زلیخا را چو در خواب سیه روز — جمالِ یوسفی آمد جگر سوز

نمی دانست کاں مه را چه نام است — مقامِ خاطر افروزش کدام است

دلے در بند غم کاهیده می داشت | دماغے در هوا شوریده می داشت
همه درد و همه سوز و همه ریش | نه از معشوق آگاهی نه از خویش
خبر نایافته جاں در تقاضا | بروں از شش جهت دل در تماشا
ازاں حیرت بسے افسرده می بود | فرو افتاده و چوں مرده می بود
چو در مصرش نشاں دادند بر جست | دل از حیرانی و جاں از جنوں رست
دریں سودا که افتادم بدامش | نه یوسف می شناسم نے مقامش
نه آں خواهم که یوسف را نشاید | نه آں گوشم که پیغامش گر آید
زلیخا وار سوزم در تاسف | مگر در خواب بینم روئے یوسف
ولیکن یوسف من بس غیور است | قبول چوں منے بسیار دور است
بریزم نقد بینائی دریں خاک | شوم در بت شکستن چست و چالاک
ز رعنائی و خود بینی بر آیم | بهر خواری که باشد در خور آیم

گدائے ره نشیں گردم دریں راه
که یابم یوسفے را گاه بیگاه

مناجات

خداوندا مرا از من بروں بر | در آں فقرم که می دانی فزوں بر
نمود من که روپوش وجود است | زباں بند دو صد گفت و شنود است
جو از نور هدایت تاب در یافت | نخست از اسم المومن اثر یافت
فرود آمد به تحقیق سعادت | بخلوت گاه ایمان و ارادت
ازیں مهمان غیبی نور ایماں | درخشاں شد چو بلقیس از سلیماں
شهود از اوج عزت پست تر شد | بسلطانِ ارادت تاج سر شد
شکستے یافت در چندیں مراتب | طلسم ممکن از انوار واجب
جو پے در پے شد آں نور شهادت | بیک بار از خود افتاد ایں عمارت

رسیدند ایں دو سہ مرغ خوش آواز / بقصد لامکاں کردند پرواز
کنوں در خود کہ می بینم وحیدم / نہ مومن نے مریدم نے شہیدم
چو کار اینجا رسید اے اہل ہر کار / بکن نوعے کہ دانی جلوہ درکار
کنوں دارم بجائے آں عمارت / بدیشاں برقعے یا صد عبارت
ازیں برقع کہ مرگش باد درکار / بدست نفس و شیطانم گرفتار
عروساں گاہ گاہے برقع انداز / بروں آیند در جولانگہ ناز
برافگن برقع و در جلوہ درآئے / عروسان جہاں را پردہ بکشائے
درِ خواہش زیبا کی کشودم / دریں معنی دلبری ہا نمودم
نقابے بر رُخ ایں ماجرا کش / خطے بر روئے ایں چون و چرا کش
نہادم دل بہر نوعے کہ باشم
بہ تسلیم آرم واللہ اعلم

دربیانِ نسبت حضرت خواجہ ابوالحسن خرقانی

قدس سرہ العزیز

دلے کز چشم کہ بینندہ مستور / بیفتند از خود و با نیست خود دور
بروں از خود مقامے برگزینند / زبس کا ثار جذب و دست بینند
کند در سینۂ گوہر نشانے / ز اخلاق نبوت ترجمانے
دلش آئینۂ نور رسالت / شود فرزانہ دستور رسالت
چو زیں ویرِ فنا بیروں کشد رخت / زند در کشور وارستگاں تخت
شود سلطان جاں در پردۂ او / ہدایت بخش رو آوردہ او
چو صادق رہ ازیں ویرانہ برتافت / دلے طیفور زیں سر روشنی یافت
چو طیفور اندراں منزل پرافشاند / دو اسپہ خرقانی از پیش راند
ہماں در نقشبندے بے کم و کاست / نسیم تربیت از رفتگاں خواست

بظاهر پیرش ار امیر کلال است ‌‌ ‌ به پیر غجدوانش اتصال است
علی الاطلاق رشد از پیش گاهست ‌ ‌ علی الحق مرشد مطلق الله است
نمود اریست نقش آدمی زاد ‌ ‌ خدا آبادی دال آدم آباد
ولیکن سنت الله گشت جاری ‌ ‌ که علوقے کند این پرده داری

حکایت

زلیخا چون لوائے یوسف افراشت ‌ ‌ نخست از بے قراری پرده برداشت
زخواب و خورد فارغ شد وجودش ‌ ‌ تمنائے جز این در سر نبودش
که از کس بشنود نامے و جائے ‌ ‌ زند در جستجویش دست و پائے
چو نخل بیقراری بارور شد ‌ ‌ تفحصهائے پنهاں کارگر شد
ز نام و منزلش آگاه کردند ‌ ‌ مرید سیر مرد راه کردند
پدر در کارش از هستی بر آمد ‌ ‌ مرادش را بصد جاں مادر آمد
بمصر آمد دلش از شوق پر جوش ‌ ‌ هوائے وصل و هم خواب و هم آغوش
نظر چوں بر عزیزش رهنموں شد ‌ ‌ بلا از یک طرف چنداں فزوں شد
فریب روزگارش تنگ دل ساخت ‌ ‌ سلوکش از محبت منفعل ساخت
فرو بارید بے پاں تگرگے ‌ ‌ ز باغ آرزو نگذاشت برگے
ز کوه رنج سیل قد برافراخت ‌ ‌ نشان عشرت از عالم برانداخت
بر آمد تیغ بر کف برق بیداد ‌ ‌ بخرمن گاه شادی دست بکشاد
زلیخا را در آں صحرائے خون ریز ‌ ‌ خسے[1] افتاد در چشم آفت انگیز
جهاں تاریک شد چو تار گیسوش ‌ ‌ بتاریکی در آمد چشم جادوش
چو ظلمت بست چشم از این و آنش ‌ ‌ نظر افتاد بر خود ناگهانش
ز ناچیز نگاه جادوانه ‌ ‌ دلش شد تیر غفلت را نشانه
دلش کز تیر تا کاں پر آورد ‌ ‌ پئے نظاره چشم دیگر آورد
به پرواز آمد آں مرغ هوس گشت ‌ ‌ ز اقلیم شهادت جست بگذشت

---

[1] مصرعه خالی از وزن ہے۔

بغیب افتاد با یوسف دوچارش — سروش غیب کرد امیدوارش

در آں امید روزے چند می بود — بآں بو کہ بہ گہ خورسند می بود

سوے غیبش درے بکشادہ بودند — در آں در دیدہ بنہادہ بودند

خبر می داد چشم غیب بینش — فزوں می کرد ہر ساعت یقینش

چو از نور یقیں بے ہوش می گشت — بہ یوسف دست در آغوش می گشت

عروس غیب می گفتش کہ اے مست — چہ حاصل شد ازیں سپہر تہیدست

ہماں در گام اوّل با تو بودم — بتو ہر لحظہ خود را می نمودم

تو با غم می نشستی غافلانہ — تہی از دانش و از من کرانہ

چو باز از خود خبر می یافت می سوخت — در آں در دیدۂ امید می دوخت

ہوس می داشت کیں چشمِ وفا کیش — بروں از پردہ بیند دلبرِ خویش

بلے ہر ذرّہ مشتاقِ جمال است — بہر سر آرزوئے اتصال است

بناگہ جذب عشقش کارگر شد — ز کنعاں ماہِ کنعانی بدر شد

چو ملک مصر ازو شد گرم بازار — زلیخا گشت ازیں معنی خبردار

بصد جاں در خریداری درآمد — بلا را در طلب گاری درآمد

شد از سر تازہ آثار جنونش — بمقصودِ دگر شد رہنمونش

حجاب چند بیش مقصد کشش بود — نظر بالجملہ در نیک و بدش بود

گذشت آموز گارش مرشد کل — بدست آوردہ تحقیقِ توکل

روائے یافت جنس ناروائے — تمنا گیر شد دست گدائے

سبب می دید چشم خام کارش — بناز و عشوہ می برد اختیارش

خراماں گردی و آئینہ بینی — خود آرائی و رسم نازنینی

خلل می داد آئینِ طلب را — زباں می کرد عشق بوالعجب را

جوانی و جمال و بینش انداخت — سر و پائے تجمل جملہ انداخت

ہے زاں جملہ سنگ راہِ او بود — حجاب جانِ یوسف خواہ او بود

نمودندش کہ سنگ راہ نہ اینست — نظر بندِ دل آگاہ ست اینست
تو بندِ سیر و یوسف بند سیار — ازیں نا جنسیت سرد است بازار
غرض تعلیم غیبش کرد تائید
بپایہ پایہ تا ایوان توحید

التجا و نیازمندی بحضرت خواجہ بہاءالدین محمد نقشبند و خواجہ احرار

هنوز ایوانِ استغنا بلند است — مگر فکر رسیدن ناپسند است
مگر اے خواجہ اندازی کمندے — شوی صیاد چوں من ناپسندے
بسے امید بے بنیاد دارم — کہ نے مردم نہ استعداد دارم
شکار لاغرم بے اعتبارم — متاع کمت قبول افتد ندارم
کساد بہائے بازارم یقینیست — اگر کاریست لله فی الله اینست
زمانی حسبةً لله برخیز — بایں در خاک و خوں افتادہ مستیز
قبولم کن کہ اقبالت تمام است — درآں اقبال کارم را نظام است
قبولِ تو قبولِ نقشبند است — کہ در وحدت نہ چونی و نہ چند است
دو چشم و نور بینائی نگانہ — نمی بینم تفاوت درمیانہ
وگر باشد تفاوت بس شبیہ است — کہ دانم الولد سرٌّ لابیہ است
بہ در روشن چراغ از سینۂ تست — تو چشمی و جہاں آئینۂ تست
درآں پرشود چشم جہاں دانہ — عروس نقشبندی کرد خانہ
ہماں یک خواجہ در گفتن تمام است — عبید الله بہاءالدین چہ نام است
بہاءالدین زہے نقشی بلند است — عبید الله چو گویم نقشبند است
زبانم پر ز شکر زیں نام بادا — دلم زیں فکر شکر کام بادا
مرا در بندگی چوپائے بند است — بغیر از خواجہ گفتن ناپسند است
بہ بیں در بندگی اے خواجہ یکبارہ — کہ ان الفقر سیدانم ہو الله

درین دو خواجہ دلبندم یکے شد　　بخارا و سمرقندم یکے شد
سمرقندم بہاءالدین نشین است　　بخارا گر نرفتم عذرم این است
تو می دانی کہ عذرے بہترم نیست　　درین رہ عذر خواہی برترم نیست
معاذاللہ کہ استغنا بگیرم　　چہ حناکم کایں چنیں سودا بگیرم
ولیکن ذرۂ در ظلمت آباد　　چہ می داند کہ خورشیدش کند یاد
سخن کوتہ کرم خود عذرخواہ است　　ہماں عذر تو بہتر از گناہ است
وگر بختم درین رہ یار گردد　　شفیعم خواجۂ اسرار گردد
زباں در گوہر افشانی در آرد　　مرا زیں دردِ بے درماں بر آرد
بروں از خجلت آنجا راہ یابم　　ز اقبالش دلِ آگاہ یابم
ابوالوقت دو عالم قطب ارشاد　　بہاءالدین کہ دیں شد از وے آباد
زمستی در جنید انگند آشوب　　بجذبہ بایزیدش آستاں روب
پے تسکین مشتاقانِ دیدار　　جمالِ مصطفیٰ را آئینہ دار
در آں آئینہ می یابم محقق　　سوادِ مَن رآنی فَقد رأ الحق
فنا فی اللہ خواجہ بس بلند است　　مکن تاویل خواجہ نقشبند است

خلیفہ بود حق را در زمانہ
نمودش ہمہ نسخے داں درمیانہ

در تحقیق و بیان مراتب سلوک

چنیں گویند دانایانِ اسرار　　ز اصل و فرع ہر معنی خبردار
کہ معشوق ازل در ہر شعورے　　ز غمازان نہاں دارد ظہورے
سر ہر ذرہ بینائے جمال است　　دل ہر قطرہ دریائے جمال است
مدار بودش از نور شہود است　　شہودش ما بہ چندیں نمود است
شہود دوست پنہاں ہر دلے راست　　ہوائے وصل ہر بجا صلے راست

دلے افگندہ بر جانش حجابے — گرفتارے بہر خاکے و آبے
شدہ بنیاد ایں دیوانہ گشتن — پئے ہر رنگ و بو طفلانہ گشتن
نہادہ اصل آں بازار و تزویر — نقوش علمی از ہر سو نظر گیر
سراسر زنگ ایں مرآۃ علم است — سراپا کشور آفات علم است
ز آسیب خیال و فکر و وسواس — رود بر باد حسرت گنج انفاس
چو گردد خستۂ مقبول درگاہ — شود در خورد راز لی مع اللہ
کمش دست تطاول بر کشاید — کزیں ویرانہ اش خواہد رباید
ریاحین ہوس پژمردہ گردند — طلبگاراں چنیں افسردہ گردند
بجولانگاہ ایں دل مردۂ چند — ہمیں خود ماندۂ افسردۂ چند
دریں تجرید بکشاید جبینش — برافروزد رخ علم الیقینش
قوی تر گردد آں حزنے کہ بودش — فراموشی برافتد در وجودش
دراں غیبت کہ بوئے غیب یابد — نسیم شاہد لاریب یابد
ارادت سر زند بے خواست از وے — برد ذوق نشست و خاست از وے
ببازوئے ارادت بر درد جیب — کہ تنگ آرد بہ بر معشوقۂ غیب
دراں مستی بہ غیب افتد گزارش — شہود دوست گیرد در کنارش
چو در نور شہود از خود بر آید — سعادت را درے دیگر کشاید
بگردد حامل بار امانت — بیارد آں امانت بے خیانت
در آں مشہد بہ فقر آرام یابد — ز جلاب قناعت کام یابد
دراں دید جمال بے نہایت — بگیرد شورش بے حد و غایت
بہ تسکینش ندارد ہیچ کارے — دراں آرام ننشیند غبارے

یقیں آں دید و آں شورش از آں سوست
دریں مسکن نمودے از تگاپو است

در بیان عقائد دین و شرائط سلوک راه یقین

هلا خواهندهٔ جذب الهی ‌‌ ‌ تمنا دار فضل پادشاهی
نخستین شرط این سودا یقین است ‌ دوم سرمایه این سود دین است
سوم پاکیزه نخل این زراعت ‌ رفیق سنت و راه جماعت
عزیمت رونق کردار گردان ‌ برون زا سبب رخصت کار گردان
چهارم خدمت سلطان دینی ‌ قبول خاطر مسند نشینی
به تقلید سلف تحقیق دیدن ‌ قدم از جادهٔ بدعت کشیدن
ز بستانش گل مقصود چیدن ‌ بزیر سایه اش از خود رمیدن
نهادن بر خود و پائیست خود بار ‌ مرادش وا شدن از جان پرستار
شود زین چار عنصر جان طالب ‌ بنفخ روح ربانی مناسب
ولیکن شرط چارم لازمی نیست ‌ بفقدش سد باب محرمی نیست
بسا مرغان که علوی آشیانند ‌ اویسی مشرب و عیسی زبانند
ز حسن طالع و از لطف باطن ‌ گرفته گوهر از اصل معادن
ره سنت به چالاکی شتابند
نصیب از خواجهٔ کونین یابند

در بیان استفاده و تربیت معنوی از روح پرفتوح نبوی

شنیدستم کز مشتاقان درگاه ‌ طلبگاران سر لی مع الله
خصوصا کاشف راز نهانی ‌ ابوالقاسم چراغ گرگانی
بخلوت در بدایت کارش این بود ‌ انیس خاطر افگارش این بود
که بودش ورد جان نام اویسش ‌ که باشد شرب از جام اویسش
اویس آسا از آن بحر عنایت ‌ مگر بی واسطه یابد هدایت

کیم من کیں ہوس گیرد دماغم — بیابد نور ایں سودا چراغم
دل از ذکر اویسم شاد گردد — دماغم زیں ہوا آباد گردد
دریں رہ قدر خود چنداں ندانم — کہ در دل نخل ایں سودا نشانم
زبانم زیں تلفظ گرچہ بنداست — سرم بیخواست صید ایں کمنداست
دل اندر شرم وجاں سرگرم ایں است — کہ جاناں رحمۃ للعالمین است
قبولش گر بیابد در افادت — ہم استعداد بخشد ہم سعادت
دریں سودا دلے دیگر کشایم — روم از جانب دیگر در آیم
شفیع آرم روان دوستانش — مدد خواہم ز روح پر روانش
بہ بوبکر و عمر عثمان و حیدر — بہ اہلِ بیت و اصحاب پیمبر
بہ صدق و سوزِ پورِ بوقحافہ — بہ علم و دانش ختم الخلافہ
بہ شامِ ہجرت و تاریکی غار — بہ آں خوش عنکبوتے عنبریں تار
بجورے کز قریش واقربا دید — بہ آشوبے کہ دشت کربلا دید
بہ دار و گیر بدر و حرب خندق — بہ روز فتح و نورِ حصحص الحق
بہ آں شب کز سرائے اُمّ ہانی — رسیدہ در مقامِ لامکانی
بہ بیروں رفتن آزادہ از اں دہ — بہ سبحان الذی اسریٰ بعبدہ
بہ بادہ آنکہ می بایست دیدن — بہ بے خود گفتن و بے خود شنیدن
بفقرے کز خودش درویش می داشت — سر الفقر فخری پیش می داشت
بآں دم کاو دہد روز شفاعت — کند تدبیر مشت بے بضاعت
کہ ایں غافل کشاید چشم ازیں خواب — دراں حجر عنایت پرورش یاب
نہد در قرنِ اوّل آشیانہ — اویس ثانیش خواند زمانہ
ز آسیب زمانہ فارغ البال — بہ بینم ماضی و مستقبل و حال
من ارچہ دورم از بخت سیہ دل — تو حال سرمدی داری چہ مشکل
کنارے نیست دریائے قدم را — ید طولیٰ است بازوے کرم را

مرا گرچہ سراسر کار خام است
تمامم داں کہ ایں سودا تمام است

مناجات

خدایا ایں غریبِ بے نوا را
بخود درماندۂ نا آشنا را

ہدایت کن رہے لابد بسویت
بہ یک روئی رود در جستجویت

دمے از نیک و بد آسودہ بینند
نہ لمحے از ہوس فارغ نشینند

اگر در نعمتے بینی سکونم
مکن یک لحظہ زاں نعمت برونم

بلا گر سازگار آید دریں کار
نہادم دل بلا کو پردہ بردار

وگر زیں ہر دو بیروں شد حسابم
بحمد اللہ کہ بس عالی جنابم

بدہ چشمیکہ در راہ حقیقت
روم ہمدستِ ستّار طریقت

نخست از معصیت آسودہ دارم
ز نور توبہ رونق دہ بکارم

چو دل در رغبت دنیا زند رائے
بہ آسانی ز کارم عقدہ بکشائے

مرا مگزار کایم آرزو خواہ
بکن از زشتئ ایں کارم آگاہ

سبب بیں چشم از بینش تہی دار
سرم روشن ز نورِ آگہی دار

براں دارم کہ آزادی گزینم
بہ مَالَابُدّ خود فارغ نشینم

شوم از اختلاط خلق دل تنگ
روم در دامنِ عزلت زنم چنگ

بہ یادت تازگی بخشم رواں را
دہم بر بادِ نسیاں این و آں را

چو در نفیِ وجود افتد گزارم
شود موجود بے من آشکارم

دلے فارغ ز احوال و مقامات
بدرگاہت برم روئے مناجات

بئے و تہمت و جہتی لب کشایم
ز بالیستِ خود از خود بر آیم

دگر نفسم مرا شے را کند یاد
بر آرم در جہادش تیغ بیداد

دمے بردن ز حول قوۃ خویش
شوم در انتظار دولت خویش

سرم مستغرق بحر هوایست ... دلم مشتاق انوار لقایست

بتقدیر الٰهی شاد باشم ... وزین خربندگی آزاد باشم

سر تسلیم بنهم نیک و بد را ... بر اندازم ز خود بنیادِ خود را

چو بیرون شد ازین ششدر وجودم ... همان انکار من هرگز نه بودم

بمرگ اختیاری راه بردم ... ز مردن پیشتر خود را سپردم

دمے در یاد گرد ارم زبان را ... رسانم اللہ اللہ گوشِ جان را

بسر گرمی آن شیرین ترانه ... بیابم در سماع عاشقانه

دماغم بر درد جیب تخیّل ... فتد در کشور دانش تزلزل

شوم واقف ز اطوار نگهداشت ... برآرم دست در کار نگهداشت

بنفی غیر و تسدید خاطر ... بر اندازم نمودات مظاهر

زمانے از حضور غیر آزاد ... نگهدارندهٔ خود را کنم یاد

پس آنگه در پے تحقیق اخلاص ... به بحر نامرادی گشته غواص

دلم گوید که سودائے ندارم ... بجز عشقش تمنّائے ندارم

برون از خواب رفتاریست ما را ... به سودایش سر و کاریست ما را

مگر زین کار برخیزد غبارم ... به تحقیق افتد از تقلید کارم

هجوم بازگشت از من برد رنگ ... عروس جیبتم در بر کشد تنگ

درین حیرت که فقرش توامان است ... ز گنج بے نشانی صد نشان است

نموده آب حیوان در سیاهی ... دل اشکسته را نور الٰهی

سواد الوجه فقرم ناگزیر است ... شکستن دل درستی فقیر است

مرا زین فقر بیرون کار خام است ... درین فقرا شوم راسخ تمام است

همین فقر است نقد بیان آگاه ... جز این پنداشت میدان اندرین راه

اگر دریاد کرد باز گشتی ... به یادش داشتی همراز گشتی

ز چندین نفی و اثبات نگهداشت ... غرض فقر است و باقی جمله پنداشت

همان در انجمن خلوت گزیدن ‌ ‌ ز آسیب نشان مندی رمیدن
همان اندر وطن در سیر بودن ‌ ‌ همان در کار نفی غیر بودن
همان بر هوش در دم ایستادن ‌ ‌ نفس را در دم آگاهی نهادن
همان کردن نظر را بر قدم بند ‌ ‌ پشیمان بودن از چشم پراگند
پئے فقر است و تحصیل مناجات ‌ ‌ مناجاتے ورائے نفی و اثبات
مناجاتے برون از وهم اغیار ‌ ‌ نه دیده محرم وے نے دل خبردار
شهود بے جهت قائم به مشهود ‌ ‌ جهت را با مشاهد کرده نابود
دران خلوت که جسم و جان نگنجد ‌ ‌ بجز نظارهٔ جانان نگنجد
بجز نظاره چیزے در میان نه ‌ ‌ خود از نظارگی نام و نشان نه
نظر هم نیست اینجا جز تحیر ‌ ‌ فَاِنَّ الذَّاتَ مَمْنُوعُ التَّفَکُّرِ
درین بستان بود نخل برومند ‌ ‌ دل آگاه و جان آرزومند
ولیکن زو بجز خون جگر نیست ‌ ‌ گلے جز خار حسرت در نظر نیست
دو معنی حاصل است آزادگان را ‌ ‌ بدام عاشقی افتادگان را
یکے در طلب دیگر فسردن ‌ ‌ به استغنائے مطلب راه بردن
چه گفتم حاصلے غیر از عدم نیست ‌ ‌ کسے را شرکت اندر بیش و کم نیست
اگر درویش، درویش است او نیست ‌ ‌ سخن کوته که جائے گفتگو نیست
طلب بے چون و مطلب هیچگو نه ‌ ‌ نه آن را شبه و نے این را نمونه

محبت خانه‌اش فارغ ز غوغا
ز کثرت دور و از نسبت مبرا

بیان نسبت و تحریص بر طلب محبوب حقیقی

بیان قاصر ز محبوب حقیقی ‌ ‌ طلب تنزیه مطلوب حقیقی
بیانم را چو توفیقش رفیق است ‌ ‌ بیارم آنچه لابد طریق است
گزشتن از خود اول شرط کار است ‌ ‌ فراغت چوں بسے بے اعتبار است

همه لذّاتِ روحانی حرام است — حظوظ نفس ظلمانی کدام است
حجاب تست در راهِ خرابات — چه ذوق علم و چه حفظ مقامات
دل اندر جُستنِ احوال پست است — دل خود بین که خود چون بُت پرست است
بران شو کز هوس آزاده باشی — مراد دوست را آماده باشی
چو زین کوشش بیفتد کشش کار — به کلّی میل ازین بتخانه بردار
محبّت چون نماید زور بازو — ز معشوقت هم استغنا دهد رُو
شود عشق این محبّد را تجلّی — نه صورت ماند اندر دل نه معنی
همان ذات از ورائے اعتبارات — بیند از خرابی در عمارات
بدین سان بود عشق از پرده بیرون — که از لیلی فراغت داشت مجنون
چو آید غیرت معشوق در جوش — کند یکباره عاشق را فراموش
چراغے را که رخت کاربش بود — دو روزے در امانت واریش بود
امانت خواه بستاند چنانش — که در عالم نیابد کس نشانش

مبارک خلوتے غیرے در آن نه
زمانی و توئی نام و نشان نه

در تحقیق مشاهده و رویت سُخن گفتن

خبر دارد ان اسرارِ حقیقت — بچشم و دل گرفتار حقیقت
چنین گویند کانواعِ تجلّی — ز صبح کشف تا شام تدلّی
به وجهے در سه قسم آمد مقرر — بهر قسمش جهانِ نور مضمر
یکے در صورتِ مخلوق ظاهر — ز فوق عرش تا حدّ عناصر
مقیّد نیست این قسم از سعادت — نه در صحرائے غیب و نے شهادت
چو در صورت بود گر در مثال است — علی التحقیق زین قسم اتصال است
همان در کسوتِ نورِ مثالی — ز رنگ و حیز و اشکال خالی

تجلّی صورت است از ریب و شک دور / تعالی اللہ زہے نورٌ علی نور
بلے مرئی چہ ظلمانی و نوریست / چہ حسی چہ مثالی جملہ صوریست
کسے زیں جلوہ بالاتر نہ بیند / بروں زیں قسم چشم سر نہ بیند
شب معراج چوں سلطان گزیدہ / خلاف آمد کہ دیدہ یا نہ دیدہ
محقّق ایں کہ در تحقیق ایں راز / بہ نادیدن کند قانون خود ساز
کہ ذات حق بغایت ناپدیداست / بجز چشم یقیں ادراکہ دیداست
ظہور ذات حق در قلب انور / بود چوں جرم خور در چشمہ خور
اگرچہ جرم خور دیدن بیاری / وجودش لیک پوشیدن بیاری
تجلّی بے گماں نسبت بذات است / شہودش وا پس نور صفات است
ہمہ در پردۂ انوار اسماء / شاہد نیست جز قلب شناسا
ولے در آخرت سلطان مختار / بچشم سر دہد خلے دریں کار
فتد در موطن تبلی السرائر / بروئے روز انوارِ ضمائر
بجنّت آفتاب و ماہ بنود / بجز رخسارہ جاں آگاہ بنود
مرا بالجملہ تحقیق آنچناں است / کہ دیدار خواص آں جہان است
اگر عارف بہنگام عبادت / بہ دیدار و بہ دیدن کہ داشارت

عبارت از شہود صوری است آں
پئے تسکین درد دوری است آں

دربیان تجلّی معنوی و فنا در وحدت صرف

چو از صورت برآید سالک راہ / بجان مشتاق قرب لی مع اللہ
نخستش جلوۂ معنی رباید / در اذواق و معارف بہرہ یابد
ببیند دوست را در کسوت علم / شود مستہلک اندر سطوت علم
فنا در وحدت صرفش وہ دست / کشیدہ جام وانہ ساقی شدہ ہست

فنا در وحدت صرفش وہ دشت　　کشیدہ جام وازساقی شدہ مست
خوش آں مے کافگند پردہ ز کارم　　بروں از پردہ بنماید نگارم
دل از جام و صراحی سرگشتہ　　ز خود وز گرمی مجلس گزشتہ
بلا انگیز سرودے مجلس آرائے　　بہ یکتائی و خیبری زدہ ائے
زننگ خود پرستی چند رستہ
نقاب افگندہ وتنہا نشستہ

دربیان تجلّی ذاتی وفنا وبقا

روندہ چوں ازیں کشور برآید　　دلش در کسوت دیگر در آید
فنائے لم یزل دادہ شکستش　　۶۵۰　بقائے لم یزل بگرفتہ دستش
تجلّی خواہ سرمست و قوی دل　　بذاتِ آئینہ افتد مقابل
مقابل لیکن از نسبت مبرّا　　بہ پندار تقابل گشتہ یکتا
شود نور یقیں مستِ نظارہ　　دل و چشم و خیال افتد کنارہ
یقینے تا حد حق الیقینش　　یقینے مقصد و معراج دینش
یقینے اسم المومن نقابش　　زہر وہم و گماں بیروں حسابش
یقینے اصل دید آں جہانے　　یقینے تیز گرد لامکانے
دریں موطن مجال آگہی نیست　　مشاعر را دریں خلوت رہے نیست
کہ برہان وجودش ہم وجودش
شہودش را دلیلے ہم شہودش

دربیان تجلّی ذاتی وتجلّی معنوی وتجلّی صوری فی علم حضوری

حضور ذات اگر در خلوت جاں　　بود بے پردہ کشف ذاتی است آں
وگر علمی حصو علم حضوریست　　۶۶۰　ولے در پردہ کاں امر ضروریست

ولے علمی حصولے شد بنامش　　تجلی معنوی دانند نامش
اگر در صورتے مرئی کند روئے　　تجلے صوریش خوانند سخن گوئے
دو جا لیکن ظہور ایں جمال است　　یکے در حسن و دیگر در مثال است

در بیان تحقیق علم الیقین و عین الیقین و حق الیقین و مراتب آں

دلم دوشینه در فکر یقیں بود　　در اطوار ظہورش تیز بیں بود
که یارب تشاہد عین الیقیں چیست　　دراں عین الیقیں مقصود بیں کیست
چو رفت از خود دل خلوت نشینش　　که دارد دولت حق الیقینش
چه معنی دارد از خود در گزشتن　　صفات دوست را آئینه گفتن
بروں از علم بینائی کدام است　　وگر علم است۔ عین و حق چه نام است
صحیح است آنکه از خوان سعادت　　دہند اہل مراد۔ آنگه ارادت
یقین گر نفس اذعان و قبول است　　دم عین الیقیں آں خود فضول است
شد از نور یقیں تحقیق ایں راز　　کدامیں نور۔ نور عرش پرواز
چو آں نور است نور حق تعالی　　ز اصل خود جدائی نبود اورا
نخست آں دل که ذو الخلق عظیم است　　امانت دار آں نور قدیم است
به ہر دل در خور حسن ارادت　　ظہورے دارد آں عین سعادت
تعالی الله چه عالی قدرت است ایں　　بنام حق چه زیبا حکمت است ایں
چو آں نور از کثافتہائے دورے　　جدا از اصل خود گیرد ظہورے
نظر بر علتش افتد نیکے بدرا　　شود علم الیقیں نامش خرد را
چو ادراک مرکب بگسلد تار　　به ادراک بسیط افتد سروکار
چو عجز از درک ادراک است ادراک　　کمال است اعتراف ما عرفناک
ازینجا ما عرفنا ہم عرفنا است　　عرفنا بلکه اسم بے مسمّی است

ازیں تجرید ایماں است عریاں / ازیں روئے غیر مخلوق است ایماں
ازیں معنی است با حق آرمیدن / قلندر گشتن از ایماں بریدن
چو از وجہے شک آمد در وجودش / مدارے نیست چنداں بر شہودش
خلیل از سر صوری چوں برافشاند / کتاب لا احب الآفلین خواند
محقق راست اندر پردہ رازے / دلش با پردگی دارد نیازے
دریں دم جلوہ عین الیقین است / ولیکن جلوۂ خلوت نشین است
باصل خود رسید آں نور جاوید / برہنہ از لباس بیم و امید
حضور ذات در مرآت نور است / ازاں عین الیقیں عین حضور است
چو در علم از مقام خود بروں بود / و نسبتہائے گوناگوں زبوں بود
بسے ناحق شناسی می شد آنجا / سراسر ناسپاسی می شد آنجا
چو توحید آمد اسقاط اضافت / یقین وارست ز آسیب کثافت
دریں معمورہ جز حق الیقیں چیست / بجز حق واقف علم الیقیں کیست
کہ در حق الیقیں از غیر رہ نیست / یقیں را مرتبہ زیں بیشتر نیست
دریں موطن کہ مطلق کشف اینست / شود روشن کہ مطلق نور عین است
محقق شد ازیں علم مسلم / کہ وجداں بر طلب آمد مقدم
نہایت درج بودہ در بدایت / تعالی اللہ زہے نور ہدایت
چہ خوش گفت آں حکیم کار آگاہ / چو سائل بالیقیں گفتش ہو اللہ
صفاتش در تحقق عین ذات است / ہماں ذاتش ز نسبتہا صفات است
یقینے کاندریں تحقیق گفتم / ہماں سرمایۂ تصدیق گفتم
حضور سادہ اما اصل ایقاں / مدار انقیاد و مغز ایماں

ز ایماں کرد نابینا کنارہ
مشاہد را ز ایماں نیست چارہ

در تحقیق تجلیات و در کشف مراتب آں و بیان وحدت صرف

دگر ره در رهِ دل اے سخندان — چراغ از نور تحقیقت فروزان
یقین کشف صوری از چه بانست — چرا انوار معنی در خیال است
فروزان خاطر فرخنده دیدار — بجوش آید چو دریائے گهربار
که در هر جا جداگانه حضوری است — ز اطوار یقیں هر سو ظهوری است
حضور ذاتی از صورت بجویند — ازاں عین الیقیں آنجا بگویند
مقید چوں همه وهم و خیال است — یقین مطلق اندرے محال است
یقینِ معنوی هم مثل صوری است — دریں ره کشف این معنی ضروری است
اگر خواهی شود مکشوف ایں راز — حجاب هستی از جانت بر انداز
دگر خواهی بگیرد در تو ایں دم — بروں از پرده شو والله اعلم
بذکر دوست گویا کن زباں را — بخش کحل حضوری چشم جاں را
نسیم ذکر با وجدانِ مذکور — کند گرد خواطر از نظر دور
حلاوت ذکر را از پا در آرد — به وجدانِ مجرد جا گزار
حضورِ ساده رخشان است اینجا — توجه عینِ وجدان است اینجا
در آید چوں باستیلا توجه — شود چوں ذکر ناپیدا توجه
دل از خورشید وحدت نور گیرد — وجودش جملگی مذکور گیرد
درش از نور خود علمے دهد دوست — چه گویم الله الله کان چه نیکو است
دریں ره هر که انوار خدا یافت — به تحقیق انتها در ابتدا یافت
بروں از صورت و معنی نگاریست — مجرد از تماشا انتظاریست
تماشا کن نگار عالم افروز — بیاب ایں انتظار آدمی سوز
سعادت بخش ایمان محقق — اگر علمست در عین است و در حق
بآسانی دریں ره میتواں دید — زہے برگشته بخت آنکس که نشنید

طریق مستدیر است اینکه گفتم　　بیکتائی مشیر است اینکه گفتم
زخود بیروں مرو کز تو جدا نیست　　خودی بگزار کایں خود آشنا نیست
شمردم آنچه می باید شمردن　　تو دانی و قبول راہ بردن

تمام شد مثنوی گنج فقر
تعداد اشعار
(۵۲۶)

متفرق اشعار

از مثنوی گنج فقر که از وجہ مجبوری در مسودہ داخل کردہ نہ شد بلکہ نقل آں از نسخہ دیگر کردہ شد

بشام ہجرت و تاریکی غار　۵۲۷　بآں خوش عنکبوتے عنبریں کار
بجور کز قریش و اقربا دید　۵۲۸　بآشوبے کہ دشت کربلا دید
ببدر و گبر بدر حرب و خندق　۵۲۹　بروز فتح و نور حصص الحق
بآں شب کز سرائے ام ہانی　۵۳۰　رسیدہ در مقام لامکانی　معراج
بہ بیروں رفتن از آوازہ ایں دہ　۵۳۱　بہ سبحان الذی اسری بعبدہٖ
بدید آنکہ می بایست دیدن　۵۳۲　بہ بیخود گفتن و بے خود شنیدن
دراں خلوت کہ چشم جاں نگنجد　۵۹۰　بجز نظارہ جاناں نہ گنجد
بجز نظارہ چیزے درمیاں نہ　۵۹۱　خود از نظارگی نام و نشاں نہ
نظر ہم نیست اینجا جز تحیّر　۵۹۲　فان الذات ممنوع التفکّر
دریں بستاں بود نخل برومند　۵۹۳　دل آگاہ و جانِ آرزومند
ولیکن بر بجز خون جگر نیست　۵۹۴　گلے جز خار حسرت در نظر نیست
دو معنی حاصلست آزادگاں را　۵۹۵　بدام عاشقی افتادگاں را
یکے در د طلب دیگر فسردن　۵۹۶　باستغنائے مطلب راہ بردن

دربیان تحقیق علم الیقین و عین الیقین و حق الیقین و مراتب آں

دلم دوشینہ در شکر یقین بود ۶۶۴ در اطوار ظہورش تیز بیں بود

کہ یارب شاہد عین الیقین چیست ۶۶۵ درآں عین الیقیں مقصود ایں چیست

چو از وجہے شک آمد در وجودش ۶۸۳ مدارے نیست چنداں بر شہودش

حضوری سادہ رخشانست ایں جا ۷۱۴ توجہ عین وجدان است ایں جا

درآید چوں در استیلا توجہ ۷۱۵ شود چوں ذکر ناپیدا توجہ

دل از خورشید وحدت نور گیرد ۷۱۶ وجودش جملگی مذکور گیرد

درش از نور خود علمی دہد دوست ۷۱۷ چگویم اللہ اللہ روئے نیکوست

دریں رہ ہر کہ انوار خدا یافت ۷۱۸ بہ تحقیق انتہا در ابتدا یافت

بروں از صورت معنی نگاریست ۷۱۹ مجرّد از تماشا انتظاریست

ساقی نامہ

طبعے کہ سخنوری گزیند ۱ در پردۂ صبر کے نشیند

درگوش دلم فسانۂ گفت | مجنون فسردہ را برآشفت

یعنی چہ مقام حیرت است ایں | ہنگام طلب خموش بنشیں

چوں قصۂ جام و بادہ آمد | میدان جنوں کشادہ آمد

در دامن ساقیِ خود آویز | دیوانگیٔ نما و برخیز

ساقی قدحے کہ ہوشیارم | زیں ہشیاری بسے فگارم

ایں کاسہ کہ بر سرم نگون است | جا نیست اگرچہ غرق خون است

در خُمِّ میش بیفگن از دست | تا خُود براد دل شود مست

مجنوں تو یک پیالہ خواہد | زان بادۂ دیرسالہ خواہد

من پیرِ کہن گدائے جامم ۱۰ زان جرعۂ کہنہ دہ بکامم

آں جرعہ چو در سرم زند جوش　　دنیائے کہن شود فراموش

عقلم چو صحیفۂ اش کند طے　　در جرعہ زنم چو بوئے در مے

چوں جرعہ نمے برہنہ ماند　　گر در چشم مے رود تواند

اکنوں پئے جرعہ گر شتابی　　نہ جرعہ نہ بوئے جرعہ یابی

ایں میکدہ جملہ جاں پاک است　　ویں بادہ خم نہ ز آب و خاک است

ساقی ہمہ خون من فشردہ است　　آں جاں کہ شگفتہ بود مردہ است

بر من دو سہ قطرہ می فرو ریز　　امروز قیامتے بر انگیز

روحے کہ شود در او فراہم　　نہ حشر شناسد و نہ آدم

ایں صورت تو عرش آشیان است　　اسرار عجب در او نہان است

نہ بار کفن نہ قید رفتار　　اوّل قدمش مقام دیدار

ایمان برہنہ بادۂ تو　　فردوس۔ دلِ کشادۂ تو

دوزخ صفتے کہ از تو دور است　　سبحان اللہ عجیب صور است

من گرچہ ز آتشیں دماغم　　از نکہت تو شگفتہ باغم

اے زاہد خام طبع۔ بے کار　　خود را گرو دو جرعہ بیدار

در پائے طبیعت خرامت
یک قطرہ ز دُرّ مے تمامت

ساقی بہ دلِ کشادۂ تو　　سوگند بہ جام و بادۂ تو

کامروز جز ایں ہوس ندارم　　کاندر رہ بادہ جاں سپارم

دستے کہ ز بادہ دور باشد　　در خاک۔ سبیہ چرا نہ باشد

مجنوں کہ ز ہجر بود سرمست　　لیلے گفتے درفتے از دست

من نیز دمے بر آورم سرد　　زاں شیفتہ کم نیم دریں درد

معشوقہ بہ چند نام گویم　　ساقی و شراب و جام گویم

در ذکرش اگرچہ بر قرارم　　عمریست ز دست رفتہ کارم

من ذوقِ سخن چناں ندارم — آں کالبدم کہ جاں ندارم
دارم بخیال مے سر و کار — می گویم و بے خبر ز گفتار
من بیہدہ در کدام حالم — از گفتِ من است و از خیالم
وقت است کہ ایں جہاں و ایں گفت — با نفس وصالِ او شود جفت
تو سیں کماں چوں نہ بینم — بر خیزم و گوشہ نشینم
ہاں شحنۂ محتسب بمیرد — از مست چنیں خبر نہ گیرد
ساقی من ازیں حیات سیرم — بنمائی کرشمہ تا بمیرم
از خلقت ایں دو ست نابود — دانم کہ لیعبدوا است مقصود
در زندہ سری فگندگی نیست — جز خواریِ مرگِ بندگی نیست
مستے کہ ز پائے خم شدہ مست — زاہد شدہ مست چند بنشست
ساقی برساں شراب نابے — من جملہ شبم تو آفتابے
در کسوتِ بادہ روز خواہم — آں پرتو دل فروز خواہم
عقل ایں سخنم نہ می پذیرد — کز روز شبے چہ بہرہ گیرد
من بوے تو در دماغ دارم — از عقل کنوں فراغ دارم
روحم بہ طفیلِ نکہت راح — آمد چو صباح رفت مصباح
روز است مرا و بخت بیدار — گر شب بردد. برو. چہ در کار
ایں نقد ز دست دادہ اولی — ایں بار ز سر فتادہ اولی
چوں او آید چہ طاقتِ من — چوں دوست رسد چہ جائے دشمن
او رونق دین و جانِ ہستی — دیگر ہمہ گو کہ خود پرستی
اینک من ازیں نمد گذشتم — اے آئینہ فتنہ تو گشتم
لیکن نہ چنانچہ روئے بینم — تا پیشِ تو لحظۂ نشینم
چشم بد و نیک از میاں دور — خود مانی و آں تموجِ نور
زیں پیش بہ خطۂ بخارا — بودی چو حباب آشکارا

آئینہ ارجمندئی بود | نہ نقش و نہ نقشبندئی بود
امروز دریں خدا بہ بنشیں | ایں مشت خیال را فروچیں
اینجا تنم ازچہ اوفتاد است | جانم بہ ہماں زمیں فتاد است
دارم بہ ہمان زمین سرو کار | من نیز بجناریم بہ رفتار
ساقی مئے نقشبند پیش آر | من صید توام کمند پیش آر
ہر چند کمند عنبریں بو | آں نیست کہ آورد بمن او
آہوئے ختن شکار دارد | بر لاشہ غرے چہ کار دارد
عطّار کہ نقشبند ثانی است | در حلقۂ آں کمند فانی است
آں رشتہ کہ پارسا لقب بود | در پیچش آں کمند آسود
آں خواجۂ بندگان آزاد | سر در خم آں کمند بنہاد
من چوں ہوسے چنیں نیارم | من خود سگ ایں سیار خارم
در کان نمک سگ ار نشیند | خود را بجز از نمک نہ بیند
خوش آنکہ سہ بار چار گردد | قصر ادب استوار گردد
خشتے شدہ ام کہ ایں نکو قصر | آید بہ کمال خود دریں عصر
یک جام ازیں مئے کہ دارد | از من بہ تمام سر بر آرد
بزمے کہ دراں زلال نوشاں | خوانندم ختم مے فروشاں
شرط طلب است امید بستن | نومید نمی تواں نشستن
امید سرے بہ کار دارد | عکسے ز جمال یار دارد
امروز دریں رباط فانی | دارم بہ امید زندگانی
شمعے کہ دریں سیاہ خانہ ست | امید وصال آں یگانہ ست
روزم بہ امید او سفید است | جاں در بدنم ہمیں امید است
باشد کہ بروں ز جستجویم | بخشند دو چند آرزویم

۱؎ اشارہ بحضرت مولانا یعقوب چرخی قدس اللہ سرہ

گفتم سخنے ز کامرانی — اے ارحم راحمین تو دانی
در دیدہ کشم قبول خود را — خاکِ قدم رسولِ خود را
اے خاک مدینہ در کجائی — در دیدۂ من چرا نیائی
اے مردم چشم دور بینان — وے چشم و چراغ نور بینان
در باب غم آشیانہ دارد — بنواز سیاہ خانہ دارد
سوزندۂ غم کہن تلف بہ — این چتر سیاہ را شرف دہ
اے نور دل چہار عنصر — اے خوش صفت درون ہمہ در
اے در تو تاج آفرینش — سر چشمۂ مرغزار بینش
اے نور تو چون فلک ہویدا — نعم البدلِ زمین بطحا
اے حجلۂ خواب گاہِ مقصود — فردوس بہ درگہت جبین سود
اے از تو زمین بدین خدائی — دیدۂ شرفِ ابو ترابی
اے آمدہ نور آسمانی — حاصل شدہ سرِ لامکانی
سبحان اللہ چہ نسبت خاک — با سرِ لَمَا خَلَقْتُ الافلاک
او سرِ کمال مصطفیٰ بود — با این گرہ نشستنش کجا بود
من حاصل این خطاب گویم — مضمون ابو تراب گویم
خاک اند جماعتے کہ مردند — ہستی بہ خدائے خود سپردند
از سطوت نور در شکستہ — در آب بقا فرو نشستہ
گردی نہ بہ پشت پاے زیشان — در دکفِ پاے خود چہ امکان
سر حلقۂ خاکیان علی بود — سر سلسلۂ جہان علی بود
زان بحر دو نہر بند بکشود — یک سو حسن و حبیب و داؤد
معروف و سری جنید بغداد — کز وے طرقِ کثیرہ بکشاد
یک سوے دگر لطیفۂ پاک — مستور بہ زیر پردۂ خاک
سبطین رسول و زین عباد — پس باقر و صادقِ نکو زاد

این سلسله از طلاے ناب است — وین خانه تمام آفتاب است

القصه ابوتراب این است — تفسیر اشارت این چنین است

هرچند غرض درین کرامت — افتاده ز راهِ استقامت

لیکن سررشتهٔ بجا بود — عشقم به جمال مصطفیٰ بود

گر خاک مدینه می شنودم — در راه نیازِ خواجه بودم

در مدحت حاملان رازش — گفتم همه بود در نیازش

اے خواجهٔ بارگاه سرمد — سر حلقهٔ انبیا محمد ﷺ

وه وه چه زبان پاک دارم — این راه چه گونه می سپارم

این تنگ بساط در نوردم — هم گردِ زبان خود بگردم

گویم سرو سرورِ من است این — مدّاح پیمبرِ من است این

سبحان الله بلند ذات است

حمّالِ حروفِ عالیات است

سلسلهٔ پیران طریقت رحمة الله علیهم اجمعین

زصدیق و سلمان و ز قاسم — چو صادق یافت مُلک سینه معمور

بداں معنی که آباے کرامش — ذخیرهٔ داشت شد نورٌ علیٰ نور

دو ر سپه راند صادق سوے بسطام — ولیک از چشم هر بیننده مستور

هماں عشوه به مُلک خرّقاں برد — لباس شیرواں پوشیده طیفور

چو شاه خرّقاں مسند نشیں شد — به طوس افگند بانگ ورشو دور

یکے طوسی نثار افشاں برآمد — درآں گنجینه شد ناگاه گنجور

زگنجوری به سلطانی در آمد — زشاهِ گورگاں آورده منشور

ولیعهد فریدوں بود و جمشید — چراغ قیصر و خاقان و فغفور

ز فرزندان آں مصر ولایت — عزیزے در همه دانست مشهور

امام وقت ابویعقوب یوسف　　حجاب آفتاب و غیرت حور
عزیز مصر را دُرّ خلف شد　　که خضرش در صدف بوداست مستور
نقاب نیستی افگند در سر　　عروسے را که در پرده است منصور
کنوں خلوت کدهٔ سلطان دین است　　زمین نجد وال آں منبع نور
چو شاه نقشبند افراشت رایت　　نگند از کف قلم مانی و شاپور
به بے نقشی نشان خویش گم کرد　　غبار چشم بد افشانده از شور
جنید و بایزید آورده یک جا　　به نسبت جذبه را بنشاده از شور
برآمد ساقی ناگاه سرمست　　زباں بکشاد موسی وار بر طور
امانت دار ابویعقوب چرخی　　که کم بودیش نقش غیر مخطور
فرو رفتند در نیل جلالش　　فراعین هوا مکتوف و مقهور
گرامی خواجهٔ احرار از وے　　خرابات جهاں شد بیت معمور
وجود خواجه و انفاس پاکش　　نمودارے ز اسرافیل و ناقور

چو عرش فیض و فردوس لقا بود
هم آنجا ختم شد ایں سعی مشکور

تاریخ تولد برخوردار خواجه عبداللہ و برخوردار خواجه محمد عبداللہ

که در یک سال سنه ۱۰۱۰ھ متولد شدند سلمهما اللہ تعالیٰ

در باغ طراوت جوانی　　بے برگ گزشت زندگانی
هرگز نه شمیده بوئے فرزند　　بودم سروے به سایه خورسند
آخر به برے امید بستم　　افتاد شگوفهٔ بدستم
طبعم غزلِ نشاط می گفت　　دیدم ناگه بهار بشگفت
تاریخ شناس تیز بیں مرد　　بشگفت بهار. در خطے آورد
۱۰ھ۱۰
زاں هائے دو چشمهٔ بهارم　　بنمود دو دُرِّ شاهوارم

یعنی کہ ہماں دو نورِ باھر | در یک تاریخ گشتہ ظاہر
بالید پس از مرورِ ایّام | در بارِ درخت شد دو بادام
مابین ظہورِ آں دو گوہر | بگذشتہ چہار ماہ و اکثر
آں گشتہ دریں خرابہ منزل | روز یکم از ربیع اوّل
بود آخر عصر کاں بگانہ | افتاد دریں سیاہ خانہ
خورشید گذ بد خوابگاہش | کاینک شب و روشنی ماہش
انگشت ہلال در دہن بود | کیں شعلہ غریب خود شکن بود
زیں سقف دریچہ ہا کشادند | نظّارگیاں در ایستادند
خود تیز بہ شرق شد گریزاں | کاید بہ پناہِ صبح خیزاں
زیں طرفہ نشاط خاطر افروز | شد دامن شب چو بہرہ اندوز
قطب از طرفے نفس بر آورد | کاینک بہ تو می سپارم ایں برد
اندر ملکوت غلغل افتاد | کاسلام بہ شکل آدمی زاد
گفتند کہ تہنیت رسانیم | ایمان محمد لیش خوانیم
در خانۂ کمتریں غلامے | شد بندہ یکے بزرگ نامے
ایں نام خجستہ و ملک زاد | ان شاء اللہ شفیع من باد
بر درگہ خواجہ ام رساند | گوید ز من آں سخن کہ داند
گوید کہ ز سترِ کارم آگاہ | او مفلس و من خزینۂ شاہ
کارش ہمہ گردِ من تپیدن | انسش بخیالم آرمیدن
من بودم و نقد خانہ او | سرگرمی آستانہ او
بیچارہ قلندرے تہیدست | می بود خزینہ دار ہر ہست
چوں باغ طبیعتش بر آورد | در میوہ جمال من اثر کرد
چشم ملکی شناخت زادش | زاں روئے ہمیں لقب نہادش
القصہ دراں گزشتن روز | آمد بزمیں چو بادِ نوروز

کردند موذنان اسلام   تکبیر اذاں بگوشش اعلام
تا فطرت او ثبات یابد   دین ابویں بر نیابد
برخیز بلا موذنِ غیب   در گوش من آر بانگ لاریب
ایں خستہ بسے نیاز مند است   یک اَشْہَدُ از بست پسند است
گر یکدم اللہ از تو گیرم   واللہ کہ ہماں زماں بمیرم
یک شعلۂ نور دہ بہ روزم   تا خانۂ ماسوا بسوزم
خود را بہ تو باز می سپارم   می میرم و شعلہ می گزارم
در خور نیم ار من سیہ روز   خود شعلۂ خویشتن برافروز
ایں غم کدہ باد بردہ بہتر   ایں مرگ جلی ستردہ بہتر
اے دوست بحق دوستداری   خواہان تو ام بجاں سپاری
ہاں از تو قدم بناز ماندن   از من سبق فراق خواندن
ہجراں تو وصل جاودانی است   در پیش تو مرگ زندگانی است
افتد کہ چنیں نہ می ہراسم   کز حیّ علی الصلاۃ نہ می ہراسم
گر حی علی الصلاۃ گوئی   ہم خود بہ صلاۃ من بپوئی
در زیر کفن شوم فسرہ اہم   رشک ہمہ زندگان عالم
من مردہ و دوست در نمازم   سبحان اللہ بخود بنازم
افتاد بہ صفحۂ تجلی   گویم وھو الذی یُصَلّیِ
گردند دو کون مدح خوانم   قَدْ اَفْلَحَ ابْغِیِ ثنانم
ایں نقش وجود بر تراشم   تکبیرے اذاں شنودہ باشم
ہاں اللہ گوئے تا بجوشم   اینک چو صدف تمام گوشم
در راہ اللہ ار شوم نیست   حاجت بسماع اکبرم نیست
در چشم من آں الف عظیم است   دانم کہ صراط مستقیم است
من یکدم سرد تام دارم   یک رشحہ حیات کام دارم

از رشحه کفایتست ایں کار — چوں من بروم چه کم چه بسیار
چوں در نگری غرض تمام است — سر رشته رشحه هم بجام است
گز بحر رسد به تشنه کامے — سیرابی اوست هم ز جامے
نے نے غلطم مقام درویش — عالی است ز حرف اندک و بیش
دریائے ازل بسے شگرف است — سبحانک تبت ایں چه حرف است
ای لیس کمثله نقابت — سر رشته عقل سد بابت
من چند فقهٔ عاقلے دریدم — ایمان محمدی گزیدم
از قید تفکرم چه حاصل — آں خواجه بس است عقل کامل
من هیچمداں همه گمانم — تحقیق ره چنیں که دانم
هر چند که خلق ناشناسا است — گویند که عاقلست و داناست
استادم و دانشم کتابم — دانی که من از کدام بابم
طفلم که نخورده شیر مادر — افتاده هماں بخاک و خوں در
نگذشته هنوز پیش سلطان — دارم دلکے تمام افغاں
گمنامم و کار جمله خام است — بسم الله نام من کدام است
نامے نه کزو مرا بخوانند — نامے که مرا ز من رهانند
اینجا سر عقل می خورد سنگ — هاں خامه به اصل قصه زن چنگ
تاریخ یکے چو شد نمودار — هنگام تولد دگر آر
افتاده به بحر و بر طلاطم — ماه رجب و پگاه ششم
چوں صبح رسید آخر شب — چوں روز ز روشنی لبالب
چوں ماه تمام منشرح صدر — در ظلمت شب چو ساعت قدر
با نور محبت خدائی — در آخر فقد و بے نوائی
با خود جهت کمال آمد — خورشید پئے تهجد آمد
در عین شب آفتاب برخواست — تا صبح پسیں شتاب برخواست

آں شب درِ معرفت کشودند — تمثالِ طلسمِ خود نمودند
خورشید به احتجاب خود در — کردند ستارگاں بروں سر
از شعشۂ چراغ بسیار — ایں عرصۂ تیرہ شد نمودار
در دیدۂ شپّراں چہ کم زاد — وحدت پس ایں دو کثرت افتاد
چوں سر کشد آفتاب بر من — افتادہ نہ تیرہ و نہ روشن
آں تیرہ بہ قلزمِ فنا گم — روشن بہ حجابِ اجتبا گم
خور نیز حجابِ نور دارد — در پردہ چنیں ظہور داد
گر پردہ ز روئے خود کشاید — خود نیز باجتبا در آید
یارب کہ طلسم خود کشائی — ایں طفلک را باد نمائی
خود را بنظام خود گزارد — چوں نخل ز دانہ سر برآرد
چندیں ہمہ آفتاب رفتند — در بحر تو چوں حباب رفتند
ایں قطرہ ہم از شمار ایشاں — در موج خودش مکن پریشاں
باشد کامم ازو بر آید — چوں بینمش از تو یادم آید
بس تشنہ و بس خرابم اے دوست — در حسرت یکدم آبم اے دوست
ہر جا کہ ترشح تو بینم — درالعطش آیم و نشینم
اے بحر طلب بکام من شو — امروز یکے بجام من شو
من جام چہ می کنم گدایم — مشتاق توام دہن کشایم
اکنوں دہنم کشادہ بہتر — بحر سخن ایستادہ بہتر

زیں گفت و شنود حاصلے نیست
جبران و خموشش بایدم زیست

قطعۂ اوّل

از ساقی نامہ و دوم از تاریخ است

ایں صوت تو عرش آشیانست ۱۹ اسرار عجب در و نہان است

نه بار کفن نه قید رفتار ۲۰ اوّل قدمش مقام دیدار

ایمان برهنه بادهٔ تو ۲۱ فردوس دِل کشادهٔ تو

دوزخ صفتے که از تو دور است ۲۲ سبحان الله عجیب صور است

من گرچه که آتشین دماغم ۲۳ از نکهت تو شگفته باغم

اے زاهد خام طبع بیکار ۲۴ خود را گرو دو جرعه می دار

دریائے طبیعتِ خرامت ۲۵ یک قطره ز دُردِ مے تمامت

تاریخ تولد برخوردار خواجه عبدالله و خواجه محمد عبدالله که در یکسال متولد شدند

در باغ طراوتِ جوانی ۱ بے برگ گزشت زندگانی

هرگز نشنیده بوئے فرزند ۲ بودم سروے بسایه خورسند

در خانهٔ کمترین غلامے ۲۰ شد بنده یکے بزرگ نامے

وین نام خجسته و ملک زاد ۲۱ انشاء الله شفیع من باد

بر درگهٔ خواجه ام رساند ۲۲ گوید ز من آن سخن که داند

گوید که ز دستِ کارم آگاه ۲۳ او مفلس و من خزینهٔ شاه

تاریخ تولد برخوردار خواجه خُرد واسمه خواجه محمد عبدالله سلّمه

گل شکرے بو العجبے دست داد ۱ شکر هندی گل ترک زاد

بلکه ز کشمیر گلِ زعفران ۲ شد شکر آلودهٔ هندوستان

شاخ گل از باغ ولایت شتافت ۳ از قدح هند شکر آب یافت

شاخ نباتے شد ازیں طرفه فن ۴ اَنبَتَهُ الله نباتاً حَسَن

بلکه نهالے است برون از جهات ۵ آمده در عرصهٔ ایں شاه مات

گرچه فرو رفته دریں نیک عهد ۶ بار ور است از اثر قرب عهد

آمده پس در خمِ این نبسره خُم ۷ ماه رجب بود صباح ششم

کرد قلم سالِ ولادت رقم
ہاں بشمار آنچہ رقم زد قلم

رُباعیات

سلسلۃ الاحرام

۱

سبحان اللہ زہے خدے امتعال — عالی ز تصوّر و مبترا ز خیال
از نُور لطافتش ضمائر مشغول — وز سر سرایش جہان مالامال

۲

گویند وجود کون کو نسبت حصول — نورے بجز از کون نکرد است قبول
واللہ کہ دریں پردہ لسان الغیب است — بر طبق قواعد است و بر دفق اصول

۳

بشناس کہ کائنات رو در عدم اند — بل در عدم ایستادہ ثابت قدم اند
ویں کونِ معلق از خیال و وہم است — باقی ہمگی ظہور نورِ قدم اند

۴

بنگر کرہ درون بیرونش نور — در مے ز عجوبگی بصد نوع ظہور
یا بندۂ انواعِ ظہورش باطن — واں ظاہرِ در پردۂ وحدت مستور

۵

تکوین دو کون راصلا در دادہ — دانی کہ درِ عدم چساں بکشادہ
حادث شدہ نسبتے درونِ ابیروں — در بیروں عکس آں عکوس افتادہ

۶

ما صورت و حق آئینہ عکس نما ست — این است معیتّے کہ حق را با ما ست
ہر صورت در ظہور شرط دگر یست — این نسبت اسباب ازیں و بیدا ست

۷

آں کسب کہ نزد ما گشتہ عیاں — در مذہبِ اہلِ حق جز ایں ہیچمداں

حق موجود است و فنا در مطلق اوست — ویں مشتِ خیال جملہ وہم است و گماں

۸

حادث کہ نباشد بدو آں پاینده — تاثیر کند بہ حادث آینده

سبحان اللہ زہے خیالِ باطل — این است وجودے عدمش زاینده

۹

آنجا کہ حق است جملگی بے سبب است — از کن فیکون جز ایں روش بس عجب است

کسے کہ وجودِ او بجز وہمے نیست — نسبت بحق ار کند کسے بے ادب است

۱۰

ہر صورتِ علمیہ کہ ہستیش گوئی — نشاں ہست کہ بوئے اصلِ او میبوئی

معلوم کہ اصل است وجودِ علم است — جہل است اگر جز ایں روش میپوئی

۱۱

ممکن کہ خرد درِ حدِ بیتش بگشاد — دربند نظر بہ ہستیش فتوی داد

او در ہستی و ہستی اندر وے بود — بے چارہ بہ اشتباہ نامے بنہاد

۱۲

از صفائی مے و لطافتِ جام — درہم آمیخت رنگ جام و مدام

ہمہ جام است و نیست گوئی مے — یا مدام است نیست گوئی جام

۱۳

ایں صورتِ علمیہ کہ در جلوہ گریست — از خال و خطش جمال مقصود بریست

ادراک مرکب است و مرآتِ خود است — در روئے ہمہ چشم بودن از بے بصریست

۱۴

در علم دو وجہ است بے شبہ و ریب — یک وجہ بہ شاہد است یک وجہ بہ غیب

در وجہ شاہد ہمہ رنگ است و تمیز
در وجہ غیب نے نشان است نہ غیب

۱۵

ایں علم بسیط بے تمیز است و نشاں
در ساحت او ادارہ نہ ایں آؤ نہ آں
چوں حاصل تازہ نُدارد نہ تواں
تحصیل نمود کیں محال است عیاں

۱۶

از حضرت ذات بہرۂ استہلاک است
استہلاکے کہ از تصور پاک است
آں معرفت است نامش ادراک بسیط
آنجا چہ محلِ دانش و ادراک است

۱۷

ادراک بسیط موطن محو و فنا
ہر جا ہستی است دارد آنجا ما وَ ا
ایں است تفاوت کہ دریں موطن قدس
ظاہر شدہ جُفت عروس حدث تنہا

۱۸

ہنگام شعور ازیں مقامِ عالی
ہر چند کہ ہست ہست دانش خالی
در پردۂ نُور یک ظہورے دارد
ایں ہست نتیجۂ علوم حالی

۱۹

لیکن باید کہ نُور آں باطن پاک
ہر لحظہ نیفتد ز مقام ادراک
در دیدہ ہمیں کون حصولی ماند
تا یافت شود نتیجۂ استہلاک

۲۰

یارب چہ کلاہیست بے چارہ
کز کوے حقیقت نشود آوارہ
ہستی بہ کمال قرب از و مستور است
کون است حصول در دوش سیارہ

۲۱

خواہی کہ جمال غیب در دل یابی
زنہار طلب مکن کہ مشکل یابی
در ذات خدا اگرچہ آمد باطل
در فکر چنیں مشو کہ باطل یابی

۲۲

خواهی حق را به غیر مظهر بینی — بنشیں که محال است که دیگر بینی
می کوش که بے صورت تحقیقے را — در مظهر موهوم مصوّر بینی

۲۳

حق نقطهٔ جواله جهاں دائره داں — بے دائره آں نقطه بناید به میاں
آں دائره صورت علوم نقطه است — واں نقطه درو به جلوه گشته عیاں

۲۴

گر نقطهٔ جواله بود ذات نقط — واں شکل نمود اعتبارات نقط
گردد چو جهاں که جمله مرآة حق است — خطِ نُقط و دائره مرآة نُقط

۲۵

هر چند که دائره ز وهم است و نمود — در نقطهٔ عروض دائره شد مشهود
گویند که در نظارهٔ کشف و شهود — اعیان همه عارض اند معروض وجود

۲۶

گر نقطه بجولانگه خود آسنے در — بیروں کشد از دائره و از خط سر
در ظاهر علم گر کجی و راست شود — در باطن علمش نه بود هیچ اثر

۲۷

هاں تا نکنی غلط که از کم دانی — ایں باطن را بروں ز ظاهر دانی
ظاهر بدنے که بے خیال روحش — هر چند کنی تخیلش نتوانی

۲۸

هر جا هستی است از نبات است و جماد — گنجے ز صفات خود درو حق بنهاد
هستی چو بذات خود علیم است و قدیر — از هست چگونه علم و قدرت افتاد

۲۹

در هر شکلے که رنگ هستی پیدا است — زوسے است که قادر مرید و داناست

لیکن ہر یک پئے تردد گشتہ — درظاہر علم ازیں صفتہا یکتاست

۳۰

حق روح جہاں انفس و آفاق بدن — چوں نقطہ کہ دائرہ دارد شکن
ظاہر در وے ہمہ صفات نقطہ است — مظہر بگزار چنگ در ظاہر زن

۳۱

ایں ظاہر بے مثل بسان بدن است — واں لیس کمثلہ درو خیمہ زن است
روح است بہ اعتبار اطلاق وجود — گاہے نفس است گہ اویس قرن است

۳۲

ہم بیرنگ است یار و ہم رنگ پذیر — آں لیس کمثلہ سمیع است و بصیر
ایں سمع و بصر جز ایں ندارد دگرے — آں جملہ غنی است و ماسوی جملہ فقیر

۳۳

تنزیہ فقط ز علم سوئے ادب است — از ملتی و سمع صاحب قبل عجب است
در ظاہر آیات بسے تشبیہ است — در باطن خود تمام آیات رب است

۳۴

تشبیہ را کہ بوئے تنزیہش نیست — در اکثر تنزلات توجیہش نیست
ایں نکتہ ز قہرمان مشرب باید — سہل است دروز اگرچہ تنبیہش نیست

۳۵

چوں ظاہر علم پردہ مقصود است — ویں ہشت خیال سر بسر نابود است
از نقش دے بسوئے بےنقش گریز — وانگاہ نظارہ کن کہ حق موجود است

۳۶

ہر حسن تو نیست ز انہار نقوش — شد ظاہر و باطن تو در کار نقوش
برخیز و جمال نقشبندے بطلب — کاساں شودت شکست بازار نقوش

۳۷

چوں نقش نہادہ رُخ نہ بے نقش آری — زاں لوح وجود نسخہ بر داری
نُور بیرنگ ترجمانش گردد — زنہار کہ دل بہ ترجماں نہ سپاری

۳۸

آں بے رنگے چو پرتو انداز شود — بس راز نہفتہ را غمّاز شود
ہر جا نوریست برکشد جملہ بخود — وانگہ بے انکشاف ہر راز شود

۳۹

گویند کہ چوں رسد تنزّلی بہ کمال — گردد دو جہاں زترجماں مالامال
چشم از ہمہ سو سرمۂ مازاغ کشد — گوش از ہمہ جانب شنود بانگ تعال

۴۰

ممکن زتنگنائے عدم ناکشیدہ کام — واجب بہ جلوہ گاہ عیاں نا نہادہ گام
در حیرتم کہ ایں ہمہ نقش غریب چیست — بر لوح صورت آمدہ مشہود خاص و عام

۴۱

اے گشتہ بہر نمود بیہودہ گرد — ایں است مقام کنتُ سمعَہ بشنو
در تست نمودے کہ بس بے طرف است — بنشیں و بہ ہر طرف مشو زتگ و دو

۴۲

یک لحظہ سرے بہ جیب ہستی درکش — حرف اَنَا گوئی را خطے بر سر کش
گر مرد رہی بہ نامرادی خو کن — یعنی کہ نگار نیستی در بر کش

۴۳

ایں سکّہ کہ من زدم بنام فقر است — ویں روشنی از نور تمام فقر است
برخیز رہ خواجۂ احرار بگیر — کاں راہ زسرحد مقام فقر است

۴۴

آمد چو رُباعی بہ چہار از عشرات — خاتمش شُدہ خامہ و دہن بستہ دوات

ما ہم سخنے را کہ بہ شرحش گفتیم — کردیم تمام بر محمدؐ صلوات

٤٥

اندیشہ چہار بعین خود برد بسر — در نقر فقہ اش چو اہل ظاہر منگر

ہر چند کہ ہست کل یوم فی شان — در ہر شکلے زبے نشاں دادہ خبر

٤٦

اے خواجہ دریں نامہ بسے اسرار است — فہمش ز مقید خرد دشوار است

از کون و مکاں مقیدانش فرزند — مجموعۂ ما سلسلۃ الاحرار است

٤٧

در راہ خدا جملہ ادب باید بود — تا جاں باقی است در طلب باید بود

دریا دریا اگر بہ کامت ریزند — گم باید کرد و خشک لب باید بود

٤٨

بد مست من امشب چو مہ آراستہ است — غم ہمچو ہلال لاغر و کاستہ است

اے صبح بروں میا کہ ترکاں مستند — وے شب بنشیں کہ فتنہ برخاستہ است

٤٩

صحرا نشیں زسیل حذر کن کہ آستیں — تر می کنم بہ گریہ و افشردہ می روم

آں گلبنم بہ باغ تو کز یک نسیم لطف — نشگفتہ ام ہنوز کہ پژمردہ می روم

فردہا

از تو اے بیرنگ با چندیں صور — ہم مشبہ ہم منزہ خیرہ سر

من از محیط محبت نشاں ہمی دیدم — کہ استخوان عزیزاں بہ ساحل افتادہ است

می گزشتم زغم آسوده که ناگه زکمیں ۳ عالم آشوب نگاہے سر راہم بگرفت

بغیر آنکه به روز سیاه خود گرید   وگرز دیدهٔ باقی چه کار می آید

مندرجہ ذیل تین رباعیاں اور چار فرد کے متعلق صحیح طور پر نہیں کہا جا سکتا کہ آپ کی ہیں یا کسی اور کی ہیں۔ اس سلسلہ میں تحقیق کرنی ضروری ہے۔

۱

آنجا که کمال کبریائے تو بود   عالم نمے از بحر عطائے تو بود
ما را چه حد حمد و ثنائے تو بود   هم حمد و ثنایم نه سزائے تو بود

۲

من کیستم اندر چه شمارم چه کسم   با همرہئے سگانش باشد هوسم
در قافله که اوست دانم نرسم   ایں بس که رسد ز دور بانگ جرسم

۳

جانا بقمار خانه رندے چند اند   با مردم کم عیار کم پیوندند
رندے چند اند کس نداند چند اند   بر نسیه و نقد هر دو عالم خندند

گاه خورشید و گہے دریا شوی ۱ گاه کوه قاف و گه عنقا شوی

تو نه آں باشی نه ایں در ذات خویش ۲ اے بروں از وہم ها در بیش بیش

ما کئیم اندر جہاں پیچ پیچ ۳ چوں الف او خود ندارد ہیچ پیچ

در لیاکت نه دانستم همی پنداشتم دائم ۴ از ایں پندار گوناگوں و زیں دانش پشیمانم
